RARE BOOK
CHECKED NOT TO BE ISSUED
HYDERABAD STATE LIBRARY
۵۵۰۷
الف ۲۶
Checked 1987
CHECKED 1995

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

قل هو الله الرحیم و حکیم
هم سلام و مهیمن و جبار
ملک و مومن و صبور و شکور
نافع و نور و وارث و والی
باسط و قابض و ودود و مجید
محصی و مبدع و قوی و معید
بر و رزاق و مقسط و جامع
حی و قیوم و واجد و ماجد
نیز قهار و هم حفظ و حسیب
هم موخر مقدم و وهاب
نیز فتاح هم بدیع و علیم
رافع و خافض و سمیع و بصیر

حق و رحمن و الحلیم و کریم
متکبر مصور و غفار
خالق و باری و عزیز و غفور
ظاهر و باطن است متعالی
واسع و باعث و وکیل و شهید
قادر و مقتدر ولی و حمید
مغنی و ضار و هادی و مانع
احد و باقی و صمد و واحد
هم جلال و رقیب نیز مجیب
اول و آخر است هم تواب
هم عفو و عدل و نیز عظیم
علی و هم لطیف و خبیر

نیز قدوس ہم رؤف مقیت		منتقم محی و ہم غفور ممیت ؛
ہم کبیر و متین و نیز غنی		مالک الملک ذوالجلال علی

بعد نظم اسمائی خالق یکتا اُسی کی تعریف ساتھ اثبات وحدت الوجود کی صفحہ کاغذ خامہ سے یہ عاجز اسطرح پہ نقش کرتا ہے کہ شکر ہے اُس معبود با وجود کا کہ جوہر وجود مین موجود - اور سب عقدونکی اُسی سے کشود ہے اور نہ قلیل ہے نہ کثیر - ذات اُسکی عدیم النظیر ہی اور نہ اُسکی ابتدا ہے اور نہ انتہا اُسی کا لقب خدا ہے وہی ہیجدہ ہزار مخلوق کا معبود اُسی کا ہیجدہ ہزار اسم فرضی ہے ہیجدہ ہزار لباس مین وہی ذات بے نیاز لاغرضی ہے یہ اُسیکی سدا وہ نہین تو اور کیا ہے یہ سب اُسی کا رنگ - اُسی کا فعل اُسی کا ڈھنگ ہے سب مین اُسی کی ذات کا ظہور اور اُسی کی جزئیات سے کائنات امور ہے کہ جسنے عالم عدم اور علم ذات اور صفات قدرت عمل باکمال خود سے بواسطۂ انوار جبروتی ایک دم مین ارواح ملکوتی کو منور کرکے اسرار لاہوتی کا حضرت انسان ناسوتی کو آئینہ جمال خود بنایا اور خیر و شر کا مختار کرکے عناصر کے مرکب پہ بٹھایا اور زمزمہ لا الہ الا ہو سنایا درحقیقت پورا پورا وہی حال اور ہر موقع پہ جمال باکمال ہے سر سے پا تک بیمثال ہے غور کرو کہ اُسی کی گویائی اُسی کی بینائی ہے اندر اور باہر اُس قبہ کے اُسی کی جلوہ نمائی ہے وہ کون شے ہے جو اُس سے خالی ہے ہان مقابل اثبات کی نفی مثالی ہے اور نفی وہ خیال اور اشارہ ہے کہ جسکی اثبات کو سہارا ہے یعنے اگر انسان کو موت نہ ہوتی تو اُس کی حیات دائمی کیونکر سمجھتے [illegible] روح پاک ہے قالب خاک ہے تا آنکہ

آنکہ ملک الموت نے بھی روح کو نہ دیکھا کہ کیسی ہے اور لیا ہے اکثر علم ربی سمجھ رہے ہین اور جو روح مقابل اصلی کے مثالی ہے اُسی کی تعینات حیات پر حکم شارع جزا و سزا کا مثالی ہے اور روح اصلی کو علوی اور مثالی کو سفلی کہتے ہین جیساکہ اصل ذات اور دوسرا ہستا ورنہ خاموش رہو دلمین سمجھنے کی بات ہے اگر کچھ کہو تو کہا نہین جاتا اور لب بستہ رہا نہین جاتا اس صورت مین مصلحت وقت یہ ہے کہ اپنے دلمین سمجھ بوجھ لینا واقعی کہ گونگے کا وعظ اور چھپا راز ہے نہایت پریشان کہانی مگر عاشقونکی سمجھی جاتی ہے بس بس اب زبان نہ کھولو خاموش رہو اپنے خیال کو پختہ کرکے دست فکر سے ٹٹولو وہ دور نہین تمھارے رگِ جان سے قریب ہے خود وہی عالم کثرت مین ایک دوسرے کا محبوب اور حبیب ہے ذرا سمجھو فصل کہان جو وصل ہو کیون دور دور جاتے کیا خود مین اُسکو نہین پاتے تم اپنے کو فنا کرکے اُسکے بقا کو دیکھو جب اپنی بقا نہین تو وہ کسی حالت مین جدا نہین اس قالب مستعار کا کیا اعتبار ہے جبکہ یہ فنا ہوا تو اُس سے دوچار رہے جبکہ یہ خیال پختہ ہوگیا وہ اُن کا ظاہر و باطن ہر دم یار رہا تو بیڑا دریاے وحدت سے پار ہے کسی کا یہ شعر حال ہے ؎ حال ہر جگہ نہ بکنج عدم ۞ داند و بیند و نہ بیش و نہ کم ۞ اور [illegible] یہ کرتا ہے ؎ بیرون و درون گرفتہ ہم تنگ ۞ ہجران و وصال کردہ ہمرنگ ۞ اب اس حکایت کو سُنکر خوب غور و خوض کرو کہ ایک طالب نے ایک محقق سے سوال کیا کہ خدا تعالے کہان ہے اور کس شکل سے ہے جواب دیا کہ ذات اُسکی ایک ہے [illegible] اُس کے بعید ہین اور وہ ساتھ عددون کی

اور وجود ساتھ آنکھ کے بھی اُسی کو لازم و ملزوم کہتے ہین طالب نے کہا کہ میرے
سمجھ مین نہ آیا محقق نے کہا کہ نام میرا عبداللہ ہے تم مجھکو بتاؤ کہ مین کہان ہون طالب نے
جواب دیا کہ میرے سامنے تم موجود ہو محقق نے کہا کہ یہ بات تم آنکھ کے فعل کی مدد سے
کہتے ہو مین جائز نہین رکھتا طالب نے جوش مین آکر غصہ سے محقق کا ہاتھ پکڑا اور
کہا کہ یہ عبداللہ ہے محقق نے جواب دیا کہ یہ تم ہاتھ کے فعل کی مدد سے کہتے ہو
اسکو بھی مین جائز نہین رکھتا جسکو کہ تمنے پکڑا اُسکا نام ہاتھ ہے یہ سُنکر طالب نے
خفا ہوکر پاؤن محقق کا پکڑا کہا کہ یہ عبداللہ ہے محقق نے کہا کہ یہ پاؤن ہے عبداللہ
نہین ہے پھر طالب نے غلبہ جوش سے محقق کا سر پکڑا کہ یہ ہے جواب دیا کہ
بالکل جھوٹ اسکو سر کہتے ہین پھر تو محقق نے خفا ہوکر کہا کہ اے بیوقوف تو
اپنے اعضا کے فعل کی مدد سے عبداللہ کے اعضا کے نام بدرتہ لگاوے بتائے
سُن یہ عبداللہ کے اجزا ہین سمجھ کہ یہ سب ملکر عبداللہ ہوا اور جو عبداللہ
خاص وہ روح ہے اور وہی سب اعضا مین حلول ہے وہ روح ایک ہی
اور یہ سب اعضا جداگانہ اُسی کے لباس ہین سب جز مل کر عبداللہ کہلایا
سمجھا فعل دل کا ہے نہ کہ ہاتھ پاؤن کان آنکھ کہ جس سے تو مدد
چاہتا ہے ارے احمق دل سے مدد چاہ وہ تیرا ارادہ تمام ہوگا اب
دوسرا سوال تیرا یہ ہے کہ وہ کس شکل پر ہے دیکھ مین تجھے دکھاتا ہون
یہ کہکر محقق نے عصائے چوبی جو ہاتھ مین تھا اُسکو زور سے اس سائل کی
شانے پر مارا وہ صدمہ ضرب سے گر پڑا محقق نے پوچھا کہ کیا ہے اُسنے
جواب دیا کہ ضرب عصا سے میرے شانے مین درد ہے محقق نے کہا مجھے اپنے درد کو دکھاؤ کہ اُسکی شکل

شکل کیا ہے طالب نی جواب دیا کہ میرے درد ہے مگر مین شکل اسکی تم کو دکھا نہین سکتا اسوقت محقق نی کہا کہ اے کور عقل جس حالتمین تو اپنے درد کی شکل جو تیرے وجود مین اسوقت حاضر ہے دکھا نہین سکتا تو اُس مطلوب کو مین کیونکر تجھے دکھاون کہ اسکی کوئی شکل اور رنگ نہین جو بات کہنے مین نہ آوے مین کیونکر کہون تو اپنے سوال کو آپ اُسی دل سے سمجھ لے کہ جس دل نے تجھکو پہلے سوال مین اٹکا دیا تھا اے کم فہم سُن جس حالت مین تو اپنے درد جسمی کو مجھے آنکھ سے نہ دکھا سکا پھر مین تیری آنکھ سے اللہ تعالی کو تجھے کیونکر دکھا سکتا ہون مگر تو اپنی ریاضت سے ساتھ بدرقہ عشق کے رہنمائی خیال پختہ چشم دل سے البتہ اللہ تعالی کو دیکھ سکتا ہی جبکہ تجھکو یہ حوصلہ دید کا ہے تو پہلے تو دین کا دال دوئی کا دال دوری کا دال دھوکے کا دال اِن پانچون کو دفع کر اور دید کے دال کو دل کے دال سے ملاکر خوب سوچ کہ کیا ہے خیال کر کہ آفتاب مین روشنی ہے مہتاب مین نہین مگر جب آفتاب مہتاب کے مقابل آتا ہے تو آفتاب کی روشنی سے مہتاب روشن ہوجاتا ہے اس صورت مین مہتاب کو آفتاب کے مقابل ہونا تو مقدم اور ضرور ہوا جب تک کہ تجھے مطلوب کے حضوری نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا غرض طالب اقوال محقق کے سنکر معقول ہوا اور محقق کے ہاتھ پر بیعت کی چند روز مین تعلیم پاکر وہ طالب عارف کامل ہوگیا۔ بھائیو تم کیون اشتباہات کی دریا مین پڑے ہو صندوق سینہ تمہارا سب طرح کے خیالات کا معدن ہی خود مرید اور خود اپنا پیر ہی پیر ہے یہ انسان روشن ضمیر ہے بدرقہ عشق کے ساتھ عقل سلیم دستگیر ہے اب پختہ پختہ نظارہ وحدت الوجود کے سنو بات۔ ہے کہ کوئی جنس ہو اور جنس کے تعریف یہ ہی کہ بدون ایک تخم کی

کوئی جنس نہین مختصر یہ کہ ہر جنس اپنے مرکز پر رجوع کرتی ہے اور مرکز اور مبداء متحد المعنی ہین اور مرکز و مبداء کا ماخذ اصل ہی جناب رسول الثقلین مخبر صادق فرماتے ہین کہ کل شئ یرجع الی اصلہ جب یہ خبر صادق تمکو پہونچے تو اب کیا شک رہا کل اجناس کی بازگشت طرف اصل کی ضروری خواہ بہ ارادہ ہو خواہ بی ارادہ خیال کرو تمھارا مرکز اصل ایسا ہی کہ پہلے اُسکی کوئی دوسرا نہ تھا اور بزرگی اور جلالت اور علم اور نور اور قوت اور قدرت اور سکون اور حرکت صفات کاملہ کا ارادہ مستقیمہ اُسکی سے ہین چنانچہ وہی خبر لایتجزی مین درخشان برتراز آفتاب عالم تاب ہے زیادہ تر احتیاج شرح کی نہین رہی جسمین ایک ذرہ بھی عقل ہے تو وہ بے بحث سمجھ لے سکتا ہی کہ ذات اُسکی صفات قدرت سے بیحدہ ہزار مخلوق کے ہر جزو کل مین موجود ہے ایک ذرہ بھی وجود کسیکا اُس سے خالی نہین ہے اب اسمقام پر اعتراض لازم آیا کہ جب اللہ ہر جزئیات مین موجود ہے تو ہر جز کو وہی قوت اُسمین ہے حاصل ہونا لابد ہو گیا ایسا تو ظاہرا نہین ہے کیونکر یقین آوے ۔ جواب ۔ یہ تو سبکو معلوم ہے کہ بعہد دور تحویل آفتاب مین ۲۲ دن تک جو آب نیسان برستا ہے اُسکا حال یون ہے کہ اگر وہ پانی موز مین گرا بھیم سینی کافور ہو گیا اور جو بانس مین گرا وہ بنسلوچن ہوا اور جو صدف مین گرا وہ موتی ہوا اور جو سانپ کی منھ مین گرا وہ سم یعنے زہر ہوا اور اگر آنکھ مین انسان کے گرا تو موتیا بند ہو گیا اور اگر چرکین پر گرا تو اُسمین کیڑے پیدا ہوے سواے اسکے بہت طول و شرح ہی تو اب غور کرنا لازم ہے کہ تاثیر اُسکی یہ نہین ہے کہ سب جا تاثیر اُسکی ایک ہی

صورت کی نمائش کرے سمجھنا چاہیے کہ ہر ظرف کی موافق تاثیر ظاہر ہوگی نہ کہ وہ پانی اپنی حقیقت خاص کا اثر ایک صورت پر ظاہر ہو پس وہ اعتراض بالاتفاق نہین ہوتا اُسکی ذات کی وحدت کی قوت اور ہے اور کثرت کی قوت اور ہے کیونکہ وحدت لطیف اور کثرت کثیف ہے مگر درحقیقت یہ ہے کہ الانسان بنیانٌ لربہٖ سوال سمجھنا چاہیے کہ نقطہ علم مبداء ہر وجود کا ہے اُس نقطہ سے جسم خود کو کیونکر شناخت کرے جواب ترک تعلقات سے۔ کسواسطے کہ جسم کو طول اور عرض اور عمق لازم ہے اول عمق کو ترک کیا سطح رہگیا پھر عرض کو قطع کیا خط باقی رہا وہ خط طول کا ہے جبکہ عمق اور عرض دونون غائب ہوگئے پھر خط کے طول کو قطع کیا تو اُسکے آخر بازگشت مین ایک نقطہ رہگیا وہی جبر لایتجزی ہے کہ جسکو نام نہاد نقطہ قرار دیا اور ظاہر ہے کہ ابتداء وحدت سے کثرت ہوئی تو وہی وحدت مبداء ہے تم سب کا جبکہ شاغل بالیقین اُسپر قائم ہوا اور تصورات صادقہ سے اُسمین محویت ہوئی تو بعالم حیات اور بعد ممات طالب کو وہی وصل ہے درحقیقت یون اپنے آشیانۂ قدیم کو طالب پہونچتا ہے اور اب یہ بھی سمجھنا ضرور کہ واجب و ممکن و ممتنع یعنے واجب ثبوت و ممکن ظہور و ممتنع فرض عمق و وجوب لازمی ظہور عالم خلق عارضی ممتنع فقط خیالات سے ہے اور درحقیقت وہی نقطہ ہے کہ ہو الاول ہو الآخر ہے کہ جو ذات وحدت الوجود ہے اور یہ عالم جو خلق ہوا اُسے مین تحلیل ہوتا ہے سوال بھلا نقطہ کیا چیز ہے جواب۔ شارع کا قول ہے کہ امر الٰہی ہے کہ اُسی سے ابتداء مراتب کے وجودات و نفوس و عقول و عناصر کے پیدائش ہے پھر یہ سب بازگشت مین منتہی اُسی طرف ہی اور اُس

فقرہ بالا بہ اتفاق کل سالکان طریقت عارف انا باللہ کا ہے کہ جو لقطہ علم مبدا
ہر وجود کا ہے اور واضح ہو کہ علماے فلسفہ بھی صاحب مذہب ہین اُنہین دو مذہب ہین
ایک کا قول ہی کہ آسمان و زمین کے سوا خلا ہے دوسریکا قول ہے کہ ارض و سما کے
سوا ملا ہے اور مذہب صوفیہ یہ کہ نہ خلا ہے نہ ملا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ہین سبکو احاطہ
کیے ہوے ہون اور ہمین سے مراد قدرت ہی اور قدرت کا جسم نہین کہ محسوس ہوسکے
پس اُس قدرت کی جو کیفیت ہی مثال جیسا پھول کی خوشبو وہ احاطہ کیے
ہوے ہی اور ادراک عالم ظاہری سے اوسکے کیفیت بری ہے بیان سے اُسکا الفاظ
اور استعارات مین ممکن نہین اور حضرات صوفیہ بھی دو فریق ہین ایک
وجودیہ سابق اور دوسرا شہودیہ حال کا یہ دونون ذات پاک اللہ تعالیٰ مین
بحث کر رہے ہین۔ وجودیہ قائل نقطہ مرکز کے کہ وہی ہمہ اوست ہی اور
شہودیہ ہمہ از وست کی قائل ہین وجودیہ کے ساتھ عشاق کو اتفاق شہودیہ کے
ساتھ شارع کو مذاق ہے ضرور ہے کہ طلباے تصوف خوب غور کرین کہ
علماے شریعت کو پردہ ادب کا حائل بہشت اور دوزخ کے جھگڑے مین
پڑے ہین اور جو فریق صاحبدل عاشق کامل ہین اُنکو بے حجابی اور بیباکی
سامنے اُنکے کسیطرحکا پردہ نہین وہ دوزخ کو بجھاکے اور بہشت کو جلاکے رہی
عشق سے مرکز خود مین تحلیل ہوتے ہین کیونکہ عاشق مقید روح اصلی کے
ہین اور شرع والے مقید روح مثالی کے جنکی نسبت جزا و سزا کا قانون
شریعت ہے اُنکے کتب مطولہ سے صحت ہی اور عارفان باقی باللہ کا کتب خانہ
سینہ ہی اور متاخرین نے طلباے مبتدیونکی سمجھنے کے لیے کچھ بطور حکایات وکہانی لکھا ہے

اب اس مقام پر یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالے نے کہیرا کیا عقاد نکو اوپر دلوان انسان کے جس کسیکو جس لایق سمجھا اور اوسکے واسطے نتیجہ کار پروردگار پہلے ہی مقدر کرچکا اور واسطے رہنمائی ظاہری ایک فریق کے بہیجا نبیونکو ساتھ دلائل عقلیہ کے چنانچہ یہ ثابت ہوا ہے توریت کتاب موسیٰ و داود اور کتابون اور صحیفون اور وحی اور الہام سے نبیونکو اللہ تعالے نے اپنے نور روشن سے جو تہا حصہ نکالا واسطے اپنے پرستش اور نمایش کے الغرض ہیجدہ ہزار مخلوق کو اسی شئی اب لحاظ کرو کہ اُسی کا وہ نور تھا جس سے سب کائنات مرتب ہوئی اور عقلی نقلی دونون قاعدونسے غور کرو تو ہیجدہ ہزار مخلوق کا مرکز وہی ہے اور اُس نور سے آتش اور آتش سے ہوا اور ہوا سے پانی اور پانی سے خاک نکالی یعنے نور لطیف تر اور اُس نور کا میل آتش اور آتش کا میل ہوا اور ہوا کا میل پانی اور پانی کا میل خاک ۔ ہے کہ اسی خاک سے قالب آدم تعمیر ہوا اور پہر وہ نور پاک اُسمین داخل ہوا تو نور پاک سے پانچوان درجہ خاک کا سفلے ہوا اور یہی مقامات خمسہ عروج کے ہین یعنے نور ہاہوت مقام جبروت آتش لاہوت مقام معرفت باد جبروت مقام حقیقت آب ملکوت مقام طریقت خاک ناسوت مقام شریعت ہے اور نور نفس لا لونہ ولا محدود سے ہے ذات رب اور نار نفس مطمینہ روح حیوانی یہی ظہور کثرت ذات اور باد نفس لوامہ روح نفسانی ہے آئینہ جمال رسولؐ اور آب نفس ملہمہ قوت طبعی ہے فیض مرشد اور خاک نفس امارہ ہے قالب مثالی انسان کا طالب فیض چنانچہ عروج اور نزول کے یہی منازل ہین چار استدراجی اور ایک کوئی کہ جو مقام حیرت ہے اتفاق ہے اسباب پر کسی فرقہ کو مقام دم زدن کا نہین اور یہہ بھی یاد رہے

کرجب صور پھونکا جایگا اور سب شئی فنا ہوگی اور فنا سے مراد یہ ہے کہ روح
سبھونکی اپنے اپنے قالبون سے علیحدہ ہو جائیگی تو خالی قالب اُنکی کون سی
طرف پر قرار پا دینگے اگر یہ سمجھتے ہو کہ یہ قدرت سے سب نابود ہو جاینگے نہین نہین
ہیولے سبکے باقی رہینگے جیسا کہ درخت خشک ہو کر سوکھی لکڑی ہوا اُس لکڑیکو
جلایا تو کوئلا ہوا پھر کوئلا جلایا تو راکھہ ہوئی جب راکھہ کو پکایا تو نمک ہوا جب نمک کو
جلایا تو اُسکا دھوان نکلا اُسیکا نام ہیولہ ہی غرض وہ دھوان طرف اپنے کرۂ نار کے
جاکر ملتا ہے اور کرۂ نار تعلق نور کے ہے اور نور وہی جو تھا حصہ سابق جو نکلا
ہوا ذات پاک سے تھا پس اپنی اصل کیطرف رجوع کر گیا غور کرو کہ اسی کا نام
وصل ہے اور وہ ایک عالم عدم ہے کہ جہان تحلیل ہوتا ہے تو یون سمجھو کہ خود فنا
ہو کر اُسکی لقا مین شریک ہوا اب وہی وحدت الوجود کا مسئلہ صادق آیا اب
بحیثیت حیرت کے عدم کی کیفیت عدم کی ماہیت عدم کی قدرت عدم کی دید
عدم کا اثر بیان نہین ہو سکتا کہ کچھ کہہ سکون اور جبکہ طالب نے اُس مقام کو دیکھا
اور اُس تک پہونچا تو عقل سلب ہوگئی اور اُسکی ذات ششدر گم ہوگئی اور اُس
گمگشتگی سے مراد مدرقہ تصور سے فنائے ذات خود ہے پس فصل کیسا ہی وصل ہو
اس حالت مین ادب کے سبب مین وہ بات نہین کہہ سکتا کہ جسکا کہنا ضرور ہے
اگر کہے تو سزاوار حد شریعت کا ہونا ہے سوال حیات اور ممات کیا چیز ہے جواب
دونون صفات الٰہیہ کے پرتو ہین ۔ سوال ۔ خلقت موت اول ہے یا خلقت حیات
جواب باعتبار وجود کے موت اول ہے اور حیات بعد یعنے اول موت جہان مین
پیدا ہوئی تھی بعد اُسکے حیات ارحام مین آئی اور حیات اول اس اعتبار سے ہے

کہ [illegible] جامی رحمت اللہ علیہ
جیسا کہ مثنوی میں مولانا سے معنی
شیخ نعمت اللہ نے چند
اشعار کی شرح بھی اور [illegible]
معلوم ہوا یہ مقام ہو [illegible]
ایک مقام عالم ہو یا [illegible]
قدس ہو تعریف [illegible]
[illegible] کی بابت جامی اسی
ارادہ سے تم دست بردار
ہو کسواسطے کہ یہ اسرار خفی
مناسب نہین کہ [illegible]
[illegible] جب یہ ہدایت
ہوئی تھی فقرا اور انکو
موقوف کیا باصلاح
انجمن نا تمام رہا

کہ عدم سے پاؤن بیچ ایوان شہود کے رکہا وہ مستعار ہے اور باعتبار اس ظاہر کے
بعد حیات کے اُسکو موت آئی تو بعد موت تھی کہ اس قفس عنصری کو چھوڑا عالم البقا کو
گئے اور یہ وجود اُنکا کالعدم ہوگیا اور یہ حیات ابدی اپنے پیچھے موت نہین رکھتی
اس بحث سے یہ تحقیق ہوتا ہے کہ یہ حیات مستعار اس جہان سے بیچ دو
عدم کے واقع ہے تصدیق یہ ہوتا ہے کہ ابتداے عدم اور انتہاے عدم
ثانی ہے اور عدم کی نظیر یون ہی خدا ح اگر حار کے اوپر نقطہ ہے تو خدا ہے اور
اگر وہ نقطہ حار کے نیچے ہے تو آدم ہی یعنے جدا ہے اور بمصداق اسکے یہ شعر
محقق کا ہی **شعر** فی الحقیقت دگرے نیست خدائیم ہمہ ٭ لیکن از گردش یکنقطہ
جدائیم ہمہ ٭ اور اگر نقطہ نہ اوپر اور نہ نیچے ہے تو یہی حار حجاب حیات کا ہی غرضکہ
حار کے نقطہ اوپر ہونے سے خدا کہلایا اور حار کے نقطہ نیچے ہونے سے بنام
نہاد آدم جدا کہلایا اور حاے بے نقطہ خود ہے خود وحدت الوجود ہی دوسرا
کوئی نہین سمجہو کہ اول عدم سے آنا اور ثانی عدم مین جانا اور چندے قبۂ آسمانیز
مستعار قیام کرنا ہے مفصل ذکر اُسکا مثالاً بحث درخت عشق مین آگے لکہا گیا ہے
ملاحظہ کرنا مثال دوسری یہ کہ ۲۸ حروف ابجد کے شروع الف سی تا غین اور
بازگشت مین ۲۷ حروف غین سے الف مین تحلیل ہوتے ہین مثال تیسری
جیسا ایک عدد سے نوتک بازگشت مین آٹھون عدد ایک عدد مین تحلیل ہوتے
ہین چوتھی مثال جیسا کہ ہفتہ وار روز تو اول روز اتوار ہے تو روز شنبہ فی جز بازگشت کی
تو ساتہہ اُسکے سب دن اتوار مین تحلیل ہوگئے غرضکہ مرکز اول پر نظر سب کی ہے
یہ چارون مثال شاہد خبر لا یخبری کے ہین نقشہ اُس کا یہ ملاحظہ ہو۔

عـہ یہ دائرہ قبۂ آسمان و زمین گرد اور عدم اسکو گھیرا کیئے ہوسے ہی۔

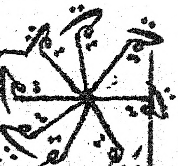

کہ جو نقطہ درمیان کا ہے اُسیکو اثبات ہی اور اُسی سے سب خطوط نکلے اور سب خطوط بازگشت سے اُسی نقطہ مین تحلیل ہونگے کہ وہی مرکز ابدی ہے پس تصور کر وہی نقطہ عدم ہے اور وہی وحدت ذات عدم کی ہی کہ جسکی یہ سب کثرت عالم ظہور مین ہی اور لابد ہی کہ یہ کثرت بازگشت مین اُسی نقطہ وحدت مین تحلیل ہوگی کہ یہان ہیجدہ ہزار مخلوق ہین اور وہان واحد لا ہی سواے اُسکے کوئی دوسرا امیدوار پایا نہ گیا کہ سواے اُسکے دوسری طرف بازگشت ہوتی اسبات کو سواے کاملان اہل دل و دید کامل کے کسی دوسرے کو نہین معلوم اور اس موقع پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

ابیات نقطہ جنبش کرد و خط آمد پدید ؛ لیک جسم نقطہ را آن خط ندید ؛ از وجود خط چو نقطہ یافتی ؛ صاف گشتی جستجو بگذاشتی ؛ یعنے النقطۃ فی الخط الخط فی النقطۃ بمعنی اِسکے الجزر فی الکل الکل فی الجزر اور بعض کملا کا کلام ہے - کہ حیات کا نام نفی ہی اور عدم کا نام اثبات ہے مثال اُسکی وہی خبر لاتنجری جو نقطہ عدم کا ہی کہ جو حی القیوم ہی اور وہی ہیجدہ ہزار مخلوق مین موجود اور دوسرے سب اُسکے لباس ہین نہ اُسکی ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے اُسی پر اطلاق نیرنگی کا ہی کہ جسکے شرح سے قلم اور زبان دونون قاصر ہین - اب عالم ظہور مین اُس نیرنگی کے فعل کی حقیقت سُنیئے کہ فنائے اصلی اور فنائے مثالی دو ہین چنانچہ اصلی من اللہ ہے اور مثالی بارادہ ذات ہی اسطرح سے کہ اگر انسان حیات مستعار مین ساتھہ علاقہ دنیا کے غافل رہکر مرگیا نتیجہ اُسکا ہیزہ اور سب کیفہ ہی یہ من اللہ ہے اگر انسان نے زندہ رہکر علاقہ دنیا کو ترک کیا

اور ایسے کو عشق خدا مین فنا کر دیا کہ وہ بقا مین زندہ ہوا اور باطن مین فنا ہو نتیجہ اسکا یکیف باقرار ہے واہ کیا پوچھنا کہ خود عاشق معشوق بنگیا یہ قالب عنصری مستور رہ گئین رہا نہ خبر رہا اُس عاشق کو اس عالم مین رہنا اور مقام عدم مین انکا جانا دونون حالت مساوی ہین علاوہ وہ تو عشق حقیقی ہے یہ عشق مجازی کی نقل سن لو کہ جب قیس کو جوش جنون ہوا اسنے تصور مین لیلے کی علاقہ دنیا کو ترک کیا اور تصورات صادقہ خیال پختہ سے لیلے کو اپنے دلمین جما لیا حتی کہ سراپا لیلے گوشہ دلمین قائم ہوگیا اسی دید مین ایک مدت تک آنکھین ظاہری بند کر کے بیٹھا اُسی حالتمین ایکبار روز لیلے سامنے مجنون کے آکر کھڑی ہوئی اور کہا کہ ای مجنون مین لیلے آئی ہون اُس آواز کو سنکر قیس نے آنکھین کھولین جواب دیا کہ انا لیلے وانا مجنون یعنی کہان ہے لیلے مین خود ہی مجنون ہون اور خود لیلی ہون - تو جائے لحاظ ہے کہ جب عشق مجازی کی یہ تاثیر ہو تو عشق حقیقی کو کسقدر زور اور نمایش اور تاثیر ہوگی اگر طالب مستقل ہے تو دیکھ لے اور نہین ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی مین قریب ہون رگ جان سے اور پھر فرمایا اللہ نے نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنی پھونکی بیچ اُسکے روح اپنی روح سے اور اللہ تعالی فرماتا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی جدہر پھرو تم اودہر صورت اللہ کی ہے وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ تحقیق اللہ تعالی ہر شی پر گھیر لیا ہوا ہے وَاللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالی نور ہے آسمانون اور زمین کا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی نہین پھینکا تو نے جسوقت کہ پھینکا تیر لیکن اللہ تعالی نے پھینکا سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ

انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون ۵ ہے قریب بتلاوینگے ہم نشانیاں اپنی زمین کی اور ذاتون انکی کی یہانتک ظاہر ہوا انکو حق قتل کیا تمنے انکو مگر اللہ تعالی نے قتل کیا ساتھ تمھاری ہی جہان تم ہو اور ہم قریب ہین طرف انکے تمھارے سے لیکن تم نہین دیکھتے ہو اور یہ حدیث قدسی ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنے پیدا کیا آدم کو اللہ نے اوپر صورت اپنی کے اور جناب محمد مصطفی رسول الثقلین آئینہ جمال باری تعالی مخبر صادق یہ فرماتے ہین والذی نفس محمد بیدہ یعنے اس کی قسم ہے محمد کی جان ہے جسکے ہاتھ مین لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السابعۃ السفلی لھبط علی اللہ ثم قرء علیہ السلام اللہم انت الاول فلیس قبلک شیء و انت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاہر فلیس فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء ڈول ڈالو گے ساتھ ایک رسی کے ساتون زمین کیطرف البتہ گریگا اللہ پر پھر پڑھا حضرت نے اللہ تو اول ہے نہین آگے تیرے کوئی چیز اور تو آخر ہے نہین بعد تیرے کوئی چیز اور تو ظاہر ہے نہین اوپر تیرے کوئی چیز اور باطن ہے نہین ہے نیچے تیرے کوئی چیز اور پھر یہ فرمایا رأیت ربی علی صورۃ الامرد دیکھا مینے رب کو اپنے اوپر صورت نوجوان کی و رأیت ربی علی صورۃ الفرس اور دیکھا مینے رب کو اپنے اوپر صورت گھوڑے کی اور یہ بھی فرمایا ورأیت ربی علی صورۃ العائشۃ اور دیکھا مینے رب کو اپنے اوپر صورت عائشہ کی اور یہ بھی فرمایا کہ من رآنی فقد رأی الحق یعنے جسنے مجھے دیکھا

الحقیقۃ اُسے خدا کو دیکھا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالے فرماتے ہین مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنے نہین دیکھا مین نے کوئی چیز کو لیکن دیکھا اسمین اللہ تعالی کو اور حضرت عمر فاروق فرماتے ہین مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ مَعَہٗ یعنی نہین دیکھا کسی چیز کو مگر دیکھا اللہ کو ساتھ اُسکے۔ اور حضرت عثمان غنی فرماتے ہین مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ نہین دیکھا مین نے کسی چیز کو مگر دیکھا اللہ کو بعد اُسکے حضرت علی مرتضی کرم اللہ فرماتے ہین لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا لَمْ اَرَہٗ نہین عبادت کی مین نے رب کی جب تک کہ نہین دیکھا مینے اُسکو۔ اور حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہین لَا سَمَاءَ وَلَا اَرْضَ وَلَا سَاکِنَ بَیْنَہُمَا اِلَّا ھُوَ نہین ہے آسمان نہ زمین نہ کوئی رہنے والا اسمین مگر وہی اللہ تعالی۔ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہین کہ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ بَلِ اللّٰہُ بَاقٍ وَھُوَ مُنَزَّہٌ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ وَمُشَبَّہٌ بِاعْتِبَارِ الصِّفَاتِ یعنی حق محسوس ہی اور خلق معقول بلکہ اللہ تعالی باقی ہی اور تمام فانی ہی وہ منزہ ہی باعتبار ذات کے اور مشبہ ہی باعتبار صفات کے ؎

شعر اِنَّمَا الْکَوْنُ خَیَالٌ وَھُوَ حَقٌّ فِی الْحَقِیْقَۃِ ؎ کُلُّ مَنْ یَّفْھَمُ ھٰذَا حَازَ اَسْرَارَ الطَّرِیْقَۃِ ؎

خبر این بیت کہ کون خیال ہے درحقیقت وہ حق ہی جسنے سمجھا اسبات کو پایا اسرار طریقت کو۔ اور قیصری قدس اللہ سرہ فرماتی ہین اِنَّ الْمَوْجُوْدَاتِ بِذَوَاتِہِمْ وَوُجُوْدَاتِہِمْ وَکَمَالَاتِہِمْ کُلُّہَا مَظَاہِرُ الْحَقِّ وَھُوَ ظَاہِرٌ فِیْہِمْ وَمُتَجَلٍّ بِہِمْ وَھُوَ مَعَہُمْ اَیْنَمَا کَانُوْا ذَوَاتُہُمْ وَوُجُوْدُہُمْ وَبَقَاءُہُمْ وَجَمِیْعُ صِفَاتِہِمْ بَلْ ھُوَ الَّذِیْ ظَھَرَ بِھٰذِہِ الصُّوَرِ کُلِّھَا فَھِیَ

الحقّ بالاصالۃ والحقّ بالتبعیۃ تحقیق موجودات اپنے ذاتوں اور بقاؤں
اور وجودوں سے تمام مظہر حق ہین اور وہ انہین ظاہر تجلی کرتا ہے ساتھ انکے
اور انکے ساتھ ہے جہان کہین ہوں ذاتین اُن کی اور بقا اُن کی اور صفات
انکے بلکہ وہی ہے ان تمام صورتون سے وہی حق ہے اصالتاً اور بالتبع خلق ہے
اور سید عبد الکریم قدس سرہٗ جیلی فرماتے ہین وله وصفان الوصف الاوّل
الحقّ والوصف الثانی الخلق وله نعتان النعت الاوّل القدم والنعت
الثانی الحدوث وله اسمان الاسم الاوّل الربّ والثانی العبد یعنی واسطے
اُسکے دو صفت ہین اول حق اور ثانی خلق اور اسکے لیے دو نعت ہین اول قدم
دوم حدوث اور اسکے دو نام ہین پہلا رب اور دوسرا عبد اور حضرت شیخ شبلی
قدس اللہ سرہ فرماتے ہین لیس فی الدارین غیرہٗ دیار یعنی نہین ہے دونون
جہان مین سوا اُسکے رہنے والا - اور حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ فرماتے
ہین لیس فی الوجود احد الا اللہ یعنے نہین ہے بیچ وجود کے کوئی مگر اللہ تعالی
اور صاحب تحفۃ المرسلہ قدس سرہ کہتے ہین ان الحقّ سبحانہٗ تعالی ھو الوجود والذی
ذالک الوجود لیس له شکل ولا حدّ ولا حصر ومع ھذا ظہر وتجلّی بالشکل و
الحدّ وھو لم یتغیّر عمّا کان من عدم الشکل وعدم الحدّ الآن کما
کان وانّ الوجود واحد وله لباس مختلفۃ ومتعددۃ وانّ ذالک
الوجود حقیقۃ جمیع الموجودات وباطنها وانّ جمیع الکائنات حتی الذرّۃ
لم تخلو منی ذالک الوجود ترجمہ تحقیق اللہ تعالی وہی موجود ہے اور واسطے
۱۹۰ اُس وجود کے کوئی شکل نہین اور کوئی حد وحصر نہین باوجود اسکے کہ ظاہر ہوا اور

در تحقیق وجود واحد ہے اور لباس مختلف اور متعدد ہیں اور تحقیق یہ وجود حقیقت تمامی موجودات کی ہے اور انکا باطن ہے اور تمامی کائنات ایک ذرہ تک اس سے خالی نہیں ہے۔ اور مولانا جامی فرماتے ہیں: ممکن ز تنگنای عدم پا کشیدہ است ✽ واجب بجلوہ گاہ نہان نانہادہ گام ✽ در حیرتم کہ این ہمہ نقش ظہور کیست ✽ بر لوح صورت آمدہ مشہور خاص و عام ✽ اور مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ✽ مستزاد

هر لحظه بشکل آن بت عیار برآمد دل برد و نهان شد — هر دم بلباس دگر آن یار برآمد گه پیر و جوان شد
گه نوح شد و کرد جهان را بدعا غرق خود رفت بکشتی — گه گشت خلیل و بدل نار برآمد گلزار از ان شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصا آن جلوه عالم — در دیدهٔ یعقوب چو انوار برآمد تا دیده عیان شد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا از بهر عبادت — موسی شد و جوینده انوار برآمد بر طور روان شد
خود کوزه و خود کوزه‌گر و خود گل کوزه خود رند سبوکش — خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد بشکست و روان شد
خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی خود بزم‌نشین شد — خود آن می و سرمست ببازار برآمد شور دل و جان شد
نی نی که همین بود که میگفت انا الحق در صورت منصور — منصور نه آن بود که بر دار برآمد نادان بگمان شد
این جمله همین بود که می آمد و میرفت هر قرن که دیدی — تا عاقبت آن شکل عرب‌وار برآمد دارای جهان شد
رومی سخنی گفت و نگفته است و نگوید کس در همه عالم — کافر شود آنکس که بانکار برآمد مردود جهان شد

اور مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں

دور میان بارگاه الست ✽ — پیش ازین بے خبر بوده اند که هست
ذات پاکش ز چونی و چند سے — هستی ساده از نشانمند سے
در مکین و مکان چه فوق و چه تحت — وحدت ساذج است و هستی بحت
وحدتے گشته کثرتش طارے — در همه ساری از همه عارے

از حدود و تعلقات برون
وز قیود و تعینه مصئون

نه بدام قیود صید شده
نه باطلاق نیز قید شده

هم مقید خود است و هم مطلق
گه ز باطل نمود گاه ز حق

قید او ساز وار با اطلاق
زهر شش آمیزگار با تریاق

اوست مغز جهان جهان همه اوست
خود چه مغز و چه پوست خود همه اوست

بود کل جهان درو مستور
کرده در گل بذات خویش ظهور

گل درو عین اوست او در گل
عین گل همچو آب اندر گل

آب در گل گلست و گل در آب
آب و گل این دقیقه را دریاب

همسایه و همنشین و همره همه اوست
در دلق گدا و اطلس شه همه اوست

در انجمن فرق و نهان خانه جمع
بالله همه اوست ثم بالله همه اوست

اور سید محمد حسینی گیسو دراز یہ فرماتے ہین غزل

ای ز نورت آفرینش شد مصور در جهان
عقل حیران زین تعجب فهم ابتر در جهان

هر چه در عالم عیانست این ز بهر کائنات
از نقاب روی تو هر یک منور در جهان

آفتاب و ماهتاب و هم زمین و آسمان
باستفاده نور تو فر مدور در جهان

گه هلالی میشود این نور تو اندر طلوع
گه بغیرت در سفر شد بدر انور در جهان

گاه کردی صبح صادق گاه کردی وقت شام
گه شب تاریک کردی گه مقمر در جهان

گاه کردی چرخ گردان گاه کردی برج
گاه کردی روز روشن گه منیر در جهان

گه نمائی رنگ اسود گه نمائی رنگ سفید
گه سفیدی گه سیاهی گاه احمر در جهان

گاه گندم گون نمائی گه ملاحت ز نمک
گه نمائی سبز گونش گاه اصفر در جهان

گاه خانه گاه مهمان گاه صحرا گاه کوه
گاه دهقان گاه شحنه گاه سرور در جهان
گه زمین گه سمائی گه میان این و آن
گاه تخمی گه تو شجری گه ثمر در جهان
گاه بری گاه بحری گاه باشی بین بین
گاه گوهر گاه دریا بحر اخضر در جهان
گه خلائق گه ملائک گاه عقل و گاه فهم
گاه روحی گاه بشری جمله برتر در جهان
گاه آدم گاه حوا گاه شیطان گاه دیو
گاه گریان گاه شادان گاه غم بر در جهان
گه محمد گاه عمر و گاه عثمان گه علی[۱]
گه نمائی همچو آن صدیق اکبر در جهان
از مفصل در گذر بر یک سخن کوتاه کن
هر چه بینی در دو عالم اوست اظهر در جهان

وله رباعیات

اے خدا چون توئی غم و شادی
تهمتے را به ما چه بنهادی
هم تو لیلی و هم تو مجنونی
هم تو شیرین و هم تو فرهادی
یاری دارم که جسم و جان صورت اوست
چه جسم و چه جان جمله جهان صورت اوست
آفتابے در هزاران آبگینه تافته
پس برنگ هر یکے تابی عیان انداخته
جمله یک نور است لیکن رنگهاے مختلف
اختلاف این و آن را در میان انداخته
چشم دارم همه پر از صورت دوست
با دیده مرا خوش است چون دوست در وست
از دوست و دیده فرق کردن نکوست
یا دوست بجاے دیده و یا خود اوست

وله ابیات

منی و توئی چون که یکسو شود
همه این و آن جمله یکرو شود
بچشم من این روے ما را ببین
که در هر دو گیتی منم بالیقین

وله رباعیات

هیچ میدانی که هستی نیستی یا کیستی
در دلت در باب نیکو هستی یا نیستی
آنکه می بیند بصیر است آنکه میشنود سمیع
آنکه پیدا اند علیم است پس بگو تو کیستی
هر نقش که بر تخته هستی پیداست
آن صورت آنکس است کین نقش آراست

نسخه: خوب صورت پاکیزه اندر نظر آید آن صورت اوست ۱۲

[۱] اصل میں یہ ہے: گہ محمد گاہ زہرا گاہ حیدر گہ حسن
گہ نمائی همچو آن شبیر بے بر در جهان

دریا کہن چو برزند موجے نو موجش خوانند و در حقیقت دریا است
این نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئے وین آئینۂ جمال شاہی کہ توئے
بیرون ز تو نیست آنچہ در عالم ہست در خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئے

حضرت صوفی سرمد قدس سرہ فرماتے ہیں: رباعیات

اے جلوہ گر نہان عیان شو بدر آ در فکر بجستنیم کہ ہستے تو کجا
خواہم کہ در آغوش کنارت گیرم تا چند تو در پردہ نمائی خود را
مشہور شدی بدلربائی ہمہ جا بمثیل شدی در آشنائی ہمہ جا
عشق این طور توام اے جانان خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا
کردی تو علم بہ دلربائی خود را ہم در فن مہر آشنائی خود را
این دیدہ کہ میناست تماشائے تست ہر لحظہ بعد رنگ نمائی خود را
چون معنے لفظ ما و او را بنگر چون چشم و نگہ جدا و یک جا بنگر
یکدم ز کسی جدا نیابی ہرگز مانند گل و بوست بہر جا بنگر
ترک کردم چارہائے جملہ از ماوائے خویش نور حق را دیدہ ام از زیر تا بالائے خویش
گر تو می خواہی چنین ہم شو جدا از جا خود تا بہ بینی مظہر حق جملہ سر تا پائے خویش
یا ترک تعلق نفسے یار بشو زین بار گران دمی سبکسار بشو
تا چشم کنی باز بہم باز نہے ای بیخبر از خویش خبردار بشو

مغزلی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں رباعی

یار ما ہر ساعتے آید ببازار دگر تا بود حسن و جمالش را خریدار دگر
کسوت دیگر بپوشد جلوۂ دیگر کند مظہر دیگر نماید بہر اظہار دگر

مولانا عبدالرحمن علیہ الرحمہ فرماتے ہین رباعی

گر طالب شر بود و گر کاسب خیر
گر صاحب خانقاه و گر راهب دیر
از روی تعین همه غیر اند نه عین
وز روی حقیقت همه عین اند نه غیر

سید ناصر علیشاہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہین تخلص شاعر رباعیات

الله محمد شده آمد اینجا
از نور رخش کرد جهان را پیدا
شاعر بنظر هرچه درآید بیشک
اظهار وجود اوست حسن یکتا
همدم به بقا باش و فنا را دریاب
در راز بقا عین بقا را دریاب
غافل تو چه از وجود هستی هستی
آدم شده در عدم خدا را دریاب
این جمله وجودی و شهودی بدوسو
گویند همه اویکی و دیگر همه ازو
از دار مرا چه خوف باشد بجهان
منصورم انا نه گویم الا حق هو ؛
الله شوم چه خواب گردد طاری
و الله محمد دم بیداری
در خلوت و بزم شاهدی جز من نیست
در روز رسول و شب جناب باری
ای شان تو حیران کنم از هر شان
عالم همه جسم و تو درو همچو جان
چه جسم و چه جان هر دو جهان بیشک و ریب
باشد بوجودت نبود غیر تو آن
ای حسن خفی چه بے نیاز آمده
خود عاشق خود با متیاز آمده
از وحدت خود نموده رو در کثرت
آدم شده خود کاشف راز آمده

یوسف شاہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو سطرین صحیح ہین

تو هجر نه هر شب فغان و غوغا کن
بهر سحر پے وصلش تلاش بیجا کن
براے دیدن او قلب را مصفا کن
مثال آئینه غافل تو چشم دل وا کن

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

جو شوق دید ہی تجھکو تو جام عشق کو پی
نہ جا حرم کو نہ کر ذکر قلبی و سِرّی
لقا نہ ہو تجھے پھر احتیاج عینک کی
ہر ایک جا متجلّی ہی حضرت باری

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

یہ کائنات ہی آئینہ ہی وہ آئینہ ساز
رہا نہین کسی صورت سے دیکھیہ پنہان راز
اُسی کا عکس ہے اِسمین بصد کرشمہ و ناز
تیرے ہی پیش نظر باب گنج مخفی باز

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

مین کسکو نفی کرون اور کسکو اب اثبات
اشارہ کرتے ہین یون اہل صوفیہ کی نکات
وہ ایک ذات ہے موجود باہزار صفات
وہ آپ ہی آپ ہے معبود قبلۂ حاجات

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

ہوئی ہی دانہ سے پنبہ کے پہلے دیکھہ نمود
وہ تار و پود ہے دستار و پیرہن کا وجود
نمود پنبہ سے پھر ہی ظہور تار و پود
سمجھہ تو یا نہ سمجھہ ہی وہ ذات یون موجود

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

وہی ہے تخم وہی پھول اور وہی ہے شجر
وہی ہے شاخ وہی برگ اور وہی ہے ثمر

تجھے مقام ہمہ اوست پہ نہیں ہے نظر   جو دیکھے رنگ حقیقت کو تو برنگ دگر

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

وہ لامکان ہے اگرچہ یہ اسکے سب ہیں مکان   ظہور جلوہ معبود جا بجا ہے عیان
کہوں ہوں مسئلہ وحدت الوجود بیان   اس ایکدانہ سے تو دیکھہ خرمن دو جہان

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

کہیں وہ شمع شبستان ہے اور کہیں ہے گل   کہیں پتنگ ہے وہ اور کہیں ہے وہ بلبل
جہان میں اسکی ہے نیرنگیوں کا برپا غل   ہر ایک جزو میں دیکھا وہی ہے مظہر کل

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

جدا ہے آب سے قطرہ نہ موج اور گرداب   برنگ قطرۂ گرداب موج خود ہے آب
خدا کیواسطے کر دور درمیانسے حجاب   شتاب دیدۂ بینا کو کھول شکل حباب

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

محیط یون ہے وہ ہر شی مین داور دادار   کہ جیسے نقطہ سے ہو گرد حلقۂ پرکار
وہ تحت و فوق ہے اور وہی ہے یمین و یسار   نہ کر تو دلمین پس و پیش ہو کہین بیدار

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

وله

جب سی آدم مین ہوا خانہ نشین نور قدم   دم کشاکش مین ہی مابین وجود اور عدم
جبکہ دم کو ہوا اظہار کہ یہی ہی ہمہ دم   مضطرب ہو کے لگا پڑہنے یہ مصرع ہر دم

یار درخانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہی دیکھو ظاہر   ایکسان جلوہ دکہاتی ہی وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا راز سی اُسکے ماہر   بیقراری سی لگا دیکھو تماشا آکر

یار درخانہ و من گرد جہان میگردم
آب درکوزہ و من تشنہ دہان میگردم

یار کو دیکہتی پہرتی ہی نظر جو ہر جا   پہر کہین اُسکا ذرا بہی نہین ملتا ہی پتا
آئینہ اُسکے مقابل مین کہین آجو گیا   عکس سے ہوتی ہی دوچار لگی کہنے

یار درخانہ و من گرد جہان میگردم
آب درکوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پہرے ہی مضطر   ڈہونڈہتی پانی کو ادہر بہٹکتی ہی وہ اند
بوند پاتی ہے وہ جب پانی کے اوپر آکر   ڈوب جاتی ہی بس اس غم سی یہ مطلع لک

یار درخانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اگر جاتے ہین   پر نظر مین وہ کسی کے بہی نہین آتے ہین
روزن خانہ سی جسوقت شعاع پاتی ہین   خود چمکتے ہین زبانپہ یہ سخن لاتے ہین

یار درخانہ و من گرد جہان میگردم

اب درکوزه ومن تشنه دہان میگردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھسے یہ حال   تو خدا خود ہی خود آوآ وسے پردہ کو نکال
جب خود آیا تو خدا سے ہوا در پردہ وصال   اسلیئے اپنی زبانپر ہوا اے یوسف یہ مقال

یار در خانه ومن گرد جہان میگردم
آب درکوزه ومن تشنه دہان میگردم

مجھ فقیر کے مہربان عیسی دوران حکیم غلام دستگیر روشن ضمیر طبیب درد دل شاغل کامل وہ فرماتے ہین

فنا ہو کر جو دیکھا سب جہان اللہ ہی اللہ ہے   زمین و آسمان کو تو مکان اللہ ہی اللہ ہے
حرم اور دیر مین کیا ہے جو دیکھو چشم حق بین سے   یہان اللہ ہی اللہ ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے
تو تم اعتباری ہو وہی ہے سب وہی ہے سب   مکین اللہ ہی اللہ ہے مکان اللہ ہی اللہ ہے
خودی چھوڑی تو پایا ایک ہی سارے زمانہ کو   خودی چھوڑی تو دیکھا سب جہان اللہ ہی اللہ ہے
عبث ہی شادی و غم بلبلو نیرنگیئے گل پر   بہار اللہ ہی اللہ ہے خزان اللہ ہی اللہ ہے
ہوا ہے یہ ہوالظاہر ہوالباطن کے معنی سے   جو پوچھی کوئی تو کہدے کہان اللہ ہی اللہ ہے
تصور رکھ غلام دستگیر انکھون مین احمد کا   عیان اللہ ہی اللہ ہے نہان اللہ ہی اللہ ہے

حضرت شمس الحق تبریز پیر طریقت مولانا روم کے فرماتے ہین ؛ غزل ؛

مالک الملک لا شریک لہٗ ؛   وحدہٗ لا الٰہ الا ہو ؛
عاشقان جان و دل نثار کنند ؛   بر در لا الٰہ الا ہو ؛
مصطفیٰ یافت در شب معراج ؛   خلعت لا الٰہ الا ہو ؛
صوفیان گر بہشت میطلبند ؛   ذکر شان لا الٰہ الا ہو ؛
باغبان قدیم لم یزلی ؛   صفتش لا الٰہ الا ہو ؛

طوق لعنت فگند بر ابلیس ؛ حیرتش لا الہ الا ہو ؛
مومنان را نعیم شد روزی برکتش لا الہ الا ہو ؛
خوشش درختیست درمیان جنان میوہ اشس لا الہ الا ہو ؛
شمس تبریز گر خدا طلبی خوشش بخوان لا الہ الا ہو ؛

لال جی پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

ہیرت ہیرت ای سکھی ساگر بیچ گئی ہرائے بوند جو پڑی سمند مین سو کیسے ہیرا جائے

بے کشن پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

جب ہم تم تہے جوت سروپ ہمرا تمہرا ایک ہی روپ
جب ہم بے کایا باسا تم بہئے ٹہاکر ہم بہئے داسا

دینا ناتہہ پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

نیک بہیو ہر بسری سرسون ملی بلائے جس تے دس بہئے اب کچہہ کہنو جائے

رام داس پرم ہنس دوہرہ کہتے ہین دوہرا

نینان بیچ بسے او تل بہیو اوٹ جلمک ہووت ہی کرن کی کہوٹ

رگہنا تہہ پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

ہردی بسکی نینن بیچ ہرائی سو پیو رکہہ کونے نینان ڈہونڈہن جائے

مادہو داس پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

ہردی نینان بسکی گئی بلائے جس لون بہتیر جل ملجائے

ہر گوپال پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

پیٹھ من بسکے پاچہو نین دورائی ایسے چنچل سون کچہہ کہو نہ جائے

پربھوداس پرم ہنس دہرہ کہتے ہین دوہرا

اپنے اپنے چور کو ہر کوئی ڈارے مار   مورا چور مجھی سلے تو تن من ڈاروں وار

آسارام پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

گہری ندیان پریم کی کیہون ہارا ایک   بہت بہوگی ڈوبتے جو آہ نہو تی ایک

جمہر کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

ہر ہرمین ہر بسے ہر ہر سے انجان   ہر چیت چمکی جوت ہر چیت مین انجان

اپریل کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

سرمکہ ہوئی کی اور نینن ہی کی اوٹ   نینن ہی کی لاگ ہے نینن کی چوٹ

سکھدیو کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

جلمگ ہوت ہے نا کاہو کی اوٹ   دیکہت اندہیری ہوت ہے سو کرسنگی کہوٹ

تلسی داس دوہرا کہتے ہین دوہرہ

رام رام تو سب کہین ٹہگ ٹہاکر اور چور   بنا پریم ریجہے نہین تلسے نند کشور

تلسی داس بنارسی چوہرا کہتے ہین چوہرا

اوٹہی بیولہ پریم کا تنکا چڑہے اکاس   تن کا تن مین جالے تنکا تنکے پاس
بہول بہرم بہو نچک گیان سے تلسی داس   من مین اپنے مہلیر دہر پیا لگا واس

چہمن داس دوہرا کہتے ہین دوہرا

دیکہت دیکہت ایسا دیکہہ   مٹ جائے دوگلدا رہجاے ایک

مخفی نہین ہے کہ علماے ظواہر نسبت سالکان طریقت جو مسئلہ وحدت الوجود کے قائل ہین اور اسپر قائم ہین انپر تضلیل اور تکفیر کا اطلاق کر رہے ہین اکثر کتب مین

ذکر اُسکا ہے تا آنکہ بمقابلہ تحریر تحفۃ المرسلہ و صاحب لمعات سید عبد اللطیف المعروف سید شاہ محی الدین قادری نے واسطے رفع شبہات کے استفتا مسمی بہ غایۃ التحقیق مرتب کرکے سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین قالب طبع مین لائے ملاحظہ ہو چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کہ اِس زمانہ آخر مین مثل اُنکے دوسرا ابتک نہین ہوا وہ فرماتے ہین کہ یہ مسئلہ اسرار سے ہی شرائع اور ادیان موقوف اوپر جاننے اِس مسئلہ کی نہین ہی اور مصلحتاً یہ حدیث شریف ہی اذا ذکر القدر فامسکو و اذا ذکر اصحابی فامسکو و اذا ذکر النجوم فامسکو۔ ویسا ہی اِس مسئلہ کے باب مین بھی تصور کرنا ضرور و واجبات سے ہے کیونکہ اس مسئلہ کی سبب انفتاح باب الحاد ہی و اباحت شرو فساد ہی اور بیان اس مسئلہ مین بسبب شبہات عقلیہ و نقلیہ و متشابہات کی بہت باریکی و دقت ہی اگر تفصیل منظور ہی کتاب تنبیہ المحجوبین مین مطالعہ کرو کہ علماے متکلمین اوپر قولِ اونہون کے انکار صریح نہین کرتے بلکہ سکوت کرتے ہین اور عرفاء جمہور صوفیہ اور دوسرے علماے نامدار نے بھی مسئلہ وحدت الوجود اختیار کیا ہی اور مطابق واقع کی ہی کسواسطے کہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اوپر اُسکے قائم ہین چنانچہ بیچ رسالہ ادلۃ التوحید شیخ علی مہایمی گجراتی کی شروح و مبسوط ہی اور وجودیہ و شہودیہ و متکلمین یہ تینون طائفہ کہ بسبب تفاریق توحید وجودی و توحید شہودی واقع ہی اِلّا یہ سمجھو کہ مانند اختلاف سُنّی اور رافضی اور خارجی کے نہین ہی کہ تا تضلیل و تکفیر احد الجہتین از جانبین ہو بلکہ مانند اختلاف مذاہب اربع سے ہے اسطرح سے کہ مقلدین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی ایک دوسرے کے صواب پر [illegible] خطا کرے تو تضلیل اور تکفیر کا اطلاق اُسکی طرف نہین ہو سکتا کہ بعض

ہر واحد کا اعتقاد اُسکے ذات کو نفع اور نقصان دینے والا ہی اور اولی تر یہ ہی کہ ایک طریقہ والے پر دوسرے طریقہ والیکو ترجیح دینا مناسب نہین ہر ایک طریقہ والیکو بجال خود چھوڑنا مناسب ہی کسواسطے کہ جو ایک کوئی دوسرے کو کافر کہے اگر وہ لنفس الامر مین کافر نہین ہی تو وہ کہنے والا کافر ہو گیا شرع محمدی مین یہ متفق علیہ مسئلہ ہی کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا بغیر پانے دلیل قطعی کے حرام ہی تکفیر تو کیا ذکر وہ تو ایک نہایت دشوار مقام ہی کہ تکفیر ادنیٰ مومن کی کفر ہے پس صوفیہ کہ جو وحدت الوجود کے قائل ہین وہ اُسکے محقق ہین اور علما کہ کثرت وجود کے حاکم ہین اس صورت مین مناسب حال صوفیہ وحدت ہے اور مناسب حال علماء کثرت ہی اور دعوت صوفیہ بذات واحد تعلق ہی اور دعوت انبیا کی بکثرت تعلق ہے۔ انتہی۔ اور جاے غور ہی کہ کیسے کیسے ہزارہا صوفیہ ولی کامل ہوے اعاذنا باللہ نسبت اُنکے حکم تکفیر او تضلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر مین بالاستیعاب جوابات اطلاق تضلیل اور تکفیر کے اِس کتاب مختصر مین درج کرون تو ایکسو دفتر طولانی ہو جاے اسلیے اپنی طریقت کے عقائد سے فضول سمجھکر خامہ کو روک لیا واضح ہو کہ شکریہ روح القدس کا ساتہ تعریف وحدت الوجود کے بدلائل عقلی و نقلی و امثال وغیرہ آن بنصِ قران و حدیث قدسی و حدیث نبوی و در کتب مطولہ اقوال بزرگان عارف باللہ سے ہرچند لا حد و لا تعد ہی بہت مختصر لکہا اگر کسیکو اسمین شک ہو تو واسطے تسکین کافی کے پدماوت زبان بہاکا ملک محمد جائسی کے اور مثنوی شریف زبان پہلوی مولانا مولوی جلال الدین رومی کو جو مغز قرآن ہی اور روح البیان

زبان عربی تفسیر قرآن مجید کی اور عروس البیان اور فتوحات مکیہ زبان عربی شیخ محی الدین عربی سے استخراج ہوئی و اور کتابین متعدد کہ موجود ہین نکات وحدت الوجود کہ اُسکے مطالعہ سے سمجھکر تسکین یاب ہوجاے کہ قلب منحرف اُسکا قید شبہ سے آزاد ہوجاے پھر اعتقاد پختہ سے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کرکے راہ راست پر آئے پاک و منزہ بنجائے ؞ **نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات**

اب ضرور ہوا کہ کچھ نعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمن مین — لکھون کہ ذات آنحضرتؐ خیر الورا کی آئینہ جمال اسی خالق یکتا کا ہے مگر خامہ کہتا ہے کہ نعت سرور کائنات کی لاانتہا ہے مجھے اسقدر قوت تحریر نہین مگر بغیر از کچھ تحریر کیے گذیر نہین حدیث قدسی ہے لولاک لما خلقت الافلاک یعنے اگر نہ ہوتا تو اے نبی البتہ نہ پیدا کرتا مین آسمانونکو تو جاے غور ہے کہ جب سبب آفرینش طبقات آسمانونکا ایسا ہوا تو قلم کی کیا حقیقت ہے کہ جو شرح انکی مرتبہ اعلیٰ کی کرسکے بلکہ مین بنظر ضرورت دوسرونکی تقلید کا مقلد ہوکر تسطیر کرتا ہون بمصداق اس مصرعہ کے ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف غازی الدین شاہ عجمی رحمت اللہ علیہ قالب نظم مین یہ مثنوی نعتیہ فرماتے ہین

چہ ساقی ہمان خاتم انبیا ؛ چہ ساقی ہمان راہ وحدت نما
چہ ساقی ہمان جلوۂ ذات بحت ؛ منور ز نورش چہ فوق و چہ تحت
چہ ساقی ز نورش عیان نور ذات ؛ چہ ساقی کہ از خندہ بخشد حیات
چہ ساقی ہمہ آیت رحمتے ؛ بمستان رسانندہ نعمتے
چہ نعمت ہمان دولت سرمدے ؛ چہ دولت ہمان دولت سرمدے
کہ جسم آدم برد ز الست ؛ ز تہ جرعۂ جام او گشت مست

محمد خم بادهٔ وحدت است   تن پاکش آمادهٔ وحدت است
ز احمد چو یک میم کم ساختی   بنام احد جملہ پرداختی
چو لب آشنا شد بنام خدا   نگوید زبانم بجز مصطفےٰ
بجام محبت مئی ریختند   وزان در جہان فتنہ انگیختند
ازان فتنہ افشاء اسرار شد   ازان فتنہ منصور بردار شد
توئی محرم راز پنہان عشق   زبان فہم حسن زبان دان عشق
ز روز ازل چون نداری مثال   بود ہم تو چون مثالت محال
روان کرد آنصاحب اہل راز   شراب حقیقت بجام مجاز
شریعت مدان از حقیقت جدا   شریعت محمد حقیقت خدا
نصیبم کند بیخودی گر خدا   ز مستی کنم سجدہ مصطفےٰ
کجا نعت او در خور فہم ماست   سزاوار نعتش زبان خدا است

رباعی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اِس رباعی بالا سے بلندی قدر معلوم ہوئی لیکن مولانا سیفے اس سی زیادہ یہ مصرعہ فرماتے ہین ؎ مصرعہ؛ خدا کے بعد تمہین تم ہو مختصر قصہ ؛ غور کرو کہ تخصیص تمہین تم سے مراد عینیت کی ہی یعنے کوئی دوسرا نہین ہی تحقیق کہ غیرت نابود ہی اور رسو چاہیے کہ آنحضرت کو نیابت شل آدم اور داؤد علیہما السلام اور ملک و سلطنت سلیمان علیہ السلام اور حسن و جمال یوسف علیہ السلام کا

اور عبادت و اطاعت یونس علیہ السلام کی عنایت ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام کو اگر لباس خلت ملا ہمارے حضرت کو خلعت محبوبیت مطلقہ عنایت ہوا موسیٰ علیہ السلام اگر کوہ طور پر کلام باریتعالی سنا ہمارے حضرت نے عرش برین پر جو کچھہ کہنا تھا اللہ سے کہا حضرت نوح اگر شکر مین مشہور ہین ہمارے حضرت شکر اور صبر دونو مین مشکور ہین اور جو کمال اور صفات تمام انبیا کو علیحدہ علیحدہ ملے ہمارے حضرت کو وہ سب اور بہتر اُنسے مجموع عنایت ہوئین کہ شاہد اسکی یہ آیۂ قرآن ہے اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ یعنے تمام کیا نعمتون کو اوپر تیرے مگر جو کہ اول اوصاف مین اور انبیا بھی شریک تھے اسواسطے بنظر امتیاز اور اختصاص کے اللہ نے جو آنحضرت کو دوسرے اوصاف عنایت کیئے ان نعمتون محولہ آیہ کریمہ کی تفصیل مختصر یہ ہے یعنے محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار خود اور رفع تمامتر اور شفاعت عظمیٰ اور جہاد اور محاربہ ساتھہ دشمنان دین کے اور علم وسیع اور منصب قضا اور فتویٰ اور اجتہاد اور احتساب اور کمال قرأت اور جیسا آپ سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی قفائے گردن سے جانب حضرتکو نظر آتا تھا اور اندھیری رات مین ایسا دیکھتے جیسا کوئی روز روشن مین دیکھتا ہے اور قوت بصارت ایسی تھی کہ مسجد مدینہ منورہ کی بنا کرتے وقت کعبہ شریف کو چشم سر دیکھہ سمت قبلہ درست فرمائی اور عقد ثریا کے جو ستارہ ہین انکو حضرت بے تکلف بدیدۂ ظاہر شمار کرتے تھے اور سماعت اسدرجہ تھی کہ ایک روز دفعتاً آسمانکیطرف آنکھہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ اسوقت میرے کانمین ایک دروازہ کھلنے آسمان کی آواز نکلی قبل اسکے وہ دروازہ کبھی نہین کھلا تھا اور اسوقت اس دروازہ سے ۱۰

ستر ہزار فرشتے سورۂ انعام لیکر آئے ہین اور لعاب دہن مین آپ کے یہ تاثیر تھی کہ جس کوئین اور باؤلی مین لعاب ڈالا شور پانی اُسکا شیرین ہو گیا اور جسکے منھ مین لعاب ڈالا پھر تمام عمر اُسکو تشنگی معلوم نہوئی اور چھ ہزار معجزہ آنحضرت کے کتابون مین لکھے گئے اور جو خواطر سے فروگذاشت ہوے وہ سوا ہون گے اور حضرت سلیمانؑ کیلئے ایک تخت بلقیس اُٹھا لایا تو کیا ہمارے حضرت کیواسطے نکاح زینب مین خود جناب باریتعالے نے زوجنا فرمایا اور آنحضرتؐ شب معراج اُس مقام پر پہونچے کہ وہان جبرئیلؑ امین کا بھی گذر نہین ہوا دلیل اُسکی یہ آیۂ کریمہ دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اور یہ غور کرو ہر نبیؑ کا زمانہ ایک طور گذر گیا مگر ہمارے نبیؐ کی اول روز نبوت سے نوبت پنج وقتہ زمین و آسمان مین : اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللہ کی بجتی ہے اور مدام رہیگی اور معجزۂ شق القمر تو غرب سے تا ہند مشہور ہے تا آنکہ راجہ بھوج حاکم دکھنچ نے بچشم خود دیکھا اور سیر معراج اور سواری براق اور سب سے پہلے قبر سے آپکا اُٹھنا اور ستر ہزار فرشتون کا جلیت مین ہونا اور عرش کے داہنی جانب کرسی پر بیٹھنا اور لواے الحمد ہاتھ مین رکھنا اور مقام محمود پر مشرف ہونا اور سب سے پہلے پل صراط پر گذرنا اور سب سے قبل دروازۂ بہشت کو کھولنا اور سب ذُریت آدم کی شفاعت کرانا یہ مراتب آنحضرتؐ ہی کیواسطے مخصوص ہین اور باتین فضیلت کی بیشمار ہین کہ حصر اُنکا اِمکان نہین رکھتا رتبہ اُنکا خدا یتعالے خوب جانتا ہے ۔ میرے مہربان فلاطون زبان حکیم غلام دستگیر آشنائی مہر زبا جیہ حاجبل اپنے فن مین کامل مقام عشق مین وہ فرماتے ہین دل ہی دلمین محمد محمد کر رہا ہون

شراب حمد سے مست ہو کر حال خیر الورا کو ہم   قسم ہے نبی کی [illegible]

اسی شہادت سے غیب تک ہو عروج اپنا نزول اپنا | اسی انتہا فنا کر اپنے کو ذات مین ابتدا کو دیکھو
ہو نفی دونون جہان کی لا مین الا سے ثابت وجود اللہ | رسول کو اسمین کر کے شامل فنا کو چھوڑ و بقا کو دیکھو
صفات کی فکر ہو و پھر دم بدم نہ ذات کی فکر ہو بشر کو | تجلی ذات دیکھنا ہو تو محو ہو مصطفےٰ کو دیکھو
لگا مرشد مین عمر کے خالی جبین مین آپ ہی کو دیکھا | پھر آگے کیا ہے علی کو دیکھو نبی کو دیکھو خدا کو دیکھو
مین دستگیر حزین ہون کمتر غریب ہون کچھ مصیبت کا | پہ لامکان کے کمین کا وصف میری طبع رسا کو دیکھو

اور واجب ہوا کہ منقبت خلفائے راشدین بموافق ترتیب خلافت علی قدر مدارج ہر ایک کے تحریر ہو مگر اُسکی صراحت کو زیادہ تر طول ہونا اس مختصر مین نہو سکا کچھہ کم کرنا ضرور ہوا اسواسطے باختصار کہ گویا کوزہ مین چار دریا کو بدرقہ نظم سے بطور خمسہ جدول ہذا مین لایا ملاحظہ ہو۔

خمسہ

خمسہ	اول خلیفہ	دوم خلیفہ	سوم خلیفہ	چہارم خلیفہ
مصرع اول	صدیق	عمر	عثمان	حیدر
مصرع دوم	اکبر	عادل	عابد	اطہر
مصرع سوم	اتقی	اقوی	زاہد	انور
مصرع چہارم	مرضی	ہادی	عاقی	رہبر
مصرع پنجم	افضل	اکرم	اعلی	بہتر

تقسیم اور تعریف ولایت

اب یعنی تقسیم ولایت اور تعریف اسکی کہ جناب باریتعالی کی ذات کی دو صفت ہین ایک نبوت دوسری ولایت چنانچہ ازل مین منصب نبوت حضرت محمد مصطفےٰ خیر البشر کو اور منصب ولایت علی مرتضی مظہر عجائب کو کہ جنکی شان مین یہ حدیث نبوی ہے دَمُکَ دَمِیْ وَلَحْمُکَ لَحْمِیْ وَرُوحُکَ

اور اس موقع پر حضرت نظام الدین شاہ علیہ الرحمہ رُوحِی جناب باری تعالی نے مرحمت فرمائی گنجوی نے کیا خوب فرمایا ہے گہر خر چہار است گر اس عالم ظہور مین بعد سب نبیون کے گوہر چہار دہ فروشندہ را با فضولی چہ کار ہے جناب مصطفی نبی اللہ اور بعدہ اولیا کے

حضرت مرتضی ولی اللہ ہوے مگر وہ خاتم المرسلین ہوے اور یہ خاتم اولیا ہوے
حاجی ثناء اللہ محقق اکمل پانی پتی اپنی کتاب کاشف الاخفاق مین اس رمز کو بنام نبوت و
ولایت کے یون تحریر کرتے ہین کہ وقت آدم علیہ السلام سے فیض ولایت علی مرتضی کا
جاری ہی اور تا روز قیام جاری رہیگا اور کتب سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ قبل
مبعوث ہونے حضرت رسالتمآب کے درجہ نبوت اور ولایت کا مساوی نہین رہا کسواسطے
روح نبی کی بطرف حق اور بطرف خلق ہے یعنے خلق کو پیغام پہونچانا وحی ہے
اور روح ولی کی فقط بطرف حق ہے دوسری طرف نظر نہین مگر بوقت موقع حق کی
جانب سے اگلے نبیونکو ہر ایک کے عہد کی ولی مدد کویا کرتے تھے جبکہ جناب رسول الثقلین کو
معراج ہوئی تو مصداق اسکے اتممت علیکم نعمتی ولایت بھی امانتاً شریک نبوت کیگئی
اور اسی ولایت کا خلعت خاص کملی عنایت ہوئی کہ اسی کملی کے عطا کے سبب
مخاطب بخطاب کملی والے ہوے کہ آنحضرت کملی والے پکارے گئے کہ شاہد
جسکا سورۂ مزمل ہی اب اس کملی کی حقیقت کو غور فرماؤ کہ چالیس ہزار سال پہلے
آدم سے فردوس اعلی مین جو دنبہ کہ رنگ سیاہ اور جا بجا گل اسپر مثلث سفید اور
آگے کے پاؤن اسکے سفید اور پیشانی اوسکی سفید اور چار شاخ کشادہ اور دراز تھے
اور درمیان شاخون کے کلغی سفید اور رنگ آنکھونکا سبز زمردی اور دونون
آنکھ پھیر پردہ شگافتہ جیسا ہرن کی آنکھو نپر ہوتا ہے پرورش پایا تھا اور بوقت
قصد ذبح حضرت اسمٰعیل نیچے چھری حضرت ابراہیم علی نبینا کے حضرت جبرئیل نے
اسی دنبہ کو دبایا تھا اور وہ دنبہ ذبح ہوگیا چنانچہ اس دنبہ کی بالوں کی پوست کی کملی
منقش مثل بجادہ اشتر کے حضرت سارا نے بنوائی وہ کملی بعد رحلت حضرت

ابراہیم اور اسمعیل کے جبرئیل لیگئے تھے آنحضرت کو وہی کملی عنایت ہوئی تھی اسی
کملی کو ردائے صوف کہتے ہین بعض کے نزدیک وہ سیاہ اور بعض کے نزدیک سفید
اور بعض کے نزدیک سیاہ وسفید تھی قول صحیح تیسرا معلوم ہوتا ہی اور آنحضرت نے
بوقت نزول اس آیہ کریمہ کے موقع مقابلہ کفار نیز اسمین اپنے اہلبیت کو اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ
لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا گھیر لیا تھا اور پھر مقام خُم
غدیر مین اسی کملی کیواسطے حضرت جبرئیل خدا کیطرف سے حکم لائے کہ اے حبیب میرے
اب زمانہ ختم رسالت کا قریب ہی وہ کملی دوسرے کو جو کہ لایق اسکے ہو حوالہ کرو
کہ تا انتظام نبوت آیندہ بقوت ولایت تا یوم القیام قائم رہکر بخوبی انصرام امورات کا
ہووے پس اسی روز آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنے ولایت
افضل ہی نبوت سی اس حدیث شریف سے استدلال ہوتا ہی کہ سلف کی نبیون کی
نبوت سی یہ ولایت افضل تر ہی کہ جسکے ضمن مین ذکر آیندہ کے کام نبوت کے انصرام
پاگیا ہی چنانچہ ایسی روایتین متواتر ابی اسحاق سبیعی اور ہانی بن ہانی اور دار
قطنی نے عمر سے اور حاکم و بیہقی اور ابن عساکر و امام بغوی اور طبرانی نے سلمان
فارسی سے کہ ہان یہ وہی کملی ہے۔ درج ہین۔ الغرض جناب رسالت مآب نے
موافق وحی کے دو سحر روز چار ٹکڑے اسکے کرکے علی الترتیب ہر چہار صحابہ کو
کملی حوالہ کی پہلے صدیق اکبر سے پوچھا تم اسکو کیا کروگے جواب دیا کہ مین صداقت
اختیار کرونگا اور حکم خدا اور رسول کا بیچ جاکر مقید رہونگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ اے عمر تم کیا کروگے جواب دیا کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا تاکہ قوت
اسلام بڑھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سی پوچھا کہ تم اسکو کیا کروگے جواب دیا ام

کہ مین راہ خدا مین جان اور مال اپنا فدا کرونگا اور شرم وحیا کا پابند رہونگا پہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ تم اسکو کیا کروگے جواب دیا کہ مین اسرار الٰہیہ کو پوشیدہ رکہونگا کہ تا اس سے بندگان خدا کو فیض پہونچے اور انکا دین کامل ہو غرض چارون صحابہ جوابات ادا کرکے اپنا اپنا حصہ کملی کا لیکر اپنے اپنے مقام پر گئے اور یہ روایت نسائی اور رویانی اور ضیاء مقدسی نی خذیفہ اور ابو یعلے سے اور ابن نعون فی ابو سعید اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابو نعیم اور ابن عدی نے ابن مسعود سی کہ تقسیم کملی کے بعد تیسرے روز حضرت جبرئیل آئے کہ وہ کملی منگواؤ حکم اللہ تعالےٰ کا ہی کہ جسکے پاس سے کملی سالم ملے اسیکو وہ حوالہ کرو کہ وہی اسکا امین اور معین رہنے والا ہے پس حضرت جبرئیل یہ حکم پہونچا کر چلے گئے چنانچہ تفسیر ثعلبی مین لکہا ہی کہ نازل ہوای یہ آیت تاکیدی مقام غدیر خم مین یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ چنانچہ اسی آنحضرت صلعم نے سب حصون کملی کے چارون صحابہ کو طلب فرمایا کہ اپنا اپنا حصہ لاؤ پہلے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ طلب فرمایا کہ اپنا اپنا حصہ لاؤ پہلے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ تلاش کیا گم ہے پہر حضرت عمر نے عرض کیا کہ بہت ڈہونڈہا نملا پہر حضرت عثمان نے عرض کیا کہ نہایت جستجو کی ہاتہ نہ آیا پہر حضرت علی پوری پوری کملی عبا کے اندر بغل نیچے سے نکال کر آنحضرت کے سامنے رکہدی اسوقت آنحضرت نے بغور ملاحظہ کیا کہ کہین اسمین جوڑ اور دوخت ہے کچہہ نشان نپایا پاس خود رکہہ لیا چارون صحابہ رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام پر آئے اسکو صحیح جمعہ تعاب روایات مین سلسلہ وار براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور

مالک بن حویرث اور دیلمی نے انس بن مالک سے اور ابن عساکر اور ابن عمر اور ابن عباس نے ابی رشہ سے اور ابی حیان اور عبداللہ نے ابن عباس سے اور زید نے یون شرح کی ہی کہ وقت نماز جمعہ قریب تھا حضرت رسول مقبول مخبر صادق نے پہلے نماز جمعہ باجماعت کثیرہ ادا کی بعد اسکے کجاوہ ہاے شتر کا ممبر بنایا اور آنحضرت اُسپر رونق افروز ہوے اور ادا سے حمد خداوند تعالے لاکے بعد جماعت عام کیطرف مخاطب ہوکر خطاب فرمایا کہ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ ارادا لعلم فَلْیَأْتِ الباب اور مقام ممبر سے حضرت علی کو پاس اپنے بلا کر اُسی کملی کو دوش علیؑ پر ڈال دیا اور بعد اسکے پہر فرمایا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اسوقت جسقدر حاضر تھے سب نے سُنا اور سب لوگ ایکبار اُٹھے اور بآواز بلند یا علی بخاً بخاً لکر ہاتہ مین ہاتہ دیکے مصافحہ کیا پہر سب اپنے اپنے مقام پر واپس گئے اور حضرت علی بہی اُس کملی کو زیب دوش کیے ہوے ساتہ اور ہمراہیون کے اپنے مقام پر آکر کہڑے ہوے اسوقت اُس کملی کا بار ایسا تہا کہ حضرت پسینا پسینا ہو گئے جو چاہا کہ ہاتہ سے اوتار کر رکھین نہ اوتری تب چند شخص ساتہیون نے دو دو ہاتہ لگا کر زور کرکے اُس کملی کو اُتار لیا اُس سے اشارہ وہی یہی تھا کہ ولایت آپ کے چہ خلیفہ ہونگے المختصر جب مدینہ طیبہ مین واپس آئے تو جو مراتب تعلیم کے تہے آنحضرت نے وہ سب حضرت علی کو سکہاے سُنائے دکہاے ایکروز جیسا ایک ترکی دوسرا ترکی تیسرا تین ترکی چوتہا چار ترکے پانچوان پانچ ترکی چہٹا چہ ترکی حضرت علی کرم اللہ وجہ کو دیے اب اِس مقام پر یہ بہی سُن لینا چاہیے اب اُس تعلیم کا اسقدر اثر ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کہ ایک شب مین سو رہی تھی خواب سے جو چونکی سر اُٹھا کر دیکھا مینے کہ رسول اللہؐ زیر آسمان کھڑے اور دونون ہاتھ سوے آسمان کرکے فرما رہے ہین کہ بواسطۂ ولایت علی کے قبول کر اُسوقت اُٹھکر پوچھا مینے کہ یا حضرت ایک سی ایک بہت سابق ولی گذرے ہونگے اور آیندہ بھی گذرینگے مخصوص واسطہ علی کا کیا ضرور تھا سُنکر حضرت نے داہنے ہاتھہ کی دو اُنگلیان سیدہی کرکے بطور دروازہ بنا کے مجھسے کہا کہ بیچ سے اسکی طرف آسمان کے دیکھو اُسوقت دیکھا مینے کہ دروازہ آسمان کا کھلا ہی اور عرش معلے سامنے ہی صاف دیکھا مینے کہ زینۂ عرش پر علیؑ چڑھکر اوپر جاتے ہین اور عرش سے پھر نیچے آتے ہین آمد و رفت مسلسل جاری ہی مین یہ دیکھکر خاموش ہو رہی پھر آنحضرت اور مین دونو زیر سقف مکان مین بیٹھی حضرت نے مجھسی فرمایا کہ دیکھا یہ قرب دوسرےکو سوا میرے حاصل نہین ہی پھر سوای علیؑ کے کس دوسریکا واسطہ کام آسکتا ہی غرضکہ بعد سفر آخرت آنحضرتؐ کی علی مرتضیٰ خداوند ولایت نے چھ خلیفہ اپنے ایک دوسرے کے بعد اس تفصیل سے کیے یعنے خلیفہ اول حسنؑ مجتبی خلیفۂ دوم حسینؑ شہید کربلا خلیفہ سوم خواجہ کمیل ابن زیادؒ خلیفہ چہارم اویسؓ قرنی بن عامر قرنی خلیفہ پنجم قاضی ابی المقدام شریح بن ہانی بن زید حارثی خلیفہ ششم حسن بصری چنانچہ انہین چھ خلیفہ سے فیضان ہفت اقلیم مین ابتک جاری اور تا قیامت جاری رہیگا اور جو خم غدیر مین چھ شخص نے کملی کو دوش مبارک سے اُتارا تھا وہ یہی چھ خلیفہ ہونیکا اشارہ ہی اور جو چھ تاج جناب رسول اللہ نے دیے تھے حضرت علی مرتضیٰ نے علی الترتیب جسکو جسکو خلیفہ کیا انکو انکو دہ دیے دہی اجازت چھہ خلیفہ کی اسمقام پر بھی صادق آئی کہ ایک تاج حسنؑ کو

اور دو ترکی تاج حسینؓ کو اور تین ترکی تاج خواجہ کمیل کو اور چار ترکی تاج اویس قرنی کو اور پانچ ترکی تاج قاضی ابی المقدام کو اور چھ ترکی تاج خواجہ حسن بصری کو تقسیم کیئے اور انہیں چھ خلیفہ سے سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک منتہی ہو کر امت عالیہ رسول مقبول کی بارگاہ رب العزت سے فیضیاب ہوتے ہے مصداق اسکے ؛ منتہائے دستہا دست خداست اور کتاب مناصب الارواح بحوالہ دوسرے کتب کی کہ جامع اسکا شیخ المشائخ سمیع الحق کوفی ہے اسمیں لکھا ہے کہ شیخ عبدالعزیز ذخیرۃ الاخبار اپنی کتاب میں حدیث قدسی لکھتے ہیں کہ پایا میں نے اسکو شیخ محی الدین عربی کی کتاب زبدۃ الیقین سے اور انہوں نے خذیفہ الحقایق محمد اسحاق مغربی سے اور انہوں نے روایت کی محمد بن ابی بکر سے اور انہوں نے سند گردانا اس حدیث قدسی کو عبداللہ بن عباس کہ وہ بھائی چچا زاد اور صحابی آنحضرت سے تھے اور تحقیق کہ اونہیں سے تفسیر قرآن مجید کی ابتدا ہے اور وہ اسطرح سے ذکر کرتے ہیں کہ با التصدیق یہ حدیث عشرہ سوم شہر رمضان شریف سال وفات رسول الثقلین میں بوسالت الہام نازل ہوی اور حضرت سرور کائنات نے آغاز ماہ شوال کو کہ جمعہ تھا بعد نماز ممبر مسجد پر رونق افروز ہو کر ساتھ تمہید رجوع ولایت بذات علی مرتضیٰ لسان فیض ترجمان سے وعظ میں یہ فرمایا اور بعد اسکے یہ حدیث بھی اسی جلسہ میں آنحضرت نے فرمائی الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ بعدہ ملک عضوض یعنے خلافت پیچھے میرے تیس سال ہے پیچھے اسکے بادشاہ ورندے ہونگے الخ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خلافت نبوت چھ مہینے ابتدا عہد حسن مجتبیٰ تک قائم رہی بعد اسکے بادشاہت مطلق حکومت دنیا کی ہوگئی

تاآنکہ بعد زوال دولت عباسیہ وہ منتشر ہوے اور اب تو خانہ بخانہ ہی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ منصب نبوت حضرت کی ذات پر ختم ہوا اور منصب خلافت امام حسن پر بحیات اُن کے جاتا رہا اب رہا منصب ولایت وہ خم غدیر مین تعلق علیٰ مرتضیٰ کے ہوا تھا کہ اب تک سلسلہ اُسکا رہا اور تا روز قیام جاری رہیگا اور فیض باطنی ہی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ سے یہ نہین ہی کہ جسپر کوئی اپنا خواہ بیگانہ کسی طرحکا دعوے کر سکتے اور شرع اُسکا فیصلہ کر سکے اسباب مین جو اللہ تعالے کو منظور اور مقبول تھا وہ حضوری جناب محمد مصطفےٰ امین ہو گیا اور یہی ثابت ہوا اس قول جمع حنفیہ امام ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے ہین کہ لولا السنتان لھلک النعمان یعنے اگر نہوتے دو طریقہ سنت ہر آئینہ ہلاک ہوتا نعمان اس قول سے شریعت اور طریقت مراد ہی اور طریقت مین بیعت امام جعفر صادق سی رکھتے تھے اور پہلے اسکے بیان او حقیقت کلی مین ساتھ تمام نبوی نعمتون نسبت آنحضرت کے امانتاً سپرد ہونا ولایت کا ذکر ہو چکا ہی کہ خم غدیر مین وہ امانت حوالہ کی گئی علی مرتضیٰ کو جیسا لکھا گیا [illegible] اسکو اور قریب رحلت شریف آنحضرت کی جو حدیث قدسی نازل ہوئی وہ یہ ہی یا ایھا الذین امنوا امنوا بالنورین انزلناھما یتلوان

اے لوگو جو ایمان لاے ہو ایمان لاؤ ساتھ دو نورون کے جو اتارے ہم نے [illegible]

علیکم ایاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم ۝ نوران بعضھما من بعض انا

دو نورون کو کہ وہی دو نور پڑھتے ہین اوپر تمہارے آیات میری اور ڈراتے ہین ہی دونون تمکو عذاب سے دن بڑے کے دو نور ہین

السمیع العلیم ۝ ان الذین یوفون بعھد اللہ ورسولہ فی ایات لھم جنات

کہ بعض انکا بعض سے ہین اور مین سننے والا جاننے والا ہون تحقیق جو لوگ پورا کرتے ہین عہد اللہ کا اور رسول اسکے کا بیچ آیات کے واسطے انکے ہین باغ

النعیم ۝ والذین کفروا من بعد ما امنوا بنقضھم میثاقھم وما عاھدھم

نعمتون کے اور جو لوگ کافر ہوے بعد اسکے کہ ایمان لاے بسبب توڑنے [illegible] اور اسکو کہ عہد کیا

الرسوا انا عليهم يلقون في الجحيم وظلموا انفسهم وعصوا اوصي الرسول

آئے اوپر انکے ڈالی جاوینگے بیچ دوزخ کے ظلم کیا انھوں نے اپنی جانوں پر اور نافرمانی کی وصیت رسول کی

اولئك يسقون من حميم ٥ ان الله الذي نور السموات والارض بما شاء

یہ لوگ پلائے جاوینگے گرم پانی سے ۔ تحقیق اللہ وہ ذات ہے کہ نور کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ اوس کے جو چاہا

واصطفى من الملائكة والرسل وجعل من المؤمنين ٥ اولئك في الخلقة

اور برگزیدہ کیا فرشتوں سے اور پیغمبروں سے اور کیا مومنوں سے ۔ یہ لوگ ہیں مخلوق اسکی سے

يفعل الله ما يشاء لا اله الا هو الرحمن الرحيم ٥ قد مكر الذين من قبلهم

کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی بخشش کرنیوالا مہربان ۔ تحقیق مکر کیا ان لوگوں نے جو آگے تھے انکے

برسلهم فاخذتهم بمكرهم ان اخذي شديد عظيم ٥ ان الله قد اهلك

ساتھ پیغمبروں اپنے کے پس پکڑا میں نے انکو سبب مکر انکے کے تحقیق پکڑ میری سخت ہے بڑی تحقیق اللہ نے بیشک ہلاک کیا

عادا وثمود بما كسبوا وجعلهم لكم تذكرة فلا تتقون ٥ وفرعون بما

عاد کو اور ثمود کو بسبب اسکے کہ انہوں نے کمایا اور کیا انکو واسطے تمہارے یادگار پس نہیں ڈرتے تم اور ہلاک کیا فرعون کو بسبب اسکے

طغى على موسى واخيه هارون اغرقته ومن تبعه اجمعين ط ليكونوا

کہ سرکشی کی اسنے اوپر موسیٰ کے اور بھائی اسکے کے ہارون پر ۔ ڈبا دیا میں نے اسکو اور اس شخص کو پیروی کی اسکی سب کو تاکہ ہو

اية وان اكثرهم فاسقون ٥ ان الله يجمعهم في يوم الحشر فلا يستطيعون

واسطے تمہارے نشانی ۔ اور تحقیق اکثر انکے فاسق ہیں ۔ تحقیق اللہ جمع کریگا انکو بیچ دن حشر کے پس طاقت نہیں رکھینگے

الجواب حين يسئلون ان الجحيم مأويهم ان الله عليم سميع بصير

جواب کی جب پوچھے جاوینگے تحقیق دوزخ جگہ ہے رہنے کی انکی تحقیق اللہ جاننے والا سننے والا دیکھنے والا

حكيم ٥ يا ايها الرسول بلغ انذاري فسوف يعلمون قد خسر الذين

حکمت والا اے رسول پہنچا دے ڈرانا میرا پس قریب ہے کہ جانینگے تحقیق ٹوٹا پایا

كَانُوْا عَنْ اٰيَاتِيْ وَحُكْمِيْ مُعْرِضُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِكَ اَنِّيْ جَزَيْتُهُمْ جَنَّاتِ

ان لوگوں نے کہ تھے نشانیوں میری سے اور حکم میرے سے منہ پھیرنے والے ۔ مثال ان لوگوں کی کہ پورا کرتے ہیں عہد تیرا تحقیق بدلا دونگا میں انکو باغ

النَّعِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاِنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

انکو با نعمت والوں میں ۔ تحقیق اللہ البتہ صاحب مغفرت ہے اور صاحب ثواب بڑے کا ۔ اور تحقیق علی ہیں ولی اللہ کا پرہیزگاروں سے

وَاِنَّا لَنُوَفِّيْهِ حَقَّهٗ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ مَا نَحْنُ عَنْ ظُلْمِهٖ بِغَافِلِيْنَ ۝ وَكَرَّمْنَاهُ عَلٰى

اور تحقیق ہم البتہ پورا دینگے ہم اسکو حق اسکا دن قیامت کے ۔ نہیں ہیں ہم ظلم اسکے سے غافل ۔ اور بزرگی دی ہمنے اسکو اوپر

اَهْلِكَ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَاِنَّهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ لَصَابِرُوْنَ ۝ وَاِنَّ عَدُوَّهُمْ اِمَامُ الْمُجْرِمِيْنَ

گہروالوں پر تیرے کے سب پر ۔ پس تحقیق وہ اور اولاد اسکی البتہ صبر کرنیوالے ہیں ۔ اور تحقیق دشمن انکا امام ہے گنہگاروں کا

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ مَا اٰمَنُوْا طَلَبْتُمْ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاسْتَعْجَلْتُمْ بِهَا

کہو واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے بعد اسکے ایمان لائے طلب کیا تمنے زینت زندگانی دنیا کی اور جلدی کی تم نے ساتھ اسکے

وَنَسِيْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَنَقَضْتُمُ الْعُهُوْدَ مِنْ بَعْدِ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ ضَرَبْنَا لَكُمُ

اور بھول گئے تم جو وعدہ کیا تمسے اللہ اور رسول اسکا اور توڑ دیا تمنے عہد کو بعد مضبوط کرنے انکے ۔ اور تحقیق بیان کیا ہمنے

الْاَمْثَالَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

مثالیں تاکہ تم راہ پاؤ ۔ ای رسول تحقیق اتارا ہمنے طرف تیرے نشانیاں ظاہر

فِيْهَا مَنْ يَّتَوَفَّيْهِ مُؤْمِنًا وَمَنْ يَّتَوَلّٰهُ مِنْ بَعْدِكَ يَظْهَرُوْنَ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

بیچ انکے ہیں جو شخص مریگا مومن اور جو شخص پھر جاویگا اولاد سے پیچھے تیرے ظاہر ہونگے ۔ پس منہ پھیر انسے

اِنَّهُمْ مُعْرِضُوْنَ اِنَّهُمْ مُحْضَرُوْنَ ۝ فِيْ يَوْمٍ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ شَيْءٌ وَلَا هُمْ

تحقیق وہ منہ پھیرنے والے ہیں تحقیق وہ حاضر کیے جاوینگے ۔ اس دن کہ کام آوے انکے کوئی چیز اور نہ وہ

يُرْحَمُوْنَ ۝ اِنَّ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ مَقَامًا عَنْهُ لَا يَعْدِلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِا

رحم کیے جاوینگے ۔ تحقیق واسطے انکے بیچ دوزخ کے مقام ایک ہے نہ پھر سکینگے ۔ پس پاکی بیان کر ساتھ نام

ربک وکن من الساجدین ہ ولقد ارسلنا موسیٰ وھارون بما استخلف

پروردگار تیرے اور ہو سجدہ کرنیوالون سے   اور تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ اور ہارون کو ساتھ اسکے کہ خلیفہ بنایا

فبغوا ھرون فصبر جمیل فجعلنا منھم القردۃ والخنازیر ولعنا ھم

پس سرکشی کی انھونے ہارون سے پس صبر بہتر ہی پس کیا ہمنے انسے بندر اور سور اور لعنت کی

الی یوم یبعثون ہ فاصبر فسوف یبصرون ہ ولقد اتینا بک الحکم کالذین

اسدن تک کہ اٹھائے جاوینگے۔ پس صبر کر پس قریب ہے صبر کرینگے   اور تحقیق دیا ہمنے ساتھ تیرے حکم مانند ان لوگونکے

من قبلک من المرسلین وجعلنا لک منھم وصیا للولایت لعلھم یرجعون

آگے تیرے تجھسے پیغمبرونسے۔   اور کیا ہمنے واسطے تیرے انسے وصی واسطے ولایت کے تاکہ وہ پھر آوین

ومن یتولی عن امری فانی مرجعہ فلیتمتعوا بکفرھم قلیلا فلا تسئل عن الناکثین ہ

اور جو شخص کہ پھر جاوے حکم میرے سے پس تحقیق میں جگہ پھر جانا اوسکے ہون پس چاہیے کہ فائدہ اٹھاوین ساتھ کفر اپنے کے تھوڑا پس نہ پوچھ عہد توڑنیوالوں سے

یا ایھا الرسول قد جعلنا لک فی اعناق الذین امنوا عھدا فخذہ ہ و

اے رسول تحقیق کیا ہمنے واسطے تیرے گردنون میں ان لوگون کی کہ ایمان لائے عہد پس لے اسکو اور ہو

کن من الشاکرین ہ ان علیا ولی اللہ کانتا بالیل وساجدا یحذر الاخرت

شکر کرنیوالونسے   تحقیق علی ہی ولی اللہ کا کھڑے رہنے والے راتمین اور سجدہ کرنیوالے ڈرتے ہین آخرت سے

ویرجوا ثواب ربہ قل ھل یستوی الذین ظلموا وھم لعذابی یعلمون ہ

اور امید رکھتے ہین ثواب پروردگار اپنے کی کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ ظلم کیے گئے اور وہ عذاب میرا جانتے ہین

سیجعل الاغلال فی اعناقھم وھم علی اعمالھم یندمون ہ انا

البتہ کریگا طوق بیچ گردنون انکی کے   اور وہ اوپر اعمال اپنے کے ندامت کرتے ہونگے   تحقیق

بشرناک بذریتہ الصالحین ہ وانھم لامرنا لا یخلفون ہ فعلیھم

بشارت دی ہمنے تجھکو ساتھ اولاد نیک بختون کے اور تحقیق وہ واسطے حکم ہمارے کے نہیں پھیرتے پس اوپر انکے ہے

مِنِّیْ صَلَوٰتٌ وَرَحْمَةٌ اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ط وَعَلَی الَّذِیْنَ یَبْغُوْنَ
مجھسے درودین اور رحمت زندہ ہوین اور مردہ اُسدنتک کہ اُوٹھے گے قبرونسی اور اوپر اُن لوگون کے
عَلَیْهِمْ مِّنْ بَعْدِکَ غَضَبِیْ اِنَّهُمْ قَوْمُ سُوْءٍ خَاسِرِیْنَ ہ وَعَلَی الَّذِیْنَ
کہ سرکشی کرتے ہین اوپر اُنکے پیچھے تیرے غصہ میرا تحقیق وہ قوم ہین بُری ٹوٹا پانیوالی اور اوپر اُن لوگونکی کہ
سَلَکُوْا سُبُلَهُمْ مِّنِّیْ رَحْمَةٌ وَّهُمْ فِی الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
چلتے ہین راہ اُنکی اُنپر طرف سے ہی رحمت اور وہ بیچ محلونکے امن مین رہینگے اور سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ رب
الْعَالَمِیْنَ ہ ط اور یہ تو بخوبی واضح ہو چکا کہ ولایت بھی ایک صفت ہی صفات
پالنے والا ہی جہانونکا
الٰہی سے کہ وہ رجوع ہوے اوپر ذات خاص مرتضیٰ کے کہ تصدیق اُسکی بھی
اور حدیث قدسی اور حدیث نبوی سے بلاریب ہو چکی اب سُنیئے کہ مناقب مرتضوی
مین لکھا ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے مَثَلُ عَلِیٍّ فِی النَّاسِ کَمَثَلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور از روے
مسئلہ ہمہ اوست صوفیہ کرام کے نزدیک تو ہیجدہ ہزار مخلوق لباس اُسی کا ہی
تو اکثر کا قول یہ ہی کہ نام علی کا ہر لفظ با معنی یا بے معنی علم وغیرہ کسی زبان کے مجا
مین ہو جسقدر دو نو جہانمین الفاظ مرکب مین غور ہو کہ اُن سب سے استخراج ہوتا ہی
کہ یہ وحدت اسم ہمیشالی اُسی صفت باریتعالی سی ہی اور یہ عقدہ خواجہ اویس قرنی کی
کھلا اور اُس قاعدے کو علم حساب یقینی سی کسی شاعر نے اِن ابیات مین نظم
کرکے بیان کیا ہی ابیات علی یابی بہر لفظ معین ٭ کنی شش چند اعداد وشش
بدین فن ٭ بیفزا یک بکن در عشر مضروب ٭ وز ان پس بست بست از طرح انگن ٭
بماند آنچہ کن در یار زہ ضرب ٭ بجو نام مبارک بر تو روشن ٭ جس کسیکو دریافت
کرنا اِس بھید کا منظور ہو اُس حساب سی دیکھ لے اور اہل طریقت کو یہ اعتقاد

ضرور ہی کہ ازل سے ظل جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ کا سب پر ہی اور ناصر علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ چہپی بہید کی رباعی فرماتے ہین۔

رباعی

چون نام علی بصدق گیرد ہندو
شک نی بمسلمانی او یکسر مو
او آمده ماه دین ببین ہمعدد است
از روے جمال لا آلہ الا ہو

مگر برخلاف اعتقادات بعض کے اعاذنا اللہ من سوء اعتقاد بس عاقل کو اشارہ کافی ہے حضرت شمس الحق تبریز قدس سرہٗ فرماتے ہین۔

تا صورت پیوند جہان بود علی بود
تا نقش زمان بود زمین بود علی بود
ہم اول وہم آخر وہم ظاہر و باطن
ہم عابد وہم معبد و معبود علی بود
ہم آدم وہم شیث وہم ایوب ہم ادریس
ہم یونس و ہم یوسف وہم ہود علی بود
ہارون ولایت کہ پس از موسیٰ عمران
واللہ علی بود علی بود علی بود
موسیٰ و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بفرعون کہ بنمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمد شد و مقصود علی بود
ان لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانی
آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود
آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج
با احمد مختار یکے بود علی بود
چندان کہ نظر کردم و دیدم بحقیقت
از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود
آن شیر ولایت کہ براے طمع نفس
بر خوان جہان پنجہ نیالود علی بود
ین کفر نباشد کہ سخن کفر نہ گفتیم
تا ہست علی باشد و تا بود علی بود
ہر دو جہان جملہ نہ پیدا و نہ پنہان
شمس الحق تبریز کہ بنمود علی بود

ناقد شاہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ بیت

مظہر ذات خدا کیست بغیر از علی ؛ ہم صفت مصطفے کیست بغیر از علی

غازی الدین احمد شاہ عجمی نے رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہیں مثنوی

بیا ساقی حوض کوثر بیا ؛ پر از بادہ کن ساغر مدعا ؛
بہ من دہ کہ بر یاد حیدر کشم ؛ باخلاص جام مئی در کشم ؛
بلطفے کند دانشش رہبری ؛ مدرس دبستان پیغمبری ؛
اگر جا کند در ضمیر علے ؛ کند مہرشس آئینہ دل جلی ؛
ز علم ار بہ پرسی وارباب او ؛ نبی مشہر علم او علی باب او ؛
مگردان ازان می سبویم تہی ؛ کہ بخشد بدل نشۂ آگہی ؛
بعفو جرائم ز رب جلیل ؛ بود ساقی حوض کوثر و کیل ؛
خدایا بروزیکہ امید و بیم ؛ نمایان کند راہ خلد و جہیم ؛
مکن نا امیدم ز لطف نبی ؛ بحق نبی و بہ حق علی ؛

اور یہ تظمین حافظ رحمۃ اللہ علیہ شیرازی کی ۳۴ شعر کی ہے ازان جملہ انتخاب کرکے، ۶ شعر بنظر اختصار کتاب کی لکھی

قدر یکہ ز آثار صنع کرد اظہار ؛ سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد ؛ جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار
اگر نہ ذات نبی و ولی بدی مقصود ؛ جہان بہ کتم عدم رفتے ہمچو اول بار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا ؛ نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام جنی و انسی علی بود کہ علی ؛ ز کل خلق فزونست از صغار و کبار
ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش ؛ ز ذات اوست مطبق زمین برین ہنجار

او انہیں سمجھے !!

الا الفاظ لکیفیۃ الاشارۃ

علی امام و علی امین و علی ایمان   علی امین و علی سرور و علی سردار
علی علیم و علی اعلم و علی عالی   علی حلیم و علی حاکم و علی گفتار
علی نصیر و علی ناصر و علی منصور   علی مظفر و غالب علی سرو سالار
علی عزیز و علی عزت و علی افضل   علی لطیف و علی انور و علی انوار
علیست فتح فتوح و علیست راحت روح   علیست فاضل و افضل علی سرو سردار
علی سلیم و علی سالم و علی مسلم   علی قسیم قصور و علیست قاسم نار
علی صفی و علی صافی و علی صوفی   علی وفی و علی صفدر و علی سردار
علی نعیم و علی ناعم و علی منعم   علی بود اسد اللہ قاتل الکفار
علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہشت   اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول   امام غیر علی بعد احمد مختار
بگاہ ہفتصد و ہفتاد و بد کہ در شیراز   تمام کرد بیک روز حافظ این اشعار

پیر انیس جان فیلسوف زمان حکیم غلام دستگیر روشن دل طریقت بین کامل الحالت مجدد دین فرماتا

مظہر ذات خدا شیر خدا   جانشین مصطفےٰ شیر خدا
واقف سر نہان شیر خدا   رہنمائے انس و جان شیر خدا
بادشاہ اولیا شیر خدا   ہادی شاہ و گدا شیر خدا
کون ہے ہمسر علی کا دو بتا   لافتیٰ الا علی حق نے کہا
فرق پر وحدت کا جھکے تاج ہے   دوش احمد پر ہوئی معراج ہے
اولیا جتنے ہوئے چھوٹے بڑے   خاک ہیں مولا کی سب دہلیز کے
غیر مولا راستہ حق کا کہاں   واسطہ ہے مرتضیٰ کا درمیان

ہر گھڑی فرماتے تھی یون مصطفٰے ؛ ہی عبادت مرتضی کا دیکھنا
رازدان اہل نظر کی دید تھی ؛ بھید ہی اللہ کا رو ے عـہ علی

اور ایک کتاب مین دیکہا جسمے لکھا ہی اس عبارت سے کہ بعض اہل طریقت علی مرتضی را در مرتبہ فنا فی اللہ آنچنان دیدہ کہ ظہور ہر قول و فعل ویرا صرف از ذات باریتعالے تصور دیدہ اند چنانچہ صاحب کشف الغمۃ در فضائل علی کرم اللہ وجہہ روایت کردہ کہ شخصے از ملا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ پرسید کہ در حق امیر المومنین علی مرتضی چہ میفرمائی ملا در جواب گفت چگویم اگر قوتش میپرسی این آیت بر ذات مطلقش مدلول است اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن واگر رفعتش می پرسی قل ہو اللہ احد واگر نامش می پرسی ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم واگر از ذاتش میپرسی لیس کمثلہ شیٔ وہو السمیع البصیر است واین فقیر گوید کہ الحق است کہ ذات مرتضی بسبب استغراق بدرجہ فنا فی اللہ آنچنان مجمع فضائل و فواضل بود کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنان قران وکعبہ را منسوب بخدای تعالی میکرد علی را منسوب بسوے حق تعالے می نمود یعنے چنانکہ قرآن را کلام اللہ وکعبہ را بیت اللہ میگفت علی مرتضی را اسد اللہ میفرمود وچنانکہ دیدن قرآن وکعبہ را عبادت میدانست دیدن علی را ہم عبادت می فہمید چنانچہ از حدیث نبوی النظر الی المصحف عبادت والنظر الی الکعبۃ عبادۃ والنظر الی وجہ العلی عبادۃ کہ در اکثر کتب حدیث وسیر واخبار وتفسیر معتبر مثل حدیث طبرانی وحاکم وتفسیر فتح العزیز وغیرہ متواتر بود و ثابت و در نور الشہدا از ابن عبد البر روایت کردہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

عـہ اور مولانا جامی نقشبندی یہ رباعی فرماتے ہین ؛ رباعی ؛ بسوی کعبہ رود شیخ و من بسوی نجف ؛ برب کعبہ کہ اینجا مراست حق بطرف ؛ تفاوتی کہ میان منست و او پیداست ؛ کہ من [illegible]

اکثر بروے علی میدید تا آنکہ چون وے بہ مجلس آمدے نظر از وے باز نہ داشتی چنانچہ روزے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از وے سوال کرد کہ ای پدر من باعث چیست ہرگاہ علی پیش تو می آید نظر از وی برنہ می برداری فرمود سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ اور صاحب جوامع الکلم یعنے سید محمد گیسودراز نوشتہ کہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر دو نوع است خلافت کبری و خلافت صغری یعنے خلافت کبری خلافت باطن است و خلافت صغری خلافت ظاہر است و آن میان امت مختلف فیہ گشتہ و امام محی السنۃ بیہقی در کتاب فضائل الصحابہ باسناد خود این حدیث را مرفوعاً ذکر کردہ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ والی نوح فی تقوی والی ابراہیم الخلیل فی حلمہ وفی روایۃ فی حکمۃ والی موسیٰ فی ہیبتہ والی عیسی فی عبادۃ فلینظر الی علی ابن ابیطالب یعنے اگر کسے ارادہ کند کہ نظر کند بسوے علی کرم اللہ وجہ کہ وی جامع جمیع صفات انبیاء ما سبق است و بس و ارباب طریقت بقوت قرابت و نسبت صہریت برسول اللہ و پرورش در کنار و بیت حبیب اللہ و تولد در بیت اللہ و سبقت اسلام و جامعیت علوم خیر الانام و بار دیگر مراتب بالا پیشوای افضل ملت خود دیدہ اند و سلسلہ مستقیم تا علی مرتضی رسانیدہ مشرف باسلام خود میشوند اور خواجہ بزرگ معین الدین چشتی یہ بیت فرماتے ہین بیت من علی را دوست دارم خلق گوید رافضیست :: پس خدا و جبرئیل وہم محمد رافضی است :: اور مرادات مین روایت لائے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے یا علی انت خیر البشر من شک فیہ لقد کفر اور مختصر کیا اہل

عیسیٰ کو رد کیا!

بحث کو اور مطلب اس بیت کے ؛ بیت میر حسن ؛ علی و نبی ہر دو نسبت بہم ؛ دونا دیکھ
چون زبان قلم ؛ شہید آغاز تالیف کتاب ہذا کہ واسطے مبتدیون کے تعلیم
دانی اور منتہیون کے ہدایت کافی ہو ؛ اب یہ گذارش ہو کہ حسب فرمایش جناب
پیر و مرشد بلبل باغ شریعت ضرغام میدان طریقت شہباز بیشہ حقیقت شناور
دریاے معرفت مولانا ابو الفخر سید نظام الدین احمد شاہ حسنی الحسینی قادری چشتی
النظامی اویسی قلندر مشرب دام فیضانہم بغدادی کے خادم کمترین بندہ سرافگند
جعفر حسین خادم الاطبا المعروف محبوب شاہ ترک خاکپای فقرا نے ارشاد جناب
ممدوح کو جو نص قرآن مجید اور حدیث قدسی اور حدیث شریف نبوی اور اقوال
بزرگان دین متین طریقت آئین اور راویان صادق الاخبار سی جو مطالعہ
کتب سے دیکھا اور کانون سے سنا بتائید الہی جمع کرکے درج رسالہ ہذا کرکے
شیرازہ بند کیا اسمین کوئی مضمون طبع زاد اضافہ نہین لکھا اور نام اس ہدیہ کا
بہ خلوت محبوبیہ موسوم کیا امید صادق ہو کہ شائقین نظر انصاف سی اس مین
جہان کہین خطا اور نسیان پاوین بدامن اصلاح چھپاوین اور مین بی بضاعت
ہیچمدان گلچین چمنستان تصور خلوتگاہ قادریہ اور بارگاہ چشتیہ نظامیہ اور جلوگاہ
اویسیہ کا ہون حضرت پیر و مرشد نی جسقدر مجھے تعلیم فرمایا اسیقدر سنا اور دیکھا
اور پایا بتوجہ مرشد سبھی لوگی بو باس میرے دماغ مین سمائی ہی خوشبوے
ہر گل کی رہبری سی بہت سیدھی راہ عدم کی پائی زبان کو اسکی شرح کا یارا نہین
وہان عقل کا گذارا نہین مجملاً سمجھ لو کہ مرکز اصل کے جانب سبکی بازگشت ہے
بصارت العین سی دیکھو غیر نہین باللہ عین ہو والا ایک نقطہ سی عین ہو گا حقا صا

کمشلہ دیدہ وادیدہ گذشتہ اور ہدایت خیالات پختہ پیوستہ سی بجہت شکریہ ارشاد مرشد کے
یہ امر بجالایا مصداق اسکے کہ الامر فوق الادب ورنہ مین کہان اور یہ حوصلہ کہان اگر
پھر آن مین پیر پر نثار ہون اور یہ بیت وردزبان ہی ؂ فارغ از رسم و رہ دیگر بود
مسلمان کردی ؂ مرشد اگر دو تو گردم کہ چہ احسان کردی ؂ اور یہ قطعہ تاریخ تالیف
اس رسالہ مفید العام کی ہنگام آغاز زبان گہر فشان سی جناب افتخار [illegible] فخرالدین
احمد مرشدزادہ مولف نی فرمای واقعی کہ تاریخ ہذا زیب کتاب اور کتاب زیب تاریخ

لازم وملزوم ہوگی قطعہ

کتابی طرفہ نگاشت است تالیف
کہ در حسن معانی بے نظیر است
چو فخر جملہ درویشان معنی است
ازان تاریخ او فخر الفقیر است

تعریف ترتیب بیعت پیر کو بمقابلہ مرید کے اسطور پر لازم ہی کہ پہلے پیر اُس مرید کو کہ جسنے ارادہ بیعت کا کیا ہو ایام گذشتہ کے گناہو نپر صیغہ توبہ پڑہا کر پاک کردے بعد اُسکے مرشد اپنے پنجہ دست راست کو مرید کے انگشت نزد دست راست کی بیچ میں دیکر اوپر ہاتہ اپنا اور نیچے ہاتہ مرید کا رکہے مگر اولاً پیر فاتحہ پڑہکر ثواب اُسکا روح مبارک رسول الثقلین کی نذر کرے بعد ادائے نذر کے پھر ہاتہ اپنا دوبارہ مرید کے ہاتہ پر پہلے کیطرح سے رکہکر دونون زانو با ادب بیٹہکر اول یہ خطبہ پڑہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ پھر یہ پڑہے

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ وَجَاهِدْ وَفِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ پہر مرید سے یہ اقرار لے کہ سب پیغمبر برحق اور سب کتاب اللہ برحق خصوص محمد رسول اللہ برحق اور قرآن مجید برحق ہے اور اللہ تعالے کی وحدانیت اور محمد کی نبوت اور آنا قیامت کا برحق ہے اور کہے کہ لایا ایمان مین چارون صحابہ کرام پر اور لایا ایمان مین چارون امام پر اور لایا ایمان مین پہعر فاسے باللہ باقی باللہ سبے لیونپر اور لایا ایمان مین اپنے اس مرشد حاضر پر ساتھ سب واسطون کی روز قیامت تک نہ پھیرونگا مین اپنے عہد سے اسوقت کے اور چھوڑا مینے ہوا دنیا کو اور بیزار ہوا مین معاصیون سے اور تہ دل سے اسوقت قبول کیا مینے احکام دین اسلام کو ساتھ باتون بہلائی کے اور توبہ کی کفر اور شرک سے اپنی رغبت اور خوشی سے واسطے بہلامہون ذات یوم الاخر کو اور اگر احیانًا اپنے نفس کے اغوا سے پہرون مین اپنے عہد سے تو اللہ تعالے خالق دونون جہانکا عذاب دے مجھکو دونو جہانمین اور کرے مجہے رسوا دن قیامت کو حساب بدعہدی سے بعوض شکست عقد کی کہ جو ساتھ مرشد موجود کے اللہ کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر قبول کیا اسوقت کہ جب عذاب ہو مجھ پر نہ قبول کرے توبہ میری اللہ تعالے اس رضامندی پر اپنے مین گواہ گردانتا ہون کرامًا کاتبین فرشتگان اپنے اور اپنے اس پیر کے پس مضبوط ہو مین اپنے سب اقرارون پر جو بیعت قبول کی مینے بیچ ہاتھ فلان کے اور اختیار کیا مینے سلسلہ فلان کو اللہ تعالی تو قبول کر میری بیعت کو

اور توفیق اور برکت اس سلسلہ کا مجھ نصیب کر وقت مرگ اور بروز قیامت اسی سلسلہ کے زمرہ میں اٹھایا جاؤں میں تیرے فضل عمیم سے، بس اب پیر ہاتھ اپنا علیحدہ کرکے دونوں ہاتھ اپنے واسطے دعا خیر مرید کے آسمان اٹھا کر یہ واسطہ شجرۃ الائمہ مطہرہ پڑھے

بالنبی العربی والرسول المدنی وباخیہ اسد اللہ المسمی بعلی
وبزہراء بتول وبام ولدتہا وبسبطیہ وشبلیہ ہما نخل زکی
وبسجاد وبالباقر والصادق حقا وبموسی والرضا والتقی والنقی
وبذی العسکر والحجۃ القائم وبالحق الذی یضرب بالسیف بحکم ازلی
وعلیہم صلوات وسلام ابدا بنہار ولیال وضحی وعشی
اجب الوقت دعائی وتحقق حضراتی واقض حاجات لنا بکل المنی ولی
فتقبل بقبول حسن ربنا بعلی بعلی بعلی بعلی

اور بعد ختم اس شجرۂ طیبہ کے مرشد جام شربت کو اپنے لب سے لگا کر اس مرید کو پلا دے کہ یہ سنت علی مرتضی کی ہے اور یہ صورت تحریر خلافت نامہ ہے کہ جب پیر کسی اپنے مرید لایق کو خلیفہ اپنا کرے الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بتجلیات جمالہ وزین صدور اولیاء بصفات کمالہ وجعلہم وسیلہ لقرب الحاجات وذریعۃ لنیل السعادات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ واصحابہ لما قال علیہ السلام الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بعد حمد و نعت میگوید ملتجی بشفاعت نبی حجازی کہ من فلان بن فلان چون فلان را متوجہ الی اللہ و متنفر از شوق اتقا باللہ و تائبا بالتوبۃ النصوح یافتم بحکم اجازت

مرشد کامل خود حضرت فلان خلافت سلسلہ عالیہ فلان باو دادم ہرکرا رجوع بسلسلہ من باشد باو دست بیعت دہد وفقہ اللہ تعالے باحکام شریعت الصادقہ وبیت اللہ بطریق الارادہ چنانچہ پوشانیدم خرقہ وبستم دستار خود را وعہد کردم انچہ درمیان مشائخان میباشد اگر روز محشر مرا ادنی اجازتی از جناب کبریا ومحمد مصطفٰے وعلی مرتضی بشفاعت او باشد شفاعت او نمایم واگر او را علی ومنزلی نزد حق تعالے از من زیادہ تر باشد او ضرور شفیع من باشد ومی باید کہ مومی الیہ حسب سلسلہ مرشدان طریقت از توجہ قلبی بہ تعلیم کسبی وتفہیم فیضان وہبی تا تحصیل مقاصد طالب خود دریغ را روا نداشتہ کفالت آن وافی کند کہ کافی باشد تا طالب را پس روی پیشوایان اہل تصوف میسر گردد اللّٰہم نور قلبہ بنور معرفتک واشغلہ بشغل جلالک وجمالک وثبتہ علی الصراط المستقیم آمین ثم آمین وخلافت نامہ ہذا جہت اطلاع عام نوشتہ دادہ شد کہ از خانوادہائے طریقت کدامی کس حجت بی لذت نہ نمودہ خلافت ہذا قبول دارد عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ملت طریقت خواہم شد فقط تحریر فی التاریخ فلان شہر فلان

اور یہ بطور یادداشت سب کے خیال مین قائم رہنا ضروری ہی کہ پیری اور مریدی یہ ہے ایک ہاتھ اوپر ہاتھ دوسرے کے رکہنا اور عہد باندہنا کہ جیسا زوج اور زوجہ کا عقد ہوتا ہی اسکے ایجاب اور قبول کی یہ صورت ہی کہ پیران طریقت نے ہاتھ اپنا اور ہاتھ مرید کے رکہا اور کلمہ و استغفار و تلقین کے ساتھ کہلاتے اور مرید ساتھ پیر کے عہد استوار کرتا ہی بر وقت بیعت کے مرید اپنے دلمین نیت صادقہ سے یہ سمجھے کہ ہاتھ اللہ کا بواسطہ مرشد کے ہی اسیطرح سے صحابہ نے جناب سالتمآب کے ہاتھ بیعت کی اور خداوند تعالی انہون سے راضی ہوا اور سمجھو کہ اگرچہ مرید حاضر نہوا اور

ارادہ دل سے بیعت کا کرے اور پیر کو اپنے ارادہ سی پہلے اطلاع کرے تو بیعت
غائب کی بھی جائز ہی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر نہین تھے اسی ترکیب
ترکیب مسطورہ بالاسی کہ جناب رسول اللہ نے ایک ہاتھ داہنے اپنے کو اپنا ہاتھ قرار
دیا اور ہاتھ بائین اپنے کو دوسرا ہاتھ انکا قرار دیکر دونون ہاتھ ملاے اور صیغہ
بیعت کی قرأت فرمائی پس وہ بیعت جائز ہوگی اور عورات کے باب مین چندان
ہاتھ مین ہاتھ دینا بھی ضرور نہین اکثر آنحضرت نے ساتھہ کلمات زبان کی تنبیہ اور
ہدایت فرمائی عورات کو اور اُس جماعت کی نسوان نے اقرار لسانی کو تصدیق قلبی سے
عرض کیا اور ہر بشر کو آنکھ اور دل اپنی کو اپنے قابو مین رکھنا ضرور ہی پیر اسکی سعی مین مجبور ہی
تعریف پیر۔ ضرور ہی کہ مرشد مسلک صحیح رکھتا ہو اور حق شریعت کا بوجہت ادا کرتا ہو
اور عقائد اہلبیت مین پورا پورا ہو اور یہ ضرور نہین کہ پیر بحیات خود اپنی سجادگی پر
اپنے فرزند کو قرار دے یعنے سجادہ کرنا چاہی بلکہ مستحق اسکا لایق مرید ہی فرزند نالایق ہے
چاہیے کہ مشائخ صوفی منصب بیعت کی جائداد جائداد جدی پدری نہ سمجھین کہ درحقیقت
یہ جائداد وقف ہی اوپر لیاقت کی یگانہ ہو یا بیگانہ اور ضرور ہی کہ مرشد عالم علم خرقہ
خاص کا ہو اور جو فرائض و واجبات و سنن و نوافل و مستحبات اپنے خرقہ کے جو ہین
اسکی بجا آوری مین قصور نکرتا ہو جو پیر کہ ان حدود سی گرا وہ پایہ طریقت سی گر گیا اور
اور جو طریقت سی گرا وہ حقیقت سی گر گیا اور جو حقیقت سی گرا وہ معرفت سی محروم رہا
اور ناقابل پیر کی نسبت مولانا روم فرماتے ہین ؎ ای بسا ابلیس آدم روی ہست
پس بہر دستی نباید داد دست ؎ اور اس بیت پر بلحاظ ہر بیت مراد اہل طریقت
[illegible] بخدمت سلطان ہند صوفی باشی ؎ اور کف محمد رحمۃ اللہ علیہ

جائیسی یہ دوہرا فرماتی ہین ؛ گرو ایسا چہیئے کہ سقلے گر ہوے ؛ جنم جنم کے مورچے پل
مین ڈالے دہوے ؛ اور نہ اس زمانہ بے تمیز کے مشائخ سبز پوش گندم نما جو فروش
پنبہ درگوش شکر نوش خیرات خور چشم کور شنگرفی یا گیروے کپڑے دربدر ہر روزہ
موجود مرید کے گہر ہاتہ مین تسبیح لگا اور جریب آبنوسی زیب دست ران مین پاجامہ
سوسی کمر مین ناسدانی کرتا سیدہی چاک کا اور بعض کے تہمت زیب تن لنگرا ون جوتے
پاؤنمین پہرتے ہین گہر گہر اور جو مرید نے کچہ نہ دیا تو بدرجہ شور و شر ہوا غدہ خدا سے
بیخبر دو چار ترکاری فروش قصاب وغیرہ ہمراہ پیر صاحب اپنے سایہ کو دیکہتے چلتے ہین
یہ خیال کرتے ہوی کہ ہمچنین دیگرے نیست اور طرفہ یہ ہی کہ خلایق کو سجدہ کروانیکا
عزم کرکے خود مسجود بنا چاہتے ہین اور مرید کرنے پر حارص کہ جسقدر مرید زیادہ
ہون آب و دانہ کی ترقی ہو خداپرستی کا خیال نہین ؛ برادر من عود آنست کہ خود
ببوید نہ کہ عطار گوید اور مولانا محمود بحری فرماتے ہین بیت چون شود از پرتو عشقت
دوجام ائینہ ؛ کشف خود نما بہر کس ہمچو جام آئینہ ؛ خیال کرو کہ مصلحتاً علی مرتضی نے
کسقدر زمانہ تک یہ راز پوشیدہ رکہا اور جب ظاہر بہی کیا تو عام پر نہین البتہ خاص
خاص پر ازانجملہ کل چہہ خلیفہ یگانہ و بیگانہ سے کیئے کہ ان چہہ خلیفہ سے فیض ولایت نے
بہت ترقی کی کہ اب مثل آفتاب عالمتاب ہی الغرض پیر مین یہ باتین ہونا ضرور ہین
اول اکل حلال دوسرے صدق مقال تیسری شہوت اور لذات کا تارک اور جمیع
خلایق سے واسطے نفع اپنے کے کوشش کرنا مکروہ جانتا ہو اور جو من اللہ اشخاص
رجوع ہون تو اُسن پہ رغبت اور شکر کرے اور اپنی ذات کو کسی پر فخر نہ دی خود کو
سب سے کمتر سمجہے ظاہر و باطن یکسان ہو اور مال کو جمع نہ کرے اور جسقدر روزانہ

ماہا ماہ نہ میسر آوے اُس فتوحات کو روزانہ کو روز صرف کرے ماہانہ کو تمام ماہ مین صرف کرے اگر بسبب آمدنی وافر کے ذخیرہ جمع ہو جاوے تو پھر جمعہ اور دوشنبہ کو جو مستحق اُسکے ہون حوالہ کیا کرے اور اُس ذخیرہ سے دایم مستغفر رہے اور کسی سے بحث خلاف نہ کرے بلکہ اخلاق کو بڑھاوے اور بالارادہ کسیکو رنج نہ پہونچاوے اور جو اپنے کسی سے رنج پہونچے اُسپر صبر کرے اور اُسکے صبر کا شکوہ زبان پر نہ لاوے اور حتی الوسع دوسرے پر احسان کیا کرے اور اُس دوسرے سے اپنے احسان کا بدلا نہ چاہے اور پھر ترش رو نہو کہ وہ بدخوئی کہلاتی ہے اور بدزبان اور بدگمان نہو اور پھر اپنی عزت کی خود ترقی نہ چاہے اور قلب سے خود بینی بھلادے اور اپنے اخلاق اور شفقت پر آمادہ رہا کرے اور امرا اور وزرا کی ملاقات اور اتحاد کی تمنا نہ کرے بلکہ کراہت بہتر ہے کسواسطے کہ ایسی صحبت سے اوقات مین ہرج پہونچتا ہے اور بے پروائی خلق اللہ سے فارغ البالی واسطے عبادت ذات کی نصیب ہوتی ہے اور اپنے مخالفین سے مخالفت نہ کرے یعنے عداوت نہ کرے حتی الامکان ساتھ اُنکے بخوبی مدارا سے قدم جانے اور عمداً کسی گناہ کا پیرو نہو کہ عمل گناہون سے ریاضت اور عبادت سلب ہو جاتی ہے

حکایت فقیر فیض رسان نو وارد اس مقام پر اس حکایت کو سُن لینا چاہیے کہ ایک مقام پر مجلس فقرا مین ایک فقیر آیا اہل مجلس نے اُس سے سوال کیا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب ہے اُسنے شگفتہ دہنی سے جواب دیا کہ اے متکلفان خمخانہ تفرید و اے مستان زینت دہ میکدہ توحید و اے سالکان مناہج شرع و اے عارفان حقائق اصل و فرع تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ فقیر مذہب اپنا رافضی رکھتا ہے اور مدام صبح و شام نقش آدم پر تبرہ کیا کرتا ہے اور سوگند مرشد کی مین اُس نقش کے تابعین سے

بھاگا کرتا ہون اہل مجلس یہ سنکر ترش رو ہوکر بولے کہ ای فقیر صورت تجھہ مین ابتک نفسانیت باقی ہی کہ رفض کیا کرتا ہے اور بے تکلف اقرار بھی ہی فقیر نے جواب دیا کہ مین تو اپنی دانست مین بہتر اور نیک کرتا ہون یہ سنکر جماعت مجلس نے اُسکے گرد گھیرا کرکے استفسار کیا کہ شرح اُسکی بیان کر اُس نے سنکر یہ قطعہ پڑہا قطعہ

بخل و بغض و عداوت و غیبت　　کذب و طمع و نفاق و ہم غصہ
پس ریا و ہوس حرام و حسد　　عجبت و کبر و حرص و ہم کینہ

پھر یہ کہا کہ مین ان اسامیون پر تبرہ کیا کرتا ہون ارباب مجلس یہ جواب سنکر نہایت معقول اور نادم ہوے پھر اہل مجلس نے اُس فقیر کا بہت اعزاز کیا اور جو لوگ اُس جماعت مین ناقص تھے اُنھون نے اُس رافضی کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سب بعد عمل کے کامل ہوگئے بعد چند روز کے وہ فقیر سیاح امادہ رخصت ہوا سب معتقدین نے اُسکو گھیر کر کہا کہ ہم آپ سی مفارقت نہین چاہتے کہ آپ سے فیضیاب ہجے اب وہ نقش آدم ہمکو دکھاو سمجھاو کہ کیا ہی جواب دیا کہ اُسکے اسامی تو معلوم ہو چکے ہین اب اُسکی ذات کو تم مثال دو سنو آدم کے عدد (۴۵) ہین اور آدم عناصر کی ترکیب پر سوار ہے اور یہ چار عنصر ہین خاک و آب و باد و آتش ترکیب اُسکی یہ کہ عددون آدم سے چار چار عدد طرح دو یعنے شغل سے اُنکو فنا کرو بعد چار چار نفی کے ایک باقی رہیگا بظاہر دم نہ رہا الف رہگیا وہی ذات واحد ہی اب خیال کرو دلمین کہ مین ہون یا وہ ہے بس ایک روح دو قالب بتصدیق تمام قائم ہوچکا تو کام انصرام کو پہونچا اور اُس نقش آدم کو دکھا کر یہ کہکر وہ سب سے رخصت ہو روانہ ہو گیا اُن لوگون کی تعلیم کو جانا ہو گیا سنو صاحب مطلع نیک ہر دو کان کہ باشد اور کسیکی یہ رباعی

بخل و ۱	کبر و ۱۴	حرام و ۱۱	غصہ ۸
حسد ۱۲	نفاق ۷	بغض ۲	عجب ۱۳
طمع و ۶	پس پا ۹	کینہ ۱۶	عداوت ۳
حرص ۱۵	غیبت ۴	کذب و ۵	ہوس ۱۰

واسطے درستی اوقات طالب کے نہایت تر موثر اور مفید ہے ؛ رباعی ؛

خواہی کہ شوی بہ منزل قرب مقیم ؛
چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم ؛ صبر و شکر و
قناعت و علم و یقین ؛ تفویض و توکل و
رضا و تسلیم ؛

مختصر یہ کہ بہت تلاش سے پیر ملتا ہے مگر تلاشی مستعد جوئندہ ہو اس زمانہ میں جو فروش گندم نما بہت ہیں ایسا وہ ہو کہ نہ اٹھانا بمصداق اس مثل کی کہ دونون دین سے گئے پانڈے نہ حلوا ہوی نہ مانڈے یعنی پہلی دین کو چھوڑا اور دوسرے دین کو نہ پایا پھر حاصل کیا ہوا غرض لطف جب ہوتا ہے کہ مرید لائق جوئندہ اور پیر فائق ہو تعریف پیر مغان میں بطلب سعی مذاق حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہ

مثنوی فرماتے ہیں

بدل دارم ای ساقی نوجوان   کہ دیگر کنم یاد پیر مغان
بہار است ای پیر روشن ضمیر   بجامے شرابے مرا دستگیر
صراحی صفت مست افتادہ ام   ترا بندہ ام گرچہ آزادہ ام
بہار است اے پیر تدبیر کن   مرا در خرابات زنجیر کن
بہ میخانہ زنجیرم از موج می   ازان بہ کہ بر تخت کاوس کی
بہار است اے پیر ابر ای ہوش   چو دریاے قلزم خم آمد بہ جوش
بہار است اے پیر ابرو سفید   بہ روشنی بخش چشم امید
بہار است اے پیر صاحب کمال   حلال است می بہر دفع ملال

بهاراست اے پیر فرخنده خوے
بردیم دگر عیب مستان گوے
بهاراست اے پیر می نوش من
چو مینا منه پنبه در گوش من
بهاراست اے پیر دلگیر من
ببخشاے بر عذر تقصیر من
بهاراست اے پیر مشکلکشاے
بهی چین پیشانئے دلکشاے
بهاراست اے پیر هشیار باش
کنون مست باشم خبردار باش
بهاراست اے پیر جوهر شناس
تو حالِ من از حال خود کن قیاس
جوانان زبس کامرانی دریغ
ندانند قدر جوانی دریغ
جوانی بود بادهٔ بے ول
جوانی بود شاهد بے مثال
جوانی چراغ شب زندگی است
جوانی صبح روز فرخندگی است
جوانی بود رنگِ رخسار شوق
جوانی بود نور دیدار ذوق
جوانی گلِ باغ و داغ دل است
می لاله گون ایاغ دل است
جوانی که چون رنگ گل بیوفاست
زعمرِ به بیگانگی آشنا است
جوانی که سرمایهٔ زندگی است
گل باغ پیرایه زندگی است
جوانی مئے زندگانی بود
بشرطیکه با یار جانی بود
گل و لاله دارند در دست جام
درین فصل می را که گوید حرام
مرنج از سخنهاے مستانه ام
ببخشاے بر من که دیوانه ام
گناه تو کردم مرید تو ام
بجامی مئے زر خرید تو ام
ازان می بنوشان که مستی کنم
بیک جرعه ساقی پرستی کنم
زشوقے که دارم بساقیٔ جام
خرابات را کرده ام کعبه نام

زستی کنم راز را آشکار   گرجہا بفرماد معذور دار
بہ حال مریدان رعایت بکن   نگاہے بچشم عنایت بکن
بسوے خرابات راہم نماے   در فیض بر روے دل برکشای
جوانان جو اسنے غنیمت بود   شمارا ازما این نصیحت بود
جوانان بزم تواے نوش جام   بہرجا کہ باشند ازما سلام

تعریف مرید — مرید ایسا پختہ ہو کہ مرشد پر اعتقاد کامل لاے اور مستقل ہوکر مرشد پیچھے کسیطرح بدگمان نہو اور دل اپنے مرشد کیطرف سے بعد بیعت کے کبھی نہ پھیرے کتاب سبع سنابل کی شرح سنبلہ دوم مین مرید حقیقی کی کہ ارادت مین صادق ہو یہ نقل لکھی ہی کہ جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے رحلت فرمائی حضرت امیر خسرو مدت چھ مہینہ تک بیچ ماتم اس مصیبت کی رہے اور دلکو قرار اور رات کو خواب نہ آیا بعد چھ مہینہ کے بجہت فراق مرشد فوت ہوے اسوقت مین مخدوم شیخ رکن الدین سہروردی قدس اللہ روحہ درمیان دہلی کے موجود تھے انکو فوت امیر خسرو کی فوراً خبر ہوئی اپنے یارونسے کہ جو موجود تھے کہا کہ آؤ وہان جلدی جاتے ہین ہم کہ امیر خسرو کی تجہیز و تکفین اپنے سامنے کرین اور انکی جناب مولی تعالی سے بخشش کرادین کہ وہ مداح شاہون کا تھا غرض جو پہونچے تو دیکھا کہ امیر خسرو مردہ پڑے تھے سامنے اُنکے اُٹھہ بیٹھے اور یہ بیت پڑھی **بیت**

ما بنعمتہاے پیر خود پسندہ کردہ ایم   نیست مارا حاجت آمرزش آمرزگار

پس وہ اس بیت کو پڑھکر جیسا کہ مردہ پڑے تھے ویسی ہی پڑ گئے مخدوم سہروردی دیکہہ تعجب سے کے خاموش رہے الغرض توایسا مرید مستقل اور معتقد ہو اور

اور ضرور ہی کہ طالب اوقات خود کو درست کرے اور اوقات ضروریہ ساتھہ عاد کے یہ ہین کہ طالب غذا کم کہاے اور عرصہ راتدنمین کم سوے اور مردمان عام سے باتین کم کرے اور ذکر اور فکر اور شغل کو بڑہاے اور مرید دل اپنا ہمیشہ ساتھہ پیر کے پیوستہ رکہے اور ثابت رہے تا توجہ مرشد مرید کے دلمین جلد اثر کرے اور رابطہ دل مرید کا ساتھہ دل مرشد کے قوی تر سختی محنت اور تصور پختہ سے ہوتا ہے اور جبکہ دونون دل کا رابطہ کامل ہوگیا روز بروز توجہ مرشد سے دل مرید کا کشادہ ہوتا رہتا ہے کس واسطے کہ مبتدی خو کردہ عالم شہادت ہے اور بہت پردے آگے رکہتا ہے اس صورت مین توجہ مرشد کے بہی مرید نیک آسان تر ہوگی ایسی منصب کو جسے سر اجمال مانع حال اسکے ہی - رباعی

گویم کہ بشب نماز بسیار کنی ۔۔۔ در روز دوای شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی ۔۔۔ صد خرمن گل بر سر یک خار کنی

چاہیکہ مرید توجہ مرشد کو خواہ قلبی ہو خواہ دیدوادید سے خواہ اور کسیطرح کی تعلیم کسبی ہو مبرقہ مدام نیک سمجہے اور جسوقت کہ مرید کو کوئی سختی اور خوف و شبہ پیش ہو طرف ولایت مرشد کے باعتقاد تمام رجوع کرے اور مدد چاہے لاشک فوراً وہ خدشہ رفع ہوگا اور مرید کو لازم ہے کہ مرشد پہ کبہی کسیطرحکا اعتراض او گمان غیر نکرے یہ سمجہے کہ جو ہے وہ غیب سے ہے فیض یا بسط و رنج و راحت و صحت و سقم و کشایش و بستگی اُسپر راضی رہے اور روے اعتقاد کو ہرگز نہ پہیرے چنانچہ عبداللہ سہل تستری یہ فرماتی ہین ابیات

گفتم کہ بمیرمی تو یا پیر ۔۔۔ گفتا کہ دونی ز درمیان گیر

چون نیک باندیشم نکو بود　　من روا و بپیر هر سبک بود
دوستی با ناتوان مایه روشن دلی است　　موم چون با رشته سازد شمع محفل شود

اور مرشد کو اعمال قبیح ظاہریہ پر نظر نہ کرے بلکہ اگر پیران مطعون بدکی مرید کو ہدایت کرے تو مرید بھی وہ رنگ اسکو اختیار کرے اور بخوشی تمام معتقد بکار رہے اسوقت مرید با اعتقاد کامل تصور کیا جائیگا ورنہ باغی ہوا اور آگے مرشد کے مرید سیطرح ٹھیک رہا اور اسپر بھی فیض کو نہ پہونچا تو ضرور ہے مرید کو دوسرے مرشد سے طالب ہو مگر مرشد اول کی غیبت مین اور جبکہ طالب دوسرے کا ہو کے فیضیاب ہوا تو اعتقاد یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اسی مرشد اول کا فیض ہے اس عقیدہ سے طالب پر فرقت کا سایہ نہ پڑیگا اکثر طالب دس دس بیس بیس مرشدونکے پاس حاضر رہکر طالب ہوے اور آخر کو فیضیاب ہوئے تو اسمین وہی بات ہے کہ مرشد اول کا فیض ہے کہا باریکی اسمین ہے کہ اگر یہ سب مرشد اول کو اسکے کامل نہ جانتے تو اسکی طلب کو دوسرے قبول نکرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ اہل قابلیت اور موہوبیت مرشد اول کی پائی گئی اور اگر مرید مرشد اول سے بد اعتقاد ہو گیا بیشک مردود ہو گیا وہ کسی مرشد کے پاس سے فیض نہ پائیگا اور واضح ہو کہ طالب دنیا کو ترک دنیا فرض ہے کہ دل کو بنانا لازم آگیا اس سے یہ غرض نہین کہ اہل وعیال اور اسباب دنیا کو چھوڑ کے کسی جنگل مین گوشہ گزین ہو ترک سے مراد یہ ہے کہ دل سے اسکی محبت اور خواہش مہیا کرنیکی بجز ضرورت کے فضول کو اختیار نکرے قلب سے بھلاے رہے اور دلمین اللہ کی یاد کو جگہ دے ہان یہ واجبات سے ہے کہ طالب جو کچھ علوم دنیا کی پڑھا لکھا ہوا اسکو اپنے دل سے بالکل محو کر دے اور مذہب اول کو چھوڑ کر مذہب

مرشد کا پابند ہو زنار مذہب پیر کا اپنا گلو گیر کر لے اس حالت مین ارشاد مرشد کا مرید کو تاثیر کرکے دل مین جاگیر ہو گا تا وقتیکہ مرید مستعد اور مستقل اور خود اعتقاد کو اپنے استوار نکریگا پیر ہرگز شوق مرید کو نہین بڑہا سکتا اور پیر مراقبہ سے زور مرید پر نہین ڈال سکتا اور قال سے وسوسات شیطانی کو مرید کے دلسے نہین نکال سکتا تا وقتیکہ مرید اپنی قوت دل سے صرف کرکے اقوال و افعال پیر کا ظاہر و باطن سے اپنے اوپر گوارہ نکرے کچہہ بھی نہو سکیگا مرید بدنصیب ناکام رہجائیگا پیر پر نہین ہو سکتا اور واضح ہو کہ مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک حقیقی دوسرا رسمی حقیقی وہ ہے کہ ظاہر و باطن تابع فرمان رہے اور سب حرکات سکنات پیر کے بشوق اختیار کر لے کوئی دم خلاف پیر نہ ہو اور ربط ساتہہ قلب پیر کے بڑہایا کرے اور فقط طمع دین کی رکہے نہ دنیا کی اور مرید رسمی وہ ہے کہ پیر کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیکر کلاہ اور شجرہ پیر سے لیلیا اور قول کو پیر کے کہانی سمجھا اور ارشادات پر مرشد کے عمل نکیا اور پیر کو سچا نہ سمجھا اور جو پیر نے منع کیا مرید نے نہ مانا اور مدد دنیا کی طمع کی چاہی کہ روپیہ ملے اولاد ملے نوکری ملے منصب جاگیر ملے دشمن پر فتح ملے زن جمیلہ ملے موت نہ آئی زندگی بڑہجائے ایسی خواہشین کرنیوالیکو گنتا بیمغز کہتے ہین وہ ہمیشہ بے نصیب اور بیعزت رہیگا اُنکو تمام عمر دنیا کی طمع خراب کیا کریگی اور اعتقاد ایسے مقام پر مولانا تراب علیشاہ کاکوروی فرماتے ہین

قطعین

پنجہ پیر نقش اللہ است … کی ازین رمز ہر کس آگاہ ست
از ید اللہ فوق ایدیہم … شد یقینم کہ مرشد اللہ است
ہر کہ گرفت دامن پیرے … طفل نادان و مرد گمراہ است

منکری پیری و مریدی را
حیف صد حیف آه صد آه است
پیر آمد وسیله بهر نجات
پیر بگزین که هادی راه است
پیر استاد و بیعت و خرقه
همه در کار اندرین راه است
پیر را صورت پیمبر دان
زانکه او رهنمائے درگاه است
گرچه پیر از مرید دور بود
التفاتش همیشه همراه است
پیر اگر حاضر است در غائب
بالیقین از مرید آگاه است
باادب پیش پیر باید بود
کو ز سر تا قدم ادبگاه است
بندهٔ پیر دستگیر خودم
در جهانم بس اینقدر جاه است
کے نه لافم به بحث خویش تراب
مرشدم کاظم شهنشاه است

اور حضرت شرف الدین احمد منیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین ابیات

راه دور و پر ز آفت ای پسر
راه رو را می بباید راه بر
کور هرگز کے تواند رفت راست
بی عصاکش کور را رفتن خطاست
گر ترا دست پیر آید پدید
قفل دردت را کلید آید پدید
تو اگر بے راهبر آئی براه
گو همه کوهی فرو رفتی بچاه
پیر ره کبریت احمر آمد است
سینهٔ او بحر اخضر آمده است
صحبت باغبان به فصل بهار
بار را هر زبان کند عطار
روغن کنجدش که بودش عام
شد زگلها عزیز و نیکو نام
تا بگے بایزید بینی فرد
خدمت صد یزید باید کرد
تا رهبر تست عادت خویش
شیطان و منافقی نه درویش

خود را بر کاب رہبری بند
تا باز رہاندت ازین بند
خاک او باش و بادشاہی کن
آن او باش ہر چہ خواہی کن
ہنوز از کاف کفر خود خبر نیست
حقائق ہاے ایمان را چہ دانی
خواہی کہ شود مراد حاصل
پیری طلب ای جوان عاقل
ہر چہ او گفت راز مطلق دان
ہر چہ او کرد کردۂ حق دان
آنکہ زین شیوہ سعی صد ہزا
بینی و دانی و داری استوا
خاک شو تو رہ روان را زیر پا
تا بیابی قرب پیش کبریا
ہر کہ او کحلے گرفت از خاک پیر
خواہ پاک و خواہ گو ناپاک پیر
مردہ را بسکہ چون دم عیسی
تو حیاتے بہر سخن بخشد

اور خیال کرو کہ جو بعد بیعت کے مرید اپنے مرشد سی پھر گیا تو وہ گویا کل واسط علی تک پھرا اور علی سے پھرا تو رسول اللہ سی پھرا اور رسول اللہ سی پھرا تو خدا سے پھرا اور پھرنیوالا خدا سی دونون جہان مین مردود ہی۔ تعریف ذات فقیری کی باسوال و جواب ؛ سُن لینا چاہیے کہ قال کے موافق اوقا فقیر کے مجتمع ہونا ضرور ہین جب تک کہ ان سوالات کے جوابون پر نظر کر کے عمل نہ ہوگا بار اس خرقہ فقیری کا کوئی کیونکر اٹھا سکتا ہے ؛ سوال ۱ ؛ شریعت طریقت حقیقت معرفت کسکو کہتے ہین۔ جواب۔ شریعت وجود طریقت دم حقیقت عقل معرفت روح ہے۔ سوال ۲ بنیاد شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا ہی جواب شریعت خاک سی طریقت پانی حقیقت ہوا معرفت آتش سی سوال ۳ شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا ماہیت ہی جواب شریعت مانند ؛ وہ مانند درخت

مانند کشتی مانند جسد طریقت مثل دہی مثل شاخ مثل بادبان مثل گوشت حقیقت مثل مسکہ مثل برگ مثل بیخ مثل استخوان معرفت مانند روغن مانند ثمر مانند ملاح مانند مغز سوال ۴ شریعت طریقت حقیقت معرفت کو کیا کرنا جواب شریعت کی حکم کی بیعذر اطاعت کرنا طریقت کی حکم پر بندگی کرنا حقیقت پر توکل اختیار کرنا معرفت رضامندی مولی پر شادمان رہنا سوال ۵ وجود فقیر مین مقامات چار ون فرشتون کے کون ہین جواب زبان مقام جبرئیل ۲ دم مقام میکائیل عقل مقام اسرافیل چشم مقام عزرائیل سوال ۶ جسم فقیر مین مصحف مومن جوانمرد کافر ترسا مسافر سلطان کون کون ہی جواب سر مصحف دل مومن ہاتھ جوانمرد نفس کافر پاؤن مسافر جسد سالم سلطان ہے سوال ۷ چشم فقیر مین تین بادشاہ تین وزیر کون کون ہین جواب روح بادشاہ اکبر وزیر اسکی عقل ہے بادشاہ اوسط نفس وزیر اسکا شیطان ہی بادشاہ اصغر دل وزیر اسکی زبان ہے سوال ۸ تینون بادشاہون کو وزیر کیا مشورہ دیتے ہین جواب بادشاہ اکبر کو وزیر سکھاتا ہی کہ نیکی کرتا کہ وصل مطلوب ہو بادشاہ اوسط کو وزیر تعلیم کرتا ہی کہ بدی کر دنیا مین جو کچھ ہی دیکھ سنلے آخرت کو کسنے دیکھا ہی بادشاہ اصغر سی وزیر کہتا ہی کہ جس بات کو تو متوجہ ہو وہی بات سب پر غالب ہی خواہ نیک ہو یا بد ثواب وعذاب بے اصل ہے اسکو فرض زید وعمر کیطرح سے مقرر کرلیا ہی سوال ۹ جسم فقیر مین کے روحین ہین جواب دو روحین ہین اور ایک قوت طبعی ہی اول روح حیوانی کہ وہ فیض اللہ کا ہے مقام اسکا قلب ہی دوسرے روح نفسانی کہ وہ منبع فیض مرشد کا ہی مقام اسکا دماغ ہی اور تیسری قوت طبعی کہ وہ ارادہ مرید کا ہی مقام اسکا جگر ہے سوال ۱۰ ارادہ مرید ایک ہی یا چند ہین جواب وہ پانچ ہین نام انکے یہ ہین

ایک امارہ دوسرا ملہمہ تیسرا لوامہ چوتھا مطمئنہ لاادینہ یعنے نفس مطلق مقام کوئی حد
بیرنگی سوال ۱۱ ان چارون ارادہ کے مقامات کون ہین جواب امارہ کا مقام ناسوت
خاک سے ملہمہ مقام ملکوت پانی سے لوامہ کا مقام جبروت ہوا سے مطمئنہ کا م لاہوت آتش سے ہے
سوال ۱۲ ان چارونکی منزل کون کون سے ہے جواب امارہ کی منزل شریعت ملہمہ کی
منزل طریقت لوامہ کی منزل حقیقت مطمئنہ کی منزل معرفت ہے سوال ۱۳ نفس و
عشق و عقل و روح کی کیا طبیعت ہے جواب نفس کی طبیعت خاکی عشق کی طبیعت آتشی
عقل کی طبیعت آبی روح کی طبیعت بادی ہے سوال ۱۴ روح حیوانی و نفسانی کسکے
تابع ہین جواب دونون روح تابع فرمان قوت طبعی کے ہین سوال ۱۵ جسم فقیر مین
چار یار کون ہین جواب اول یار صبر دوسرا یار فکر تیسرا یار قناعت چوتھا یار ذات خود کا
پہچاننا سوال ۱۶ جسم فقیر مین ظالم کون ہوا اور مظلوم کون ہے جواب جسم فقیر مین ظالم
نفس امارہ ہے اور مظلوم روح نفسانی مثالیکہ جسپر عذاب ہوتا ہے سوال ۱۷ جسم فقیر مین
کسقدر چور ہین جواب ایک چور دل ہے دوسرا چور آنکھ ہے اور تیسرا چور ہوش ہے اور چوتھا
چور امادہ ہے سوال ۱۸ جسم فقیر لال بیمثال کسقدر ہین جواب اول لال عقل دوسرا لال
علم فقیری تیسرا لال صبر چوتھا لال صداقت پانچوان سخاوت ہے سوال ۱۹ پانچون
لال کے چور کون کون ہین جواب عقل کے لال کا غصہ علم کے لال کا چور جہل
صبر کے لال کا چور خواہش صداقت کے لال کا چور دروغ سخاوت کی لال کا
چور بخل ہے سوال ۲۰ جسم فقیر مین پانچ امام کون کون ہین جواب امام اول تن ہے
امام دوم دل ہے امام سوم جان ہے امام چہارم عقل ہے امام پنجم فہم ہے سوال ۲۱
ان پانچون امام کی سیرگاہ کون کون مقام ہین جواب امام اول کی سیرگاہ دل امام

دوم کی سیرگاہ بیت اللہ امام سوم کی سیرگاہ اقصیٰ امام چہارم کی سیرگاہ عرش امام پنجم کی سیرگاہ کرسی ہے سوال ۲۲ جسم فقیر مین پیر کون اور مرید کون ہے جواب پیر روح اور مرید مادہ ہے سوال ۲۳ صفت فقیر کی کیا ہے جواب اول فقیر فنا آخر فقیر بقا تاج فقیر توکل جامہ فقیر آزادی غذا فقیر قناعت لقمہ فقیر اکل حلال نور فقیر ذکر دین فقیر فکر شب بیداری باہوشیاری مرکب فقیر سکون گنج فقیر شفقت فیض فقیر یاد خدا توشہ فقیر پرہیزگاری رفتار فقیر جود فنا راہ فقیر شکر حربہ فقیر صبر رمز فقیر خطر ہے سوال ۲۴ اوقات فقیر کیا ہین جواب جذب فقیر گویائی ہے فروتنی فقیر خلوت دید مجمل فقیر ملاقات روحانیان اتصال فقیر مشاہدہ ترقی فقیر تصور شوق فقیر مفارقت ذوق فقیر گذر گورستان وصل فقیر موت در حیات سوال ۲۵ منازل فقیر کسقدر ہین جواب اول منزل خاکی فنا فی الوجود دوسری منزل آبی فنا فی الشیخ تیسری منزل بادی فنا فی الرسول بواسطہ خداوند ولایت مظہر العجائب علی مرتضیٰ چوتھی منزل آتشی فنا فی اللہ باقی باللہ ساتھ وجود خود کی پانچوین منزل وجود فنا مقام ہوتا ہے جبروت سوال ۲۶ فقیر کو فرض اور واجب اور سنت اور نفل اور مستحب کیا کیا ہین جواب ذکر فرض فکر واجب شغل سنت سکوت نفل حیرت مستحب ہے سوال ۲۷ عبادت فقیر کی کیا ہے جواب دل اپنا ہاتھ مین رکھنا اور نفس پر قادر رہنا اور خواہش شیطان سے گریز کرنا کسیکو ایذا نہ دینا کہ جس سبب سے دوسرے کا دل ملول ہو اور دوسرے کی ظلم و بدعت و زیادتی پر صبر کرنا سوال ۲۸ فقیر کا علم کیا ہے جواب سبق اول احکام شریعت کا بجالانا سبق دوسرا جو طریقت مین فرق مرید اور مرشد و آداب آپسکے ہین اور جو ارشادات مرشد کے ہین اوس پر بہ جمعیت عمل کرنا تیسرا جو حقیقت کے نکات آلٰہیات ہین اُسکو اچھی طرح سے سمجھ کر دل مین

انکو جگہ دینا اور افشای راز غیر ملت پہ نکرنا سبق چوتھا جو معرفت کے مرحلہ اتصالیہ
انکو ساتھہ استقلال کے اور ساتھہ مستعدی و جوانمردی کے طے کرنا سبق پانچوان
مقام حیرت مین سکون کرنا بسبب پیش ہونی خطرات کی جنبش نہو غیر کو دخل نہ دینا
سوال ۲۹ عدم مقدم ہے یا وجود جواب عدم مقدم ہی وجود موخر ہی سوال ۳۰
عدم کو بقا ہی یا وجود کو جواب اول عدم آخر عدم ہی وجود مستعار ہی اعتبار ہی کسواسطی
کہ درمیان دو عدم کے حیات ہی سوال ۳۱ فقیر کو اللہ سی کیونکر وصل ہوتا ہی جواب
فقیر مثل سہاگہ کی اور ذات اللہ تعالی اُس مثل سونیکے جب آتش عشق فقیر نی قوت کی
اور فقیر خیال بختہ سی رجوع ہوا بس یہ سہاگہ سونیمین ملکر واحد ہوگیا سوال ۳۲
فقیر کو اللہ سی عینیت ہی یا غیریت جواب کیا کہون نہ واصل ہون نہ جدا ہون مقام ادب ہی
جو کچھہ ہون سو ہون سوال ۳۳ جبکہ فقیر کو وصل ہوجاتا ہی تو قدرت باریتعالی کی فقیر سی
کیون ظاہر نہین ہوتی جواب جبکہ فقیر واصل ہوگیا تو جو سونیکا فعل ہی وہ اُس سہاگہ کا
تصور کرو مگر ظہور وصل مین اُسکا اُسکی قدرتون لایزال سی ملا ہوا ہی اور تیسری کسیکو معلوم
نہین ہوتا کیونکہ زندگی اور موت دونون مین ایسا اتحاد ہی کہ باہم جب بجے ہی تو غائب ہو
عالم عدم مین معدوم ہوجاتی ہین اُسوقت فقیر عاشق اللہ کو اپنے فعل سی خود ہی کو بیخبری
مطلق ہوجاتی ہی بالتصدیق بنظر وحدت لاریب فعل اللہ کا اُسی کا فعل ہی جدا
نہین کیونکہ مقام عینیت پر آگیا سوال ۳۴ عالم کسکو کہتے ہین جواب جاننے والیکو
کہتے ہین سوال ۳۵ عاشق کسکو کہتے ہین جواب جاننے والے پہچانتے والیکو کر
جلانے والیکو کہتے ہین کہ ساتھہ علم کے اور ساتھہ عمل کی خود کو فنا کیا ہو سوال ۳۶
عارف کسکو کہتے ہین جواب جاننے والے پہچاننے والیکو کہتے ہین سوال ۳۷

اور قلندر کسکو کہتے ہین جواب ہر کہ تجرید اور تفرید مین کمال رکھتی اور عادت ہیولی اور عا
نفسی کی تخریب کی کوشش کر رہا ہو سوال ۳۸ سلطان کسکو کہتے ہین جواب جو
حکام اور واجب کو غیر بانٹے اور حقیقی وہ ہی کہ جو غیر نہ بانٹے سوال ۳۹ سراپا
فقیر مین چہل تن کون ہین جواب اس صراحت سے شمار کرلو۔ کل جسم۔ کل گوشت۔
کل استخوان۔ کل خون کل موی بدن۔ دماغ۔ دل۔ جگر۔ شش۔ طحال۔
زبان۔ چشم۔ کان۔ گردہ۔ پستان۔ مینی انگشت دست۔ یہ سب چالیس
تن ہین۔ سوال ۴۰ ہم تم اور مرشد تمہارا اور علیؑ اور محمدؐ اور اللہ۔ یہ پانچون کون ہین
یا سب جدا ہین یا سب واحد جواب۔ تعینات مین جدا ہین عدم مین ایک کوئی
جدا نہین نہ مین عبد اور نہ وہ معبود وحدت الوجود ہی تعینات مین شاہد و مشہود ہی
والا ہو الباطن ہو الظاہر ہو الاول ہو الآخر جیسا کہ ایک جسم کی وہ چہل تن ہین ویسا ہی
اُس ایک کی ہیجدہ ہزار مخلوق ہی ماسوا اللہ کے کوئی نہین ہی جو دوسرا شریک
اُسکا کیا جاے پس ذات یہو کی لاشریک اور محیط عالمیان شش جہت کی ہی
اُسپر دلیل یہ ہی کہ اگر شش جہت کی سوا اور جہت ہوتی تو دوسرا بھی ہوتا نہ ا
نشان نہ اُسکا پتا ماسوا اُسکے خطا ہی و بس۔ تعریف فہمایش ابتدائی۔ جو بات
کسیکو نہ معلوم ہو اُسکو سمجھا دینا بمقدار عقل و مقدار مذاق طالب کے ضرور ہی کہ طالب کا
شوق و اسکی نتیجہ کافی کے ہمت اور جو امر دیسے روز بروز بڑہتا ہی کہ ناکافی نہو
اور جلد فیضیاب ہو جاے غور کرو کہ یہ شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت
اسواسطے ہی کہ اسی عرصہ حیات مین اِن سبکے طی کرنیسے قلب طالب اور اوقات
ظاہر یہ سب درست ہو جائین اور بعد مفارقت روح کے طالب اپنے مرکز خاص مین

تحلیل ہوکر ایک رنگ پکڑے دوئی نہ رہی مثلاً سمجھنا چاہیے کہ سنگ ریزہ شریعت
ظرف مسی کے میل کو صاف کرتا ہی کہ اوس سی ظرف بالکل صاف اور پاک ہوجاتا ہی
اور قلعی طریقت کی بعد اُسکے ظرف پر رکہتی ہین اور جب نوشادر حقیقت کا اوپر
اُسکے چھڑکتے ہین اور رنگ معرفت وہ ہی کہ قلعی اور نوشادر کو لیکر اوس ظرف مسی کو
مرشد قلعی گر کیطرح رنگ دیتا ہی ضرور ہی کہ اول طالب باستقلال تمام حق شریعت کا
ادا کرے کہ احکامات امر و نہی کے پوشیدہ نہ رہین کہ اُس سی نجاست ظاہری
دفع ہوتی ہی جیسا کہ سابون کپڑے میل آلود کو صاف کردیتا ہی بعد اُسکے طریقت کو
اختیار کرے کہ اُس سی تزکیہ باطن خصائل مذموم سی ہوتا ہی کہ جیسا شیشہ عرق گلاب
مین گدر پیدا ہوجاتا ہی جب اُسکو صافی سی چھانتا تو وہ گدر اُس سی جدا ہوجاتا ہی اور
دل صاف مثل آئینہ طریقت سی ویسا ہی ہوگیا ہی گویا طریقت صافی ہی بعد اُسکے
حقیقت کو دیکھی سمجھے کہ اصل اصول جیسا ہی جس جنس کی خریداری منظور ہوتی ہی اُس
جنس کی طرح طرح کا نمونہ دیکھتے ہین کہ کون کسطرح کیا ہی الغرض یہ تینون منزل سخت ہین
اور مجموع انسان بھی تین چیز سی ہی نفس اور دل اور روح اور ہر تینونکو ایک ایک منزل
علیحدہ ہی یعنے نفس کو شریعت اور دلکو طریقت اور روح کو حقیقت سی واسطہ ہی
کہ بے بدرقہ شریعت دروازہ طریقت کے اندر نہین جا سکتا اور بے طریقت کے
راہ حقیقت کی نہین پا سکتا اور جبکہ طالب ان تینون منازل کو طے کرلے تب بعد ان
اسرار معرفت مین گذر کرسکتا ہی اگر کوئی چاہے کہ بدون اُن تینون منزلون کے
کسی معرفت کو پہونچے ہرگز بعد منضبطہ سی ممکن نہین البتہ فیض وہبی وہ دوسری بات ہی
کہ جیسا عاشق اللہ کے مین تحقیق کہ جیسا میلان کثرت کو طرف وحدت کی ہی ویسا ہی

مظہر وحدت کو ساتھ ظاہر کثرت کے ارشاد ہوا ہی تعالی کو کہ جو مغلوب ہی وہ اشارہ فرماتا ہی کہ جو کوئی ایک وجب میرے سامنے جھکتا ہی اُسکے سامنے دو وجب جھکتا ہون ایسا ہی وہ ہر عمل مین عبادت [illegible] مین افراط کرتا ہی طالب کو ضرر دیتا ہے

علم نر آمدہ عمل مادہ ‌ ‌ دین و دولت بدو شد آمادہ
کار بے علم بار و بر ندہد ‌ ‌ تخم بے مغز ہم ثمر ندہد

اب یہ سُن لو کہ سات سمندر باہم ملے ہوئے ہین اور موج انکی ایک دوسرے سے نہین ملتی کیا قدرت ہی کہ باوجود وصل کے رنگ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ظاہر ہی اُس سے لطافت کثافت ہر رنگ کی ظاہر ہی اور ایک دوسرے کے ذائقہ مین بھی فرق ہے مین ہی یعنی شیرین تلخ شور پھیکا اور عمل تاثیر مین بھی فرق ہی کوئی ہاضم کوئی ثقیل اسیطرح جسے ساتون مین فرق ہی غور کرو کہ خوبی یہ ہی کہ جو خیر عین ہو جاوی موقع فصل کا نہ ہے کا الواحد بنے۔ بمصداق اس مصرعہ کی ؎ دو رنگی چھوڑ دی ایک رنگ ہو جا اور ظاہر ہے کہ جب مرکز ہے تو بعد مفارقت کے یہ رخ اسلام اور کافر کے دونون متصل مرکز ہونگے مگر ایسا کہ مرکز خاص کے حاشیہ سی اسلام ملا اور اسلام کے حاشیہ سے کفر ملا تو درمیان مین اسلام حائل رہا مثلاً دودھ کو پانی مین حوض کے چھوڑ دو تو وہ ملکر ہمرنگ ہو جائیگا گر تحلیل مین کلام ہے مثلاً چاول کی بیج حوض پر آب مین چھوڑ دو تو وہ اپنی جگہ بیچ جمع ہونگی گو بظاہر اتصال پانی سی ہی مگر درحقیقت کناری وہ بیج جدا ہی رہینگی وہ کفر ہی اور دودھ پانی مین حوض کے ملجائیگا وہ اسلام ہی اور یہ لحاظ کرنا چاہیئے کہ شخص طالب کی مذہب والا ہو جبتک وہ اپنے پہلے مذہب کو دلسے ترک نہ کریگا اور کوڑا کبڑا اسا صاف ہوکر اس مذہب کو اختیار نہ کریگا ہرگز دوسرا رنگ اسمین نہ آویگا

قدا۔

یعنے مقصد کو نہ پہونچیگا یعنے کیسا ہی شہسوار ہو دو گھوڑون پر بدفعہ واحد سواری نہین کرسکتا پس ایسی حالت مین ضرور ہے کہ طالب مذہب پیر کو اگر شوق کامل رکھتا ہو بیدریغ اختیار کرے کہ اس مذہب کو عشق اللہ کہتے ہین اور لقب اسکا صوفی ہے سب مذہبون سے علحدہ اور نزد خلق راہ راست سمجھے یہ بیت مشہور ہے

ہفتاد و دو طریق جسکے عدد سے ہے
صوفی ہے وہ طریق جو باہر حساب سے ہے

یہان کچھ تکرار نہین پردہ مین یار نہین آنکھ دل کی بے غبار ہے دیدے کے بکار ہے حضرت نظام الدین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ عجمی فرماتے ہین مثنوی

کلیم من بہ بتخانہ آزادہ
چہ بیند خودی بیخود افتادہ

نہ قائل بہ کفر و نہ ثابت بدین
جبین پر از [illegible] دلم پر ز کین

نہ خوردہ شرابے بہم شربان
نہ جستہ ثوابے ز ہم مذہبان

نہ بازاہدان اتفاقے مرا
نہ فاسقان بہ نفاقے مرا

نہ مسجد قبولم کند نے کنشت
نہ دوزخ بود جائے من نہ بہشت

نہ خانہ خوش آید نہ صحرا مرا
نہ باکس قرارے نہ تنہا مرا

بہر مجلسے ذکر خیرم برند
گہے کعبہ و گہ بہ دیرم برند

ز بس خو گرفتم بہ آوارگی
ز خود دل بکندم بیکبارگی

شدہ مونسے بزم تنہائیے
من و بادہ و بادہ پیمائیے

من و نشہ بادہ الفتی
من و ساقی و کنج بے آفتی

من و آشنائی ز بیگانگی
جنون رسائی و دیوانگی

حریفم بجز مے مبادا کسے
انیسم بجز نے مبادا کسے

نوای دلم نالهٔ نی بود
جنونی رسا آتشم می بود

نشاید چو دیوانه دلگیر خوش
کنم دل بآوازهٔ زنجیر خوش

رساند بگوشم خدا نالهٔ
نسوزد بداغ دلم لالهٔ

مبیناد درد غمارم خدا
هردم بجز می مبادا دوا

بود ظرف سینه ام جام می
نگنجد درو جز تمنای می

چنان پر شده شیشهٔ دل ز می
ندانم که شب کی شود روز کی

بناکم بیا سخت خاکستری
سرشتش به خوناب چشم تری

اهم چنان روح در تن رسید
که آتش زگرمی سوی دل دوید

عناصر چی فی الجمله ماده شد
روان در رگ و ریشه ام باده شد

بیاکیم مطلقا باک نیست
غذایم بجز شیرهٔ تاک نیست

سرما و فتراک جانانهٔ
که دستی بگیرد به پیمانهٔ

بیا ساقیا ای لبها چو قند
تو دارو فروشی و من دردمند

دلی مستمندم که بیمار تست
دوا شربت قند گفتار تست

بیا ساقیا ای بحرف آشنا
مکن لفظم از رنگ معنی جدا

بلفظ و به معنی همه بادهٔ
بر ویم در فیض بگشادهٔ

بیا ساقی ای مجلس آرای من
بیا صاحب دین و دنیای من

فدای سرت هرچه داریم ما
که خواهان بوس و کناریم ما

شب و روز در سوز و ساز تو ایم
تو معشوق ما عاشق از تو ایم

دلم خواهای دلبر بی بدل
که خوانی ز سوز محبت غزل

غزل

بود رام نام دلآرام ما / نگردد ندانم چرا رام ما
صبا در حریم تو نامحرم است / بگوشت رساند که پیغام ما
چو گل بشگفد غنچهٔ دل ز شوق / اگر لب کشائی به دشنام ما
صنم می پرستم صنم دوستم / برہمن چه خندی بر اسلام ما
برم بر زبان نام تو هر زمان / که نام تو شیرین کند کام ما
اگر بزم افروزی از شمع وصل / برد روشنی صبح از شام ما
نهی غیر را جام عشرت بکف / کنی پر ز خون جگر جام ما
بیفتد دل ما بدام کسے / شود جوهر دل گرد ام ما
بجز مشت پر چشم دامم ندید / ز بس کهنه شد رشتهٔ دام ما
کند صیدم آخر خط نو خطے / نه آغاز پیدا نه انجام ما
باین جلوها گر درآے ز در / کند جلوه پاشی در و بام ما
زمی جام پر کرده خندید و گفت / که غازی همین است انعام ما

جاے غور ہے کہ اہل دلکا کیا کلام مین ولولہ ہوتا ہے کہ جس سے شوق ٹپکا پڑتا ہے جبکہ عشق صادق ہے تو کچھہ اٹک نہین ایسے مقام پر دل طالب کا خود پیر ہو جاتا ہے بمصداق اس مصرعہ کے ؎ شاگرد باش عشق ترا اوستاد بس ؎ اگر طالب بے علم اور بے کسب رہا اور دنیا سے فانی ہو کوچ کر گیا تو جیسا ذکر بالا اختلاف رنگ ڈہنگ کا تسطیر ہو چکا ویسا ہی خلوت عام اُسکے ساتھہ بھی بخاتمہ شمار نہوگا موافق رباعیات ذیل عمل پیرا ہونا طالب کو ضرور ہے ۔ رباعی

بشنو سخن از کعبه و از دیر مکن
در وادی شک چو گمرهان سیر مکن
ره شیوهٔ بندگی ز شیطان آموز
یک کعبه گزین و سجدهٔ غیر مکن
معشوق عیان بود نمیدانستم
خود تفرقه آن بود نمی دانستم
گفتم بطلب بجای برسم
با من عیان بود نمیدانستم
ای آنکه همیشه در جهان می پوئی
آن سعی مرا چه سود دارد گوئی ؛؛
چیزیکه تو جویانِ نشان اوئی
با تست همین تو جای دیگر جوئی
گفتم ملکا ترا کجا جویم من
وز خلعت تو وصف کجا گویم من
گفتا که مرا مجو بر عرش و بهشت
نزد دل خود که در دل تویم من

پس سمجھ کر اور زیادہ وحشت ہوئی ہے کہ تمام عمر کیا کرتا رہا ہاے کیا وقت ہاتھ آئیگا اور جو باقی بھی ہے اُس کو فرصت کہاں پچاس گذشتہ ہے رباعی

یک چند بسوی کعبه گشتم مایوس
یکبار به بتکده شنیدم ناقوس
یک گام نیامدم بسوی تحقیق
ای عمر عزیز مفت رفتی افسوس

سنو برادرمن حیات ابدی مین جو توشہ کام آئے اُسکی فکر لازم ہے ورنہ اوقات حیات مستعار کے بعد مرگ وہان ضایع ہوگی مثال یہ کہ بلندی اور پستی کی شان مین کسقدر فرق ہوتا ہے اور غفلت اور ہوشیاری کا کیا نتیجہ ہے سونی اور جاگنے کا فرق بین ہے سفیدی اور سیاہی مین کسقدر تفاوت ہے شیرین اور ترش مین کیا نزاع ہے گرمی اور سردی مین کیا بعد ہے سکون اور حرکت مین کسقدر فاصلہ ہے ایسا ہی اُس تجلی باکیف اور وصل بے کیف مین بے مزگی ہے بس چاہیے کہ طالب اپنی عمر کو ضائع نہ کرے حضرت شاہ خلیل الرحمن حسنی سلمہ الرحمن جالیہ انسوی امام

اعظم صاحب کی اولاد سی سرشار رہتی ہین وہ فرماتے ہین۔ ابیات

این تصرف از تلطف دور نیست   نیست در عالم که وی مامور نیست
دیده ام من عام و خاص و عالمی   نیست خالی از تصرف یکدمے
عام بے علم اند از اسرار غیب   خاص را مکشوف شد اسرار غیب
آنکه بے علم است بیخود میرود   بر رہ امریکه از آمر رود
وانکه را علم است داور محرم است   راه حکمش رفت گو بیش و کم است
وانکه خاص الخاص درگاه ولیست   فارغ از فرداؤ امروز دوئی است
بادهٔ عشقش جهان از خود ربود   گشت تعمیل دگر واقف نبود
آنکه شد فانی بذاتِ پاک او   جمله شد آزاده و بیباکِ او
فعل کز فانی حق صادر شود   هم بعینه فعل ذات حق بود
فاعل و مفعول و فعل اینجا یکیست   لنگ شد پاے قلم گو خوش نگیست
فانیٔ حق امر حق میکند   هر زمان بانگ انا الله میزند
خود شود رقاص و خود از خود بود   خود بود قوال و خود بیخود بود
خود بود ساقی و خود پیمانهٔ   خود بود صهبا و خود مستانهٔ
خود بود لیلا و خود مجنون بود   خود بود دلدار و خود مفتون بود
این جهان و آن جهان خود نور اوست   آنچه می بینی همه معمور اوست
خود مقیم و خود قیام و خود غریب   خود طریق و خود بعید و خود قریب
خود بخود هر دم تصرف میکند   خود بجالِ خود تلطف میکند
خود خلیل کعبهٔ مهر و صفا   خود حبیب ذات پر نور خدا

جان خود در کار بازد والسلام	هر که او در کار خود باشد تمام ؎

حکایت مریدکه در چلیم افتاده بود مگر اعتقاد تمام میداشت و کارش بالاخر رسید

یہ حکایت شیخ لال بگوش ہوش استماع پرسن لینا ضرور ہی کہ وہ ملتان مین ایک شخص تھا اور وہان اسکے پیر کا بھی مکان تھا مگر ایسا اتفاق ہوا کہ وہ شخص پیر کا مرید تو ہو چکا تھا نوبت تعلیم مرشد کی نہ آئی تھی کہ فکر معاش سی وہ پریشان تلاش نوکری مین دوسرے ملک کو چلا گیا اس عرصہ مین پیر کا انتقال ہو گیا مرید دس برس کے بعد آیا وہ سنا کرتا تھا کہ غیبت مین بھی فیض مرشد کا جاری رہتا ہے وہ اسبات پر اعتقاد لا کر ایک روز پھول مٹھائی لیکر قبر مرشد پر گیا پھول مٹھائی قبر پر رکھہ کر فاتحہ پڑھنی لگا جب فاتحہ ختم ہوا تھا آنکھہ سی کیا دیکھتا ہی کہ ایک چوہا آیا پھولونکو گرا دیا مٹھائی کھانی لگا اسنی دلمین تعجب کیا کہ پیر سی اسوقت کچھ بھی نہو سکا یہ خطرہ گذرا کہ چوہا زبردست ہی افسردہ دل ہوکر گھر چلا آیا اُس روز سی وہ چوہونکو عزیز جانتا تھا اور انکو مٹھائی کھلایا کرتا اس غرض سی کہ پیر سی زبردست ہی انہین سی شاید مجھکو فیض ہو ایک روز گھر مین یہ چوہونکو کھلا رہا تھا کہ ایک بار بلی آئی اور ایک چوہیکو اسنے پکڑا اور باقی چوہے بھاگ گئے اسوقت اسکے دل مین گذرا کہ واہ یہ بھی خیال میرا ہیچ تھا بلی قوی دست ہی وہ اُس روز سی بلیونکو عزیز رکھتا کھلاتا پلاتا حسب اتفاق ایکدن باہر سی کتا ایک آیا اسنے بلی کو پکڑ لیا اسوقت تو یہ گھبرایا دلسے کہا کہ یہ سوچ بھی میرا غلط نکلا کتا صاحب قوی ہی اُس روز سی وہ کتونکو لاتا پاس بٹھاتا ایک روز جورو اسکے سامنے کھانا نکال رہی تھی وہ دوسری طرف منہہ پھیر کر دوسری چیز لینے کو جھکی دو ٹکڑ گرگئے تھی کھانیمین

منہ ڈالدیا اُسنے مُنہ پھیرا تو دیکھا کہ کتا کھا رہا ہی اُسنے کتّے کو خوب مارا وہ کتّا بھاگا
اُسوقت یہ دیکھکر اپنے دلمین سمجھا کہ واہ جو کچھ ہی وہ میری عورت ہی اُس روز سے
وہ اُسکی تابعداری حوصلہ سے زیادہ کرنے لگا اِس امید پہ کہ شاید اِس [illegible]
دستور ہے کہ عورت زیادہ خاطرداری سے بہک جاوے اطاعت سے باہر جاوے
چنانچہ اُس شخص کو ایک روز باہر جانیکی ضرورت ہوئی اور اُسنے کچھ نہ کھایا تھا بھوک
شدت کی معلوم ہوئی جورو سے کہا کہ کھانا دو وہ عورت سر چڑھی تھی اُسنے کڑی
جواب دیا کہ صبر کرو تیار نہین ہی یہ سنکر اُسکو غصہ آیا آپ نکالا جوتا پاؤن سی اُتار اور
اُسکو مارا کہ وہ روتی ہوئی باہر کو بھاگی اُسوقت یہ دل مین منفعل ہوا کہ یہ سب خیالات
گذشتہ میری تھین دوسرا نہین جو کچھ ہون مین ہون افسوس کہ مینے بیجا امید مین
اوقات خود ضائع کی غرض اُسدن سے وہ معتقد ہو کر بحضور مرشد اپنی دل سے شغل اپنا
شروع کیا چونکہ مادہ قابل تھا دید خود سے بے تعلیم پیر کے چند روز مین ولی کامل ہوا
اب وہ شیخ لال شاہ البیلے ولی اُس جوار مین مشہور ہین چنانچہ انہون نے زیست تک
اِس دو ورقہ لیل و نہار مین بسر کی بیمار ہوی جب موت قریب آئی تو اپنے [illegible]
یہ وصیت کی کہ جب روح میرے قالب سی مفارقت کرجاوے تو مجھے غسل و کفن دیکر
جنازہ بنا کر رکھنا اور اُٹھانا نہین کچھ توقف کرنا تا آنکہ ایک شخص اجنبی نقاب پوش آ دیگا
جب وہ کاندھا میرے جنازہ کو لگا دے تو پھر جنازہ کو قبر پر لیجانا اور دفن کردینا
الغرض وہ مرگیا جیسا کہ وصی کیا تھا انہون نے جنازہ تیار کر کے رکھا منتظر اُس
نقاب پوش کے رہے بعد تھوڑے عرصہ کے ایک شخص منہ پہ نقاب ڈالے آیا
اور کہا کہ اُٹھاؤ لوگون نے یہ سنکر ساتھ اُس اجنبی کے تین شخص دوسرون نے [illegible]

جنازہ اٹھاکر قبر تیار تھی وہان لیگئے وہ اجنبی پہلے قبر مین اُترا اور دوسرا شخص بھی اُترا اور اُس مردہ کو قبر مین روبقبلہ لٹایا اور منہ اُسکا کفن سے کھولدیا اُسوقت اس اجنبی نقاب والے نے بھی اپنے منہ کو نقاب دیا اور مردہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ سلام علیکم اب ہم رخصت ہوتے ہین مردہ نے سُنکر جواب دیا کہ علیکم السلام بعد اِس جواب کے وہ اجنبی باہر قبر کے آکر سب کی نظر سے غائب ہوگیا مگر اُسوقت جو لوگ حاضری مین اُس نقاب پوش کے جسنے کہ منہ کھولا تھا موجود تھے ساتھ غور کامل کے دیکھا کہ اُس مردہ اور اجنبی کی ایک شکل بعینہ تھی ذرا بھی فرق نہ پایا غرض اُس قبر کو بند کردیا اِس دید پر سبکو تحقیق ہوا کہ درحقیقت وحدت کو کثرت سے اسقدر اتحاد اتصالی ہی یعنے وہ خود ہی خود تھے بمصداق اسکے کہ ایک روح دو قالب اب یہ مقام دم زدن کا نہین ہے خیال کرو کہ آغاز وہ تھا سبب عقیدت کے یہ انجام ہوا تو طالب کو پوچھنے کی بات یہ ہی کہ تعلیم قلبی تو بڑی چیز ہے مگر مرشد کی رہنمائی غرض اگرچہ اعتقاد عجب چیز ہے بدون مرشد کے ارکان اور مطالب بعض بعض حل نہ ہونگے خیال کرو کہ وہی فیض دو طرح سے ہی اول تو یہ کہ روح طالب کو فیض بطور الہام کے ہو اور دوسری صورت یہ ہی کہ مرشد کامل ہی اور مرید لایق اور اعتقاد میں اچھا ہی اُس پیر نے اپنی فرصت کی کمی نظر کر کے ساتھ تائید مقدر مرید کو مرشد نے ایکدم مین بشوق تمام آنکھ دیکھکر اُسکو سراپا رنگ دیا اور بعینہ شکل مرشد کو وہ رنگ آگیا یہ بات کم ہوتی ہے دونون صورتین شاذ ہین مگر اِس تیسری صورت کسبی سے تو فیض عام ولایت علی مرتضی کا جاری ہی اور رہیگا لیکن تاوقتیکہ طالب کا تصور رہبر اور پختہ نہو کیونکہ وہ شی عشق ہے مجازی ہو یا حقیقی بے بدرقہ زور کے منزل کو ۱۰

نہ پہونچیگا اِس مقام پر مرشد مجبور رہتا ہی تاہم صحبت مرشد سے قال مرید کا ایسا
ہوجائیگا کہ مرید بظاہر روٹی کما کمائیگا قول کے سوا فعل اور حال سی مجبوری ہوگی ۔
قول بیت کے بیت صوفی شدی وشیخ شدی ودانشمند ۔ این جملہ شدی ولی
مسلمان نشدی ۔ اور جبکہ مرشد طالب کو بخوبی تعلیم کرچکا اور طالب نے اُس تعلیم
نظر کرکے محنت کی ترقی اپنے شوق کی چاہی اور مطلوب کے دید کا شوق بڑا
تو پھر سبھی کام انجام پاوینگے مختصر یہ کہ کان رکھہ مقام رفعت پر کہ سلطان حقیقی نے
حاکم نفس کو امدادسی لشکر حواس عشرہ کیواسطے درستی ملک دل اور انتظام عالم آبو
گل کے سونپا اور اُسکو اوپر اُس لشکر کے مسلط کیا تا ہر یک اُن اعضاؤن سے
کہ تابع اُسکے ہین جو کام کہ فرماے بجالائین کہ اِنْ کَانَ خَیْراً فَخَیْراً وَاِنْ کَانَ شَرّاً فَشَرّاً
پس چاہیکہ فرمانبرداری حکم عالیشان الہی کو نتائج بے انتہا جانکر نگہداشت اور
حراست مین اُس ملک کی کوشش کرین اور ہر ایک سپاہیون سی اُس لشکر کے
اور سردارون سے اُس فوج کے اوپر ہر ایک کام کے مقرر کیا ہی حاصل
کرین کسب وریاضت کے سعی بلیغ کرین کہ کوئی ایک دزدون شیطانی اور رہزنان
نفسانی کو اوپر حال رعایای قوای ظاہر و باطن کے ہاتھ ظلم کا دراز ہو تا حاصل
کرنے مین نقود عرفانی کے خلل نہ پڑے اور اندیشہ کرے کہ حالات اس ملک کے
ذریعہ سی دفاتر کراماً کاتبین کی دمبدم عرض معلی مین پہونچتے ہین اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ
کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اگر احیاناً زیادتی سے مستی شراب ہوس یا بی
غفلت کے کہ نشہ ریاست کا ہی فتنہ آمدنی مین اُسکی راہ پاوے اور خیانت خزانہ
مین امانت کی ظاہر ہوئی حقا کہ دیوان روز جزا مین آگے مستوفی قضا کی خجالت کھینچے

اور بہ سبب جرم بے فرمانیکے غضب سلطانی مین گرفتار ہوے اور جو کہ حساب سی پاک ہی اسکو محاسبہ سی کیا خوف فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ کان رکھہ - غذا اہل ظاہر کی بلا اہل معانی کے ہی اور بلا اہل معانی کے غذا اہل ظاہر کی ہی اور وہ رنج سے حاصل ہوتی ہی اور یہ رنج ہی کہ دیگ دلکو اوپر مجمر آتش کے رکہتے ہین اور دانہ معرفت حق کو اُسمین ڈالتے ہین اور اسکو ہواے دامن شوق بہڑکاتے ہین اور پہیر مصالح شریعت کا اُسمین ملاتے ہین اور سرپوش طمانیت کا اُسپر ڈہانپتے ہین تا جوش اُسکا باہر نہ جاوے اور بو اُسکی دماغ نا اہلون تک نہ پہونچے پس شدت بہوک کی اس طعام سی دفع کرتے ہین مَنْ ذَاقَ عَرَفَ اس سبب سے ہی کہ پراگندہ نہین ہوتے ہین اور مستغنی رہتے ہین کسواسطے کہ تہیۂ اسباب غذا کی کنجی صبر و سکونت کی ہی ساتہہ دوسری چیز کے احتیاج نہین رکہتے کان رکھہ دنیا ایک باغ ہے اور ہم بلبل اور جب بلبل خزان دیکہتی ہی گلزار سی کنارہ کرتی ہے بوالہوسی ہماری دیکہہ کہ رنگ چمن سی اُڑتا ہی اور دل ہمارا مکدر نہین ہوتا ہی یعنے باوجود ایسی بے اعتباری دنیا کے طبیعت ہماری اُسپر جمی ہوئی ہی - کان رکھہ ظاہر مین آدمی کے پوست ہی اور باطن مین آدمی کے دوست اگر چشم ظاہر کہولی تو پوست دیکہے تو اور اگر چشم باطن سی ناظر ہوے تو تو دوست دیکہی تو چشم دوسری کہول کہ ہمہ اوست دیکہے تو آیۂ کریمہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ؕ کان رکھہ دل ایک دریا ہی کہ پانی اُسکا خون ہی اور اسکو ندی ایک ہی کہ نالہ اُسکا جمنا ہے در بے بہا سوا اُس دریا کے نہین ملتا ہے اگر اہل درد سی ہے تو محنت اور مشقت کر اگر سست ہمتون سے ہے تو چپکا ہو حسرت کیا کر کان رکھہ

توبہ گناہون سی اُسوقت سزاوار ہے کہ اپنی کو نیک لوگون سی شمار نکرے اور تکیہ اوپر حق تعالےٰ کے نہ رکھی اور توبہ اوپر تین قسم کے ہی پہلے توبہ مطیع وہ بہت دیکھنے ہی طاعت کی دوسری توبہ عاصی وہ تھوڑا دیکھنے سی ہی گناہ کے تیسری توبہ عارف وہ قیمت کرنا اپنے حال کا ہی اور ادا کرنا شرط بندگی کی آیہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا کان رکھہ مسجد مقام نمازکی ہی دل جاے نیاز کے وہ جای خرقہ پوشونکی ہی اور یہ جای مے نوشونکی ہی وہ جاے امامت ہی اور یہ جای ملامت وہ جای سجودکی ہے اور یہ جاے شہود وہ جای رکوع کی ہی اور یہ جای خضوع کی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا الصَّلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ای عزیز مین پسند خداوند وہ ہی کہ نماز کو ساتھہ نیاز کے ادا کرے تو اگر قضا ہوئی پھر ساتھہ عاجزی کے پیش آوی تو کان رکھہ زندگانی مایہ شادمانی کا ہی اور گرداب پریشانی کا اور وہ اوپر تین قسم کے ہی اول زندگانی بیم کہ راہ مرگ کو غش وخار محرم سی پاک کرتی ہے آیہ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ دوسری زندگانی امید ہی کہ مرکب نفس کو واسطے تہیہ سفر کے مستعد رکھتی ہی تیسری زندگانی دوستی کہ سبب آزادی اور خوشی کے ہی خوش وہ دل کہ قطرہ ایک اِس آبحیات کا پیا اور خلق خدا سی دور رہا اور وہ خدا سی واصل ہی اور جو کچھ کہ سواے اسکے ہی گرداب اور پریشانی ہے جس شخص کو ان چیزون سی ایک بھی حاصل نہین مرگ اسکی آسایش ہی اور زندگانی سبب رنج والم جو نفس کہ یاد مین اسکی ہی مایہ سرور ہی اور لمعہ نور وگرنہ شعلہ تنور کان رکھہ سبب غرور دنیا کا دو چیز ہی اول شرافت نسب وہ کار بیجا محل ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ لَا تَتَّكِيْ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِعْمَلِيْ اِعْمَلِيْ دوسرے امتیاز حسب وہ اوپر چار طور کے ہی اول غرور علم کہ دوزخ تکبر کا بہرہ ہے

مولوی گرچہ تو آگہ نہین		کون ہی تو اور کیا ہی ای مسکین
جب نہین اپنی خبر ای بی شعور		پس نکر تو علم ظاہر پر غرور

العلم حجاب الاکبر شان مین انہون کی ہی دوم غرور قوت کہ خصلت چارپایون کی ہی سوم غرور حسن کہ مانند سایہ ابر کے ناپائدار ہی چہارم غرور دولت کہ شراب خود بینی کا خم ہی اور مستی کا شعلہ شمع افروز اسکو غرور اعظم کہتے ہین فرعون اسی شراب کی موج مین غرق ہوا نمرود اسی دہوئین سی آتش مین ہلاک ہوا لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کان رکہہ اہل گفتگو کو کوچہ ہمن و تو کے منزل خدا مین راہ نہین دیتی اور اہل دلکو صحراے جستجو مین سرگردان نہین کرتے اور پردہ حجاب کا آنکہہ سی اسکی اٹہاتے ہین اور تحفہ طمانیت کا پیش کرتے ہین یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً پس اگر جمعیت چاہتا ہی تو آگے خاموشون کے جا اور اگر وحشت چاہتا ہی تو بات بیہودہ گویون سے سن کان رکہہ زندگانی ہرچند تلخ ہی لیکن ساتہہ غفلت کی شیرین معلوم ہوتی ہی مرگ ہرچند شیرین ہی لیکن ساتہہ غفلت کی تلخ دکہائی دیتی ہی وَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ افسوس اوپر حال اس شخص کے کہ زندگانی کو شیرین سمجہا اور مرگ کو تلخ جانا اور کوزہ زہر کو عوض مین زہر خالص کے خرید لیا کان رکہہ اے عزیز میرے عاقل وہ ہی کہ بہرہ تفکر سے نہ رکہی تِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ اور وہ اوپر تین طور کی ہی اول تفکر حرام اور وہ اوپر تین طرح کی ہی پہلا تفکر ذات حق تعالی کہ سبب حیرت کا ہی لَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ وَتَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَآءِ اللّٰہِ دوسرا تفکر انجام کار مین کہ حکم مصلحت اسکا تہمت ہی اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسٰکِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۤءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا تیسرا تفکر اسرار حق کے اور وہ نہال دشمنی کا ہی آیہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ دوم تفکر مستحب اور وہ تین قسم کے ہی پہلا تفکر صنعتونمین اسکی کہ مورث حکمت کا ہے اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا دوسرا تفکر عجائبون مین وہ شیشہ بصیرت کا ہی آیہ اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۤءَ بِنَاۤءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۤءِ مَاۤءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ تیسرا تفکر واجب وہ اور تین طرح کے ہی اول تفکر نعمتون مین اپنی وہ سبب تعظیم فرمان عالیشان خدای عزوجل کا ہی وَاَنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا دوم تفکر عیبونمین اپنے وہ مصدر شرم کا ہی كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا سوم تفکر عرض نامہ اعمال مین اور اور دیکھنا صحیفہ افعال کا اور وہ منشا خوف کا ہی اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کان رکھہ آدمیون طول امید کو تدبیر گنتے مین اور تدبیر کو ساتھہ تقریر کے والتی مین کسری کو بنانے مین ایوان کے کیا تدبیر تھی اور افلاطون کو تقریر فلکیات کی کیا فائدہ رکھتی تھی اور فرزند دل پسند تدبیر وہ ہے کہ رضا مین حق تعالے کی کوشش کرے تو تا برقع شرمندگی کا نہ پہنے تو رضی اللہ و رضوا عنہ اب آگے تو جان اور تیرا کام جانے ترغیب اگر طالب کا دل فہمایش سی انگیختہ ہو تو اسکو ترغیب اس طور پر دے کہ وہ اپنی پہلے خیال سی گذر کر شوق دل پیدا کرے اور طبیعت اسکی مستعد اور آمادہ ہو جاے کیونکہ طالب کو تین باتین ضرور مین اول تو شوق دوسرے آمادگی تیسرے استقلال ہر حال مین تا وقتیکہ یہ تینون باتین طالب نہو گی سخت مشکل ہی ایسی حالت مین مرشد کو ترغیب کی تکلیف ضرور جیسا کہ حکایت مشہور ہے

حکایت مشہور ہی کہ روز جمعہ کا تھا اور وقت نماز کا آگیا حضرت رابعہ بصری ایک ہاتھ مین پانی اور دوسرے ہاتھ مین آگ لیکر مکان کے دروازہ کے باہر کھڑی ہوئین اس عرصہ مین ایک غول اتنی لبشر کا کہ وہ سب نمازی تھے جامع کیطرف چلی اُس غول سے ایک شخص نے کہ رابعہ بصری سی ملاقات رکھتے تھے بعد ادائے سلام کے ہنسکر پوچھا کہ یہ وقت نماز کا ہی اور تم ہاتھو مین کیا لیئے کھڑی ہو جواب دیا کہ مین اِس ارادہ سی کھڑی ہون کہ بہشت کو آگ سی جلا دون اور دوزخ کو پانی سے بجھا دون تب دنیا دارون کی نماز خالصاً لوجہ اللہ ہو ورنہ یہ نماز کوئی شخص بامید بہشت اور کوئی باندیشۂ دوزخ پڑہتا ہی ایسی نماز اللہ تعالی کو پسند نہین ہی کہ وہ لوگ بہشت اور دوزخ کیواسطے پڑہتے ہین خدا کی بندگی کیواسطے نماز دوسری ہے غرض وہ غول یہ کلام رابعۂ بصری کا سنتا ہوا چلا گیا بعد نماز کے وہ سب واپس پھرے حضرت رابعہ نے دیکھکر کہا کہ شکر چالیس آدمی اِہمین دیندار ہین کہ اُنکے دل آج نور ایزدی سے روشن ہو گئے انھین سے کسیکی کچھ جواب نہ دیا چلے گئے دوسرے جمعہ کو حضرت رابعہ روئی سے اپنے دونون کانونکو بند کیئے کھڑی تھین وہ روشندل اب اِس غول مین نہین تھے فقط باقیماندہ اُس مجمع کے چالیس جب قریب حضرت رابعہ بصری کے آئے تو انھین سے ایک نے آواز بلند سلام کہا جب جواب نملا تو دوسری بار کہا پھر بھی جواب نملا تو تیسرے بار پاس آکر اور ہاتھ پکڑکر سلام کہا سلام کا جواب دیا اُس شخص نے پوچھا کہ آج کانون کو روئی سے کیون بند کیا رابعہ بصری نے یہ کہا کہ اُس جمعہ کو اِن شخصون نے دل سی میری سنکر عمل نہ کیا اب مین اِنسے کلام کرنا مکروہ جانتی ہون

پہونچے لوگون کانونسے عجب ہین یہ سنکر وہ لوگ کہ وقت نماز تنگ تھا مسجد کو
گئے بعد نماز کے وہ سب واپس چلے حضرت رابعہ نے جو دیکھا تو انمین سے
تیس آدمی جو اُس غول مین تھے اُنکے چہرے نور قدسی سے چمکنے لگے غرض کہا
کہ شکر ہے کہ آج انمین سے تیس آدمی اور دیندار نکلے وہ لوگ بہ غنیمت ہوئے باشوق
چلے گئے تیسرے جمعہ کو وہ پیش نہ آئے باقی بیس بشر جو اُس غول کے باقی تھے بارادہ
نماز آئے سب نے دیکھا کہ رابعہ بصری نہین ہین وہ سب دروازہ پر کھڑے ہوئے
ہین انمین سے ایک نے آواز دی کہ ہم لوگ مشتاق قدم مبارک کے ہین حضرت
رابعہ بصری یہ سُنکر آنکھونمین پٹی باندھکر باہر آئین اُن سب نے بعد ادائی سلام کے
پوچھا کہ آج آنکھونمین پٹی باندھی جواب دیا کہ پہلے تم لوگ اورونکو شکل انسانکی
معلوم ہوتے تھے مگر مین تمکو بشکل جانورونکی دیکھتی ہون مین نہین گوارا کرتی کہ
تمکو بدشکلونسے دیکھون یہ سب سنکر نادم اور پشیمان ہوئے اور اس عرصہ تک
عذرات پیش کیے کہ وقت نماز کا گزر گیا اسوقت رابعہ بصری نہایت غصہ ہوئین
اور کہا تم لوگ وہ ہو کہ خدا کی حضوری سے ملاقات کو میری مقدم سمجھا اور عبث جماعت سے
نماز چھوڑی اگر تمکو خدا کا شوق ہوتا تو ہرگز تم شرکت نماز مین دیر نکرتے محض مجھسے تمکو
ملاقات کرنے نہایت نااہل ہو یہ سنکر وہ سب لوگ بہت نادم اور خستہ دل ہوئے
اور یہ کہا کہ اب ہم توبہ کرتے ہین آیندہ ہمسے ایسا قصور نہ ہوگا اسوقت اب
ہمارے واسطے دعا کرو حضرت رابعہ نے دونون ہاتھ سوئے آسمان اُٹھاکر یہ دعا کی
کہ اللہ تعالی تو ان لوگونکو توفیق نیک دے پھر اُن لوگونسے یہ کہا کہ تم اللہ کو جانتے ہو
تم دیدہ باطن اور ظاہر سے شب و روز اُسیکو دیکھو کہ سوا اُسکے کوئی دوسرا دونون

جہان مین نہین ہے اور تم اسقدر دیدۂ دل سے زور دو کہ وہ بصیرت تمھاری حلول کرجاے اُسکے نور کی تجلی مین یہانتک کہ سب خیالات تمھارے فنا ہوجائینگے اور تم اپنی ذات خود سے فنا و محو ہو جاؤ اسدرجہ کہ اصلی روح تمھاری کو تجلی اُس نور کی کشش کر لیوے یہ سُنکر ان شخصون نے کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے جواب دیا کہ عورت دوسرے سے بیعت نہین لے سکتی پھر ان طالبون نے بہت اصرار کیا چنانچہ حضرت رابعہ بصری نے اسی روز ایک شخص کو آب کشی کے واسطے مزدوری کو بلایا تھا وہ سامنے موجود تھا حضرت نے اُسکو پاس بلایا سامنے بٹھایا اور اپنے دوپٹے کا آنچل اُس مزدور کے سر پر ڈالدیا اور اُن لوگون سے کہا کہ ہر ایک تم اُسکے ہاتھ مین ہاتھ اپنا دیتے جاؤ اور اُس مزدور سے یہ کہا کہ تو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیتا جا غرض ان سبھون نے اور اُس مزدور نے ویسا ہی کیا پھر وہ سب وہان خاموش آبدیدہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس پہنچے اور وہ سات روز تک گھرونسے باہر نہ نکلے سرنگون ہو کر خیال پختہ سے رجوع دل جانب اور رجوع کیا انھون نے اپنی طرف کو اللہ تعالیٰ کے تئین اور آپ طرف اللہ تعالیٰ کے رجوع ہوگئے بس وہ مقبول درگاہ خدا ہوگئے ہر فرد دلی کا ہوا تو بواسطہ اُس مزدور کے حضرت کے فیض نے اسدرجہ اثر کیا کہ وہ لوگ فیض وہبی سے مشرف ہوے عجز اور عشق اور اعتقاد ندامت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ فہمایش اور ترغیب نے کیا رنگ دکھایا غرضکہ کچھ بھی ہو لیکن انسان کو پونجی عشق ضرور درکار ہے حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مثنوی مین یہ حکایت فرماتے ہین

حکایت

جوانے درین بزم صاحب کمال چنین کرد از مرد پیرے سوال

چو قوم شدند آن قوم پاکی سرشت   که باشند ساکن به باغ بهشت
ز احوال مردان فرخنده خوی   دماغم رسیده است با من بگوی
که آنها چه دارند در بر لباس   قماش است پوشاک شان یا پلاس
نشستند باهم چو از انبساط   چه چیز است اسباب عیش و نشاط
جوابش بداد آن اسیر هوا   که با تو بگویم سخن این ماجرا
پریشی و لبش هست انجام دار   لعمامه ندارند بر سر اعتبار
بسجاده و خرقه افتاده اند   به تسبیح دل را ز کف داده اند
بگو ماکه مرغان آن مرغزار   درود دانه سبحه بر هم شمار
جوان در جوابش درآمد بگفت   که نتوان دگر حرف حق را نهفت
بهشت شما گر همین بوده است   عبادات زهاد بیهوده است
بیا چشم بگشای و بزم ببین   بهشت برین را بروی زمین
بهشت برین بزم مستانه است   که دل بسته پیمان به پیمانه است
بآنجا که گفتی دل از کف مده   ستش نقد از دنبه نسیه نه
بیا ساقی باده پیمای من   فدای تو بادا سراپای من
تماشای رخسارت ای رشک حور   زمن هر که گردی ز نزدیک دور
مشوی آشنا زدی بیگانگی   زدی سر بصحرا ز دیوانگی
بهر گام زخود فتادی برون   چو مجنون گرفتی طریق جنون
جمال نقش کردی [illegible] ترا   طلب کردی از جان وصال ترا

اور حقیقت تو یہ ہے کہ تعلقات دنیا سے بزرگان سلف کو ہمیشہ نفرت رہی

اور وہ ہمیشہ تو متعلقات دنیا سے گریز کیا کیجے اور واقعی کہ انسان کا ایک دل
اس دل سے ایک ہی کام انجام پاویگا دوسرا کام کیونکر بن آویگا حتی الوسع طالب
ولیے تو تعلقات دنیا کو ترک کرے پھر آمادہ بطلب ہو حضرت شرف الملۃ والدین
احمد منیری قدس سرہ فرماتی ہین ابیات

گر دولت اگر ز معنی آمده است — کار دینت ترک دنیا آمده است
این هواے که پیش ازین باشد — رسم و عادت بود نه دین باشد
رانده سابقت ندانم چیست — خوانده خاتمت ندانم کیست
بر در حق نگرد روز بگرد — که بزاری شوی درین ره مرد
زانکه هر کس که دینی باشد — در طریقت بدینی باشد
راه دین خلعت و عبادت نیست — جز خرابی درو عمارت نیست
پائی کے برنهی ببام فلک — باده کی درکشی ز جام ملک
تا بود این جهان نباشد آن — تا تو باشی نباشدت یزدان
ترک دنیا گیر تا دینت بود — آن بده از دست تا اینت بود
ترا تا نفس کافر در کمین است — کجا تو ره بری آنجا که دین ست
راه بے زحمت و تعب نه بود — ماه بے عقده ذنب نه بود
نفعل الله ما یشا از هوش — ساخته بنده وار حلقه بگوش
چون تو بیماری از هوا و هوس — رحمت للعالمین طبیب تو بس

رباعی

ای صدف جوئی جوهر الا — جام جان را بنه بساحل لا
تا به جاروب لا نروبی راه — نرسی در سرای الا الله

حکایت کیا نہین حکایت اندیشہ حضرت یحییٰ علیہم السلام کی کہ طفلی مین وہ وعظ
دوزخ اپنی پدر حضرت ذکریا علیہ السلام کی زبان سے سنا کرتے کہ وہ کیسی سخت
جا ہی اور کسدرجہ عذاب ہی الغرض جبکہ والد اُنکے گذر گئے اور یہ خود نبی ہوئے تو
حالات سختی عذاب دوزخ کی کہ جو نافرمانی خدا کے سبب [illegible]
ہمیشہ رویا کرتے تھے اور ایسا روتے تھے کہ کسی دن وقفہ نہوتا تھا اور جو آنسو
آنکھہ سے انسان کی نکلتے ہین یہ خون جگر کا پانی ہوکر گرم گرم باہر آتا ہی تو آنسوونکے
سیلان سے اُنکے دونون رخسارونکا گوشت سڑ اور گل گیا تھا اور [illegible]
کلون یعنے جبڑونکی شکل ایسی ہوگئی تھی کہ جیسا منہ کھلا دہ بھیڑیا [illegible]
کہ دوسرے لوگ بسبب دہشت اور کراہت کے حضرت کی روی مبارک [illegible]
نکرتے تھے اور اگر کسینے حضرت سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے تو وہ فرماتے
کہ مین ڈرتا ہون عذاب دوزخ سے اور لرزتا ہون نافرمانی خدا سے کہ اسکا
ایسا ہی کہ روکنے والا کوئی نہین ہی تو یہ سنکر پوچھنے والا کہتا کہ آپ تو پیغمبرزادے
اور خود نبی ہین آپ کو دوزخ سے کیا علاقہ اور آپ کیون نافرمانی اللہ کی کرینگے
تو آپ اُسکا جواب دیتے کہ بندہ ملک ہی مالک اپنے کی اگرچہ کوئی نافرمانی [illegible]
نہین ہو اگر مالک اُسکا بے سبب اُسکی سزا کرے تو دوسرا کون ہی کہ اُسکو غضب
مالک سے بچا دے اور بندہ کا عذر کافی نہین ہوتا اور نہ یہ بندہ اِس لایق اور اتنا
حوصلہ رکھتا ہی کہ جو حق اطاعت ہی اُسکو ادا کرسکے اور بالفرض اگر حسب فرمان
اطاعت بھی کی اور اُسنے قبول نکیا تو کیا غلام کا دعویٰ ہے بہرحال مین ایسا ڈرتا
ہون کہ اگر مجھے دوزخ نصیب کیا تو یہ سوچ مجکو ہی کہ اُس تکلیف دوزخ کو مین [illegible]

تھا و نگا اسکو سبطرح کا اختیار ہے جس شخص سے ہمیشہ نافرمانی سرزد ہوئی ہو اگر اسکو
خدا تعالیٰ بہشت مین داخل کردے تو دوسرا کون اعتراض کرنیوالا ہے ایسا
تفضل کرنیگا دوسری بات یہی بندہ کو اطاعت اپنی اور تنبیہات پر اُسکے نظر کرنا ضرور ہے
آئندہ وہ مالک ہے پس اے طالب ایمان یہ خیال کرو کہ آدم مردہ ہی اور شریعت
غسال ہے مردہ سوائے غسال کے کسی دوسرے سے آلایش دور ہوکر پاک ہوگا
اور طریقت کفن ہے سوائے طریقت کے کوئی دوسرا تن عریان کو دوسری پوشاک سے
نہین چھپا سکتا وہ مردہ بے پردہ ننگا رہیگا اور حقیقت اُس مردہ کا مسکن ہی سوائے
حقیقت کے مردہ کو کوئی دوسرا قبر کا ٹھکانا نہین دیکھتا اور معرفت اُس مردہ کا اتصال
بجز معرفت کے کوئی دوسرا اصل مرکز سی روح اُس مردہ کی نہین لا سکتا اس جانتین
کہ زندہ کہلاتا ہی تو طالب اپنی کو آمادہ کرکے بواسطہ ارشادات پیر کے عمل پیرا ہونا ضروری ہے
اے جان برادر بات سُن مقام رفعت کے تحقیق ہوا کہ عقل دنیا اور اعتقاد عقبے
کے درمیان گمان نزاع ہے جو عاقل وہ محروم رہتا ہے اور جو بیوقوف ہی وہ بہرہ ور
ہوکر مطلب کو پاتا ہے ارشادات پر جو اعتقاد لاتا ہے وہ بیوقوف کہلاتا ہی اور
وہ عین عقل دین ہے۔ بات سُن آتش عشق جب دلمین بھڑکتی ہی بہت جلد
خرمن عقل کو جلاتی ہی اگر پانی اطمینان کا اُسپر چھڑکا جاوے آتش کاردانی ہو
کہ دین و دولت یہی ہے اور جب وہ آتش زبانہ مارے اور پانی خویش داریکا
مشکل العشق نار یحرق ما سوی اللہ حتے کہ وہ آتش آتش سی جلتی ہے
بات سُن محبت اوپر تین قسم کے ہے اول محبت دنیائی انتہا اسکی حسرت ہی دوسری
محبت دین کی کہ فائدہ اسکا بہشت ہے تیسری محبت الٰہی کہ مایہ شادمانی اور

مستمر بی غمی ہی اور یہ کام آزادون عشاق کا ہی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اگر بیغم رہنا چاہتا ہے تو محبوب ایک ڈہونڈہ کہ ہلاکی اُسکی ممکن نہوے۔ تا سالک تیرو
تو طلب کی بہی تین درجہ ہین اور وہ بے محبت کے حاصل نہین ہوتے ہین
عقلمند کو جب اوپر حقوق ایزد توانا کے نظر پڑے گوش شنوا اور چشم بینا اور دل
دانا الٹ خاموش افسردہ دل چشم تر امر و نہی اوسکے کو حق مین اپنے احسان عظیم گنتا ہی
لَا نُكَلِّفُهَا نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا جب ادا کرنیمین اُسکے اپنے کو سست پاتا ہی تو ٹکڑا
روٹی کا خوان نعمت سی اُسکی کہانا حرام جانتا ہے اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ثُمَّ
كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ پس جس شخص کا دیدہ انصاف کہلا زندگی اوپر اُسکے تنگ
ہوتی ہی اور دروازہ شرمندگی کا اوپر منہ اُسکے کے کہولتے ہین۔ بات سن وجود آدمی
مانند کشتی کے ہی اور دل مثل ملاح کے ساتہ دوربین عقل کے کشتی چوبی روان
ہوتی ہے اور یہ کشتی ہوا سے غرق ہو جاتی ہی ہوشیار رہو تا کشتی تباہی مین نہ پڑے
اور تو غرق نہ ہو طلب کو صدق درکار ہی راہ طلب مین جبتک صادق نہوی تو گرد
مین محبوبکی نہ لگنا جاوے تو اور اُسکے تین نشانیان ہین جو کچہ کہے تو کرے اور جو
چیز کہ دکہاوے تو دیکہے تو اور جیسا سی آواز دیوے تو رہے تو۔ بات سن آدمیکو
جب کام ساتہ تدبیر کے موافق پڑتا ہے اوپر تیری راے کے اپنی تحسین
کرتا ہی اور جو برخلاف ہوتا ہے حوالہ ساتہ تقدیر کے کرتا ہی شرط بندگی وہ ہی کہ اگر
کہ اگر کنوئین مین پڑے تو اُنکو اپنے کو ملامت کر تو اور اگر مرتبہ پر پہنچے تو شکر نعمت
اُسکا بجالا مَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۔ [illegible]
عارف اوپر درد اور رنج کے خوشی کرتا ہی جیسا کہ عامی حاصل ہونے سے [illegible]

کرتا ہے - بات سن - شرم پانی ہی کہ گرد الم کو دامن گناہ سی دہو ڈالتی ہی اور جامہ
نفس کو پاک کرتی ہے اور وہ اوپر دو طرح کے ہے اول شرم خلق کہ شریعت سے
زیادہ ہوتی ہی اور یہ کام مہجورونکا ہی دوسری شرم خالق اور وہ تفکر سی حاصل
ہوتی ہی اور یہ کام نزدیکونکا ہی وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ لیکن شرم خلق اکثر
طرف ریا کے کہینچتی ہی اور شرم خالق اکثر نزدیکونکو طرف خالق کے نزدیکتر کرتی ہے
بات سن ریا خصلت اس شخص کی ہی کہ آغاز و انجام سی خبر نرکہتا ہو کسواسطے کہ اگر
آمد و بازگشت اپنا جانتا رد و قبول خلق کا دلمین اسکی راہ نپاتا اور ملامت آدمیونکی
موجب الم انبساط اسکی نہ ہوتی فَضِیْحَۃُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ مِنْ فَضِیْحَۃِ الْاٰخِرَۃِ
باب سن عاقل کو ارشاد مرشد کامل کا بمنزلہ سرود ہی اور نزدیک مردم تصویر کے
بیحاصل خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ
پس اے برادر عزیز اگر اوپر ذات وصفات پروردگار اپنے کے ایمان مضبوط
لایا ہے تو اور اپنے کو وظیفہ خوار سفرۂ عام اسکا جانتا ہے تو پھر کسواسطے ارشاد
مرشد چاہتا ہی تو اور مرشد کسواسطے ڈہونڈہتا ہی تو پس اگر پیر سے طریقہ کمال معرفت
چاہتا ہی تو زیادہ شناخت سی ربوبیت اسکی اور عبودیت اپنی بندہ کو کیا دیکھائے
اور اگر راہ مواصلت ڈہونڈہتا ہے تو بندۂ خدمتگار کو ساتھ صاحب کے
کیا کام یہ کہتا ہون مین شراب موہبت الہی ہی کہ ازل سی ساغر مین دوستونکے
بیٹھے ہین اور وجود انکا ساتھ آب وگل دوستی کے خمیر کیا ہی مجھکو بجز مرشد کامل کے
چارہ نہین دیکھتا ہون تا آوارہ نہووے تو - بات سن عوام می کو جنون سمجہتے ہین
اور جنونکا نام می رکہتے ہین می وہ چیز ہی کہ قند سرور کو خم دلمین جوش کرتے ہین

[illegible]

شرابی انگور کا سبو چہ گل ہین اسکو حلق مین صاحب دلون کے پیتے ہین اور اسکو ساغر بیعقلون کی اسکو ساقی گلعذار اور اسکو ساقی پروردگار۔ بات سن۔ اے برادر عزیز مجھکو باوجود ان تمام سیہونکے کہ ساتھہ میرے ہین اپنے سے بیگانہ جانتا ہون اور تو بھی مجھکو باوجود ان تمام خصوصیتونکے کہ ساتھ تیرے ہے اپنے سی بیگانہ جان اور امید وفا کسی سی مت رکھ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ بات سن فقیر وہ ہی کہ تونگر ہے اور تونگر وہ ہے کہ طرف لقمہ دوسریکے نہ دیکھے پس جو درویش کہ غم روٹی کا نہین رکھتا ہے تونگر اور جو بادشاہ کہ خراج جہان سی لیتا ہے گداے دریوزہ گر ہے اور غنا اوپر تین قسم کے ہے پہلا غناے مال اور وہ اوپر تین قسم کے ہی وہ چیز کہ حلال سے آتی ہے محنت ہی اور وہ چیز کہ حرام سی آتی ہی لعنت ہے اور وہ چیز کہ قدر مایحتاج سی زیادہ ہوتی ہی عقوبت ہی۔ دوم غناے دل وہ بھی اوپر تین قسم کے ہی تمنا دنیا سی بہتر چاہنا اور مراد ایک بہشت سی خوشتر طلب کرنا اور آرامگاہ ایک آسمان و زمین سی دوسرا ڈہونڈہنا علامت اسکی خوشنودی ہے ظاہر و باطن مین۔ بات سن آدمی بوڑہا اسوقت ہوتا ہی کہ سیاہی دلکی اسکے جاوے نہ سیاہی بالون سی افسوس اوپر حال اس شخص کے کہ بال اسکے سفید اور دل اسکا سیاہ دوستون کو سختی شرمندگی گلخنہ حرارت دوزخ سے سوزندہ تر ہی اور حلاوت تسلیم و رضا کوثر و جنت الماوا سے شیرین تر اَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالنَّارِ وَاَهْلِیْ مَشْغُوْلُوْنَ بِیْ بات سن آدمی کو جب عیوب ظاہر و باطن اپنے نظر پڑتے ہین زبان اسکی عیب سی دوسرونکی کوتاہ ہوتی ہے اور زبان اوس عیب دوسرونکے اس شخص کی دراز ہوتی ہی کہ اپنے کو بیعیب جانتا ہی اور اپنے کو

بی عیب وہ شخص سمجھتا ہے کہ صاحب جہل مرکب ہووی۔ بات سن آدمیکو جب تک قدر دنیا کی نہین معلوم ہوتی ہے صدمہ اسکا چشم یقین مین اسکے متصور نہین ہوتا ہے عنان ارادہ کی سعی بیحاصل سی نہین پہرتا ہی اور جب پہچانا طرف دوسرے عالم کے جاتا ہی کہ اسکو کوئی شخص نہین پاتا ہی وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اور تبتل کے معنی پہر نیکے ہیں وہ اوپر تین طرح کے ہی دوزخ سے طرف بہشت کی اور دنیا سی طرف آخرت کی اور اپنے طرف حق تعالے کی۔ وہ شخص کہ دوزخ سی طرف بہشت کی جانا چاہتا ہی حرام سے حلال اختیار کرے اور تمام کاموں سے متخلص ہووے اور وہ کہ دنیا سی طرف آخرت کے جایا چاہتا ہی حرص سی طرف قناعت کی آوے اور علائق سی طرف فراغت کی خواہش کرے اور وہ کہ اپنے سے طرف حق تعالیٰ کے جایا چاہتا ہی سر اوپر تسلیم و رضا کے رکھے اور اپنے کو ہاتھ مین اسکے سونپے آیہ اُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ جس شخص کہ دنیا سے بازگشت کی صاحب عزم ہوا موافق آیہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ اور وہ اوپر تین طرح کے ہی اول ارادہ توبہ کا کہ وہ انکار کرنا معصیت کا ہی اور مستغفر رہنا اسکے اسباب سی دوسرا ارادہ خدمت کا وہ پیش از امر متوجہ رہنا اور کام اسکا اوپر کام دنیا کے مقدم رکھنا تیسرا ارادہ حقیقت کا وہ وقت خشم کا ضبط کرنا اور رضا عظمت کے ساتھ خجالت کے اور معرفت مین ساتھ جہالت کے رہنا اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ ای عزیز اب تو اسپر عمل کر یا نہ کر۔ **تحریص دنیا**۔ طالب کو ضرور ہے کہ ہر قبیلہ مین ہر قسم کے ہوتے ہین یعنے کسیکو حرص عبادت کسیکو حرص زہد کسیکو حرص تقویٰ کی کسیکو حرص فقیری کی کسیکو حرص گدائی کسیکو حرص تصوف کسیکو حرص تحصیل علم ظاہر کے کسیکو حرص عشق مجازی کسیکو حرص عشق حقیقی اس قبیل کے ہزارہا قسم ہین بس ضرور ہے

کہ مرشد مرید کو ایسی تعلیم کرے کہ وہ مرید اپنے حوصلہ سے زیادہ حریص ہو جاے کہ ایسی تعلیم زیادہ تر تاثیر کرتی ہے چنانچہ مدت سے یہ حکایت مشہور ہے کہ کسی مقام پر ایک طائفہ قزاقون کا تھا معمول تھا کہ وہ اپنے وطن سے واسطے حصول غنیمت کے مدام طرف دوسرے ملکون کے جاتے اور وہان سے مالامال ہو کر واپس آتے غرض اُس طائفہ کا ایک سرخیل یعنے اُس جماعت کا مالک تھا اور وہ اُنکے ساتھ رہکر مال غنیمت سے حصہ اپنا مضاعف لیتا اوقات قوت بسری کے واسطے اُسکے یہی تھے مگر وہ اُنکو ساتھ ہمراہیون اپنے مسافرون رہروان کو لوٹا کرتا اور تمام رات بیدار رہکے اپنے فعل پر نادم ہوا کرتا اور بہت روتا اور دست مناجات سوئے آسمان بلند کر کے اپنے رفع ضرر کیا کرتا پھر جب صبح ہوا کرتی تو وہی کام کیا کرتا الغرض وہ طائفہ وہ طائفہ ایکبار ایکسال خوب مالامال ہو کر سفر سے وطن کو پھرا منزل پہ ایک روز ایکمقام پر ٹھہرا دیکھتا کیا ہے کہ ایک درخت کلان شاخ دار پیچیدہ اُسکے زیر سایہ ایک شخص بیٹھا ہے اور سامنے اُسکے کٹہرا آہنی نوکدار الٹا زمین پر نصب ہے اور وہ شخص باواز بلند یہ شور کرتا ہے کہ ہم پانچ ہزار روپیہ کے عوض ولایت بیچتے ہین اُسوقت اور لوگ بھی وہان استادہ تھے اُسکا کلام سُنکر سب خندہ کر رہے تھے کہ یہ احمق دیوانہ ہے غرض اُس روز وہ طائفہ وہین شب باش ہوا وہ سرخیل قزاقان حسب عادت دامی دعاے مغفرت مین مشغول رہا اور تمام شب اُنکی وہ آواز بلند سنتا رہا یہان تک کہ وہ سرگروہ اُس پاس گیا اور کہا کہ مین پانچہزار روپیہ نقد ابھی دیتا ہون اور ولایت مول لیتا ہون جواب دیا کہ پہلے اس درخت پر تو چڑھکر اُلٹا پشت کی طرف سے اس کٹہرا پر تو اپنے کو گرا اسنے سنکر کہا کہ واہ روپیہ بھی دون اور

جان بھی اپنی ضایع کرون یہ تجھے ہوگا اُسنے جواب دیا کہ شرط تو یہی ہی غرض تھوڑے عرصہ تک یہی بحث رہی حسب اتفاق ایک شخص اُن دونون سے بیگانہ وہان وارد ہوا اُسنے ان دونونکی تقریر سُنکر اس سرخیل خریدار ولایت سے کہا کہ تو بالکل احمق اور دشمن عقل ہی سن لے یہ شخص اپنے نفع کو تجھسے نہین کہتا اسمین کچھ بھید ہے اگر تجھکو اعتقاد کامل سے خواستگاری ولایت کی ہو تو تو قبول کر اُسنے کہا کہ ہان مینے تمام عمر اپنی یونہین ضایع کی تو ہیچ میری حرص کو ترغیب دیتا ہے مینے سوال اُسکا بدل گوارا کیا اور اب دلسے باعتقاد تمام معتقد ہون بس اُس شخص بیگانہ کو یہ جواب دیکر اپنے ہمراہیونکو نقد و مال تقسیم کر دیا اور اُنھین سے پانچ ہزار روپیہ لی لیا اور سب قرابتونکو رخصت کیا پھر رات آئی یہ تمام شب گریہ وزاری مین مصروف رہا اور سوے آسمان ہاتھونکو بلند کرکے یہ دعا مانگا کہ جان اور مال میرا تیرے ہاتھ چنانچہ صبح ہوتی ہی وہ پانچہزار روپیہ اُس شخص فروشندہ ولایت کے سامنے رکھکر کہا کہ اب کیا حکم ہے اُس فروشندہ نے خشونت سے جواب دیا کہ کل قیمت پانچہزار تھی اور آج دس ہزار قیمت ہے تیرے پاس روپیہ کم ہے تو جا کوئی دوسرا خریدار آجائیگا یہ بیچارہ وطن آوارہ اپنے خیل سے چھوٹا مطلب بھی ہاتھ نہ آیا مگر اُسکے دلکو اُس ولایت کی خریداری کا ولولہ پیدا ہوا تھا اُسنے کہا کہ اچھا یہ پانچ ہزار روپیہ بیعانہ رکھو اگر مین دوسرا پانچہزار نہ لاؤن تو یہ ضبط کر لینا اُس ولایت فروش نے کہا کہ اچھا قبول کیا اور روپیہ کو اپنے پاس رکھ لیا چنانچہ وہ خریدار وہانسے کچھ دور ایک راہ پر جا بیٹھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت خوبصورت سامنے چلی آتی ہی جب وہ قریب آئی اُسنے پوچھا کہ پاس تیرے کیا ہی عورت نے جواب دیا کہ

پانچ ہزار کی اشرفیان ہین یہ سُنکر خوش ہوا کہ گویا گھر بیٹھے جمع ملی اس نے اُس سے طلب کیا جواب دیا کہ مین نہ دونگی تو مجھ سے کیونکر لے سکتا ہے یہانسے تھوڑے فاصلہ پر ایک شخص مکر سے ولایت کو بیچنے کہتا ہے وہ تجھسے بڑا قزاق ہی وہ میرا خاوند ہے اگر تو نے میرے اوپر ہاتھ ڈالا تو وہ خبر پاکر تجھے زندہ نہ چھوڑیگا اسبات کو اسکی سُنکر یہ ذرا بھی اندیشہ خاطر مین نہ لایا اسکا اعتقاد تو پورا پورا اُسپر آگیا تھا اُسکی کلام کو جھوٹ سمجھا تلوار کھینچکر اُس عورت کو مار لیا اور پاس سے اُسکے اشرفیان لیکر افتان و خیزان اُس شخص ولایت فروش کے پاس زیر درخت آکر موجود ہوا وہ اشرفیان اُس مرد کے پاس سامنے رکھدین اور فوراً درخت پر چڑھکر اُلٹا جانب پشت سے اُس کٹار پر خود کو گرایا نیچے آکر دیکھا کہ نہ وہ وہان پر کٹار ہے اور نہ وہ شخص ہے مگر وہی عورت کہ جسکو مارکر اشرفیان لین بعین سامنے کھڑی ہے اور وہ روپیہ اور اشرفی سب ایکطرف پڑی ہین یہ دیکھکر اُسکو کمال تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی چونکہ یہ تشنگی سے بہت بیتاب تھا اُس عورت سنے پوچھا کہ کیا ہے جواب دیا کہ پیاسا ہون اُس عورت نے یہ سُنکر آسمان کیطرف ہاتھ اٹھایا ایک گلاس شربت کا ہاتھ مین آیا اُس تشنہ سے کہا کہ لے اور پی اُسنے فوراً اُسکو لیکر پی لیا پہلے عرصہ تک بیہوش رہا پھر آنکھ جو کھلی تو وہان وہ عورت بھی نہ تھی مگر ایک آواز آئی کہ جا تو قبول کیا گیا بس یہ سُنکر اُسیوقت حجاب اُسکے سامنے سے اوٹھ گیا منصب ولایت پر مامور ہوا تا زیست اپنی وہ اُسی درخت کے نیچے رہکر بعد مدت سفر آخرت کر گیا اہل خیال کر کہ ایسے حریص بھی ارادہ والے ہوتے ہین کہ وہ کیا تھا اور اکیدم مین کیا بن گیا کہ بسبب عقیدت اور ارادہ پختہ کے مقصد سے کامیاب ہوتے ہین پس سب

درست لیکن بدون رہبری عشق کے منزل تمام ہوگی مرد مستقل درکار ہی دنیا کا جھگڑا بہت دشوار ہے یہان عقل کا گذارا نہین بجز عشق کے دوسرا سہارا نہین مرشد طالب اور مطلوب کے درمیان کا شاطہ ہے کہ ساتھ فہمایش اور ترغیب اور تحریص کے عقد بند ہوا دیتا ہے سوای اسکے پیر اور کچھ نہین کرتا اکثر سنا کہ پیر انکو آسمان کے تارے گنا کرتے ہین اور مرید مستعد با اعتقاد اپنے کو فنا کرکے خود چاند بن جاتے ہین ایجان برادر اس نصیحت کو تھوڑا سنا چاہیے کہ بزرگان سلف کا ارشاد یون ہی حضرت شرف الملتہ والدین احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ منیری یہ فرماتے ہین - **ابیات**

ہرچہ از عادت رود در روزگار
نیست آنرا با حقیقت ہیچ کار
سر بسر گمشدگان در کار او
چہ چنین آز او از اسرار او
عقل کل یک سخن ز دفتر او
نفس کل یک پیادہ بر در او
با تقاضاے عقل و نفس و حواس
کی توان بود کردگار شناس
سست جولان ز عز ذاتش وہم
تنگ میدان ز کنہ وصفش فہم
تا توانی با خرد بیگانہ باش
عقل را غارت کن و دیوانہ باش
نیست از راہ وہم و عقل و حواس
بخدا ہیچکس خداے شناس
اے دل غافل دمی بیدار شو
چند بد مستی کنی ہوشیار شو
اے دریغا روبہی شد شیر تو
تشنہ می میری و دریا زیر تو
مرا دل دہ و دلبری بین
رو بخویش جوان و شیری بین
در علم ہے شورش و شیون باشد
در عقل ہمہ رہ و بر رہزن باشد
در بتکدہ در ای و ناموش باش
کانجا بت خاموش و برہمن باشد

این راہ طریقت نہ بپاے عقلست خاک قدم عشق وراے عقلست
سرّیکہ فرشتگان دران بیخبر اند ای عقلک بیعقل چہ جاے عقلست
این دولت بیدلی بہر دل ندہند وین شوق بہ خفتگان منزل ندہند
علم عشق انچہ بے عقلان راست یک ذرہ بصد ہزار عاقل ندہند

اور حضرت صوفی سرمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہین رباعیات

آن شعلہ کہ یاقوت دلم را رنگ است گوہر بہ محیط است و شرر در سنگ است
او در ہمہ وز دست ہمہ غافل خلق این معنی رنگین چہ قدر بیرنگ است
دل اگر دانا بود اندر کنارش دلبریست چشم اگر بینا بود در ہر طرف دیداریست
گوش اگر شنوا شود جز ذکر حق کی نشنود ور زبان گویا بود در ہر سخن اسراریست
زاہد بخدا تہمت ترا بہرہ ز ہوش از زہد و ریا توبہ بکن بادہ بنوش
لبریز حقیقت است آنچہ و جام ہم معنی و صورت است در جوش خروش
دیوانگی دلم بود عقل کمال بیرون رود از دائرہ فکر محال
در گوشہ مینا تماشا بکند شمع است یکی ہزار فانوس خیال
از کثرت شوق دوست عزلت گزین از رنج برآ طریق راحت بگزین
پیوستہ چو گردباد سرگشتہ مشو یکجا بدل جمع فراغت بگزین
خواہی کہ شوی شاد مگردی غمگین از خلق کنارہ گیر و تنہا بنشین
آسودگی ہر دو جہانست ہمین یک حرف ز من بشنو و راحت بگزین

اور واضح ہو کہ جملہ طالبون کی طبیعت ایک سی نہین ہوتی کسیکی کچھ سمجھ کسیکی کچھ بوجھ کسیکا کچھ سوچ کسیکا قیاس کچھ غرض از بسکہ سبکے ایکدوسرسے مختلف پاے جاتے ہین

حکایت دہقان بھی گوش تامل سن لینا ضرور ہی کہ ایک طالب دہقان نے ایک مشائخ کے پاس آکر یہ کہا کہ حضرت اکثر لوگ مرشد کے ہاتھ پر بیعت کس واسطے کرتے ہین اور اسکا نتیجہ کیا ہے تم مجھے بھی سمجھاو اگر میرے خیال مین آویگا تو مین بھی آپکا مرید ہونگا شیخ نے جوابدیا کہ تجھے راگ سے شوق ہی اور تجھکو کسی شی کا عشق ہے اُسنے کہا کہ راگ مین نہین جانتا کہ کسکو کہتے ہین اور عشق کیصورت مین نہین پہچانتا کہ کیا چیز ہے اور یہ دونون کس بستی مین رہتے ہین یہ جواب سُنکر شیخ اپنے دلمین سمجھا کہ یہ طالب کورا ہے اب شیخ نے اُس سے یہ سوال کیا کہ جو تو حال بیعت اور نتیجہ اسکا پوچھتا ہی اسوقت جواب اسکا مین نہین دیتا جب تک کہ تو میرا سوال سنکر جواب نہ دیگا دہقان نے کہا کہ حضرت مین عدیم الفرصت ہون مجھے دیر ہو گئی مین جاتا ہون کل آکر کہنا آپکا سنونگا اور جواب دونگا شیخ نے کہا کہ چہ خوش تو ایسی بڑی بات مجھسے پوچھنے آیا تھا اور اب تو میرا سوال بھی نہین سُنتا اور دل تیرا بہت پریشان معلوم ہوتا ہے سچ سچ بیان کر کہ تجھے اسوقت کیون جلدی ہے اُس دہقان نے جواب دیا میرے پاس ایک بھینس ہے دیر سے اُسکی آواز نہین سُنی اور اُسے دیکھون کیونکہ وہ یہانسے دور ہی میرا دل اُسپر ہے جبکہ شیخ نے اُس سے یہ سُنا تو اُنکو ایک گونہ مدد ملی پھر اُس شخص سے کہا کہ اچھا اب تو جا اور چالیس دن کے بعد میرے پاس آنا مگر تو یہ میرا کہنا کر کہ وہ بھینس جو آواز سے پکارتی ہے اور وہ او تجھے بھلی معلوم ہوتی ہے اُسی کا نام راگ ہی اور جو دل تیرا اُس بھینس پر بہت مائل ہی اُسیکو عشق کہتے ہین اب تو جا کر یہ کام کرنا اپنے گھر مین علیحدہ اُس بھینس کا آدھی رات کو اندھیری مین بیٹھکر اپنی دونون آنکھین بند کرکے اور روئی سے دونون اپنے

کانونکو بند کرکے ایک پہر کامل ہر رات کو بلاناغہ یہ تصور کیا کرنا کہ بھینس سامنے کھڑی اور آواز دے رہی ہے پس تو چالیس روز یہ کام کرکے میرے پاس آنا پھر مین تیری سوال کا جواب دونگا وہ دہقان احمق اس رمز کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ کیا بڑی بات ہے اور رخصت ہوگیا اور دہقان نے اپنے گھر جاکر شیخ کے کہنے کے برابر پورا پورا خوشی سے عمل کیا چنانچہ اُسکو خیال پختہ سے کہ پہلے ہی سے اس کو بھینس کا عشق تھا یہانتک چالیس روز مین ہوگیا کہ ہر وقت وہ بھینس اُسکی نظر کے سامنے قائم ہوگئی اور آواز بھی بھینس کی اُسکے کان مین جاگیر ہوگئی کہ بھینس تو اپنے مقام پر ہے مگر اُسکے تصور مین جہان کہین جاتا وہ بھینس موجود الغرض وہ دہقان وعدہ مشائخ یاد کرکے اُنکے پاس حاضر آیا اسوقت شیخ اپنے گھر کے اندر تھے دہقان نے باہر سے آواز دی کہ مین آیا ہون سنکر جواب دیا کہ اچھا اندر مکان آ ہر چند کہ دروازہ مکان کا کھلا تھا اِس نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن دیکھتا ہے کہ بھینس دروازہ مین کھڑی ہے اور دونون سینگ اُسکی دروازہ روکے ہوے ہین پھر دوبارہ شیخ نے باواز بلند کہا کہ اندر آؤ دہقان نی جواب دیا کہ مین دروازے کے اندر نہین آسکتا سینگ بھینس کی دروازیکو روکے ہین یہ سُنکر شیخ دروازۂ مکان کی باہر آیا اور بہت خوشی سے ہاتھ دہقان کا پکڑکے اپنے سینہ سے لگایا اور پاس بٹھالیا اور یہ کہا کہ سُن حدیث شریف ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ مطلب اِسکا یہ ہے کہ اِس حیات مستعار مین جس کسی نے اپنے مزرعۂ دلمین تخم خواہ نیک خواہ بد بجایا آخرت مین اُسنے ویسا ہی پھل پایا طریقت کی بیعت مین جسنے اِس دنیا مین کسی قسم کے خیالات پختہ قائم کیے وہ نتیجہ اُسکا

وہان بھی پائیگا اگر طالب پاک صوفی ہو کر اس جہان سے اُس جہان کو گیا عدم مین مطلوب سے وصل ابد ہمرنگ ہوگا اور اگر بعمل خیالات فاسدہ سے دار فنا سے اُٹھا تو وہ اُسی حال مین ابد تک مبتلا رہیگا موافق اُسکے بیت ہر چہ در دنیا خیالات آن بود ؛ تا ابد راہ وصالات آن بود ؛ کقولہ تعہ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی الخ اور یہ بیت عربی بھی اُسکی موید ہے ؛ یا من بدنیا مشتغل قد غرہ طول الامل والموت یاتی بغتۃ والقبر صندوق العمل ؛ یعنی کسیکہ در دنیا مشغول است تحقیق کہ مغرور کرد آنرا درازی امید و موت می آید ناگہان و قبر میشود صندوق اعمال او اگرچہ کردہ و ناکردہ دونونکو عدم کی راہ واحد ہے مگر ایسا ہے کہ ایک شناور بیچ موجون دریا کے ملا ہوا تیرتا ہے اور دوسرا دریا کے کنارہ پر کنجال کہ ایک طرحکی لامت گھاس ہوتی ہے اُسمین لپٹ کر اپنے مین آپ اُلجھا ہوا کشمکش کر رہا ہے اِن دونکا جو نتیجہ تھا وہ سُن لیا جیسا کہ تجھے اپنی ہمجنس سے محبت ہے اگر ایسا ہی خیال پختہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہ جسنے اِس کائنات کو ظہور مین لایا۔ محبت ہو جاے تو تو دونون جہان مین اُسکے دیدار آوازے سے تا ابد خوش اور محظوظ رہیگا پردہ دوئی کا اُٹھ جائیگا مختصر یہ کہ دہقان سب قال اُس شیخ صادق رہنما سے سُنکر باعتقاد تمام مرید ہو کر چندروز حاضر رہا مذاق صحبت سے مرشد کے چند عرصہ مین فیضیاب ہو کر ولی کامل ہو گیا یہانتک کہ بعض اوقات خود مرشد کو اُس سے رجوع کرنا پڑا الغرض انسان ہوشیار رہے کہ یہ زیست چند روزہ مستعار ہے کسیکو بھی زندگی کا اعتبار نہین ہے بمصداق اسکے بیت

شمع نازان ہو نہ اِس بزم فروزی پہ بہت — رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہین
مدرسہ ہو دیر ہو یا کعبہ یا بتخانہ ہے — ہم سبھی مہمان ہین اور وہی صاحب خانہ ہے

انسان عاقل کو چاہیے کہ بے ثباتی اس حیات مستعار پر نظر کر کے اپنے خیالات اور اوقات کی درستی مین بہت جلدی کرے کسی کا قول ہی کہ کار پیری در جوانی باید کرد دگر وقت پیری انسان سے بسبب ضعف اور انتظار موت کے پست حوصلہ کر دیتی ہی کچھ بھی نہین ہو سکتا پھر جوانی یاد کر کے حسرت کرتا ہے مگر وہ حسرت بالکل بیکار ہوتی ہی اب اس موقع مناسب پر حضرت غازی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عجیب یہ مثنوی بہاریہ فرماتے ہین

بہار است و باران و ایام گل بہ بلبل رسیداست پیغام گل
بہار است اے گلعذاران بہار درون دلم سبزہ شد خار خار
بہار است بلبل برآرد خروش کہ گل را نگہدار اے گلفروش
بہار است درکش قدح در قدح کہ ہر دم فزاید فرح بر فرح
بہار است ستانہ دریای بید من و روی ساقی و چشم امید
بہار و ہوا دشمن توبہ اند بہ تیغ دو دم رہزن توبہ اند
بہار است و ایام میخوارگی ز تقوی بکن دل بہ یکبارگی
بہار است زاہد نہ دارد سکون بدل داشتن کین اہل جنون
بہار است زندان سرائی کنید نشستن مقرر بباغی کنید
بہار است تاکی بافسردگی بکند زندہ خواہش مردگی

کملائی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا قول ہے کہ زندگی سب کی بڑا اعتبار ہے جو طلوب یار ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ رہبر دانی بہت دشوار ہے اکثر درویش چالیس پچالیس سال تک کفن سر پر باندہ کر ساتھ حسرت کے

وادی زہد و عبادتین سرگردان رہکر منتظر بیٹھے کہ قضا کسوقت آتی ہے اور جسوقت کہ قضا آگئی پھر کسیکو فرصت پلک مارنیکی نہ ملی جان شیرین قالب خاکی سے ساتھ افسوس کے مفارقت کرگئی تمنائین دلکی خاک مین مل گئین روحین انکی عدم مین کالعدم ہوئین مصداق رباعیات ہذا کے کہ جو لوگ موت سی غافل ہین

با نازلہا آرمیدہ باشی ہمہ عمر
لذات جہان چشیدہ باشی ہمہ عمر
ہم آخر کار مرگ باشد وانگہ
خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر
یکچند بسوی کعبہ گشتم مایوس
یکبار بہ بتکدہ شنیدم ناقوس
یک گام نیامدم بسوے تحقیق
ای عمر عزیز مفت رفتی افسوس

بہر حال طالب کو خواب غفلت سی ہوشیار رہنا ضرور ہی آخر تا کے ایکساعت ہزار اور لاکھ سال تک مساوی ہے ضرور ہے کہ انسان اپنی فنا کو ہر دم حاضر جانے اور ناظر رہکر کچھ توشہ سفر ہدیہ واسطے حضوری کے ساتھ لیجاے نہ کہ دونون ہاتھ خالی۔ واہ عدم سے جسطرح آے تھے ویسے ہی چلے۔ یہ نقل مشہور ہی کہ سکندر کو نوبت اور بادشاہی سارے جہان کی تھی مگر خمیر اُنکا پرہوس تھا اور جب ربع مسکون پر سکندر کا دست دراز ہو چکا تو مدینہ قطب نما سے جہازون کو واسطے تلاش ملک کے چھوڑا چلتے چلتے جب ایکسال کا عرصہ گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ اور بھی اسی صورت کے جہاز اور اسی شکل کے آدمی اُسپر سوار اسطرف کو چلے آتے ہین سکندر نے جہاز کو اپنے ٹھہرا کر اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اور کسواسطے اتے ہو یہ سنکر اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کا کام ملک لینے کا ہے بہت ملک لیچکے اب اس تلاش مین بادشاہ ہمارا نکلا ہی کسی اور طرف

کوئی ملک باقی ہو تو تسخیر کرون بس یہ سنکر سکندر کو عبرت ہوئی اور نادم ہوا کہ مجھے یہ غیب سے اشارہ ہوا ہے سکندر نے اُسیوقت جہازونکو اپنے بازگشت کی تو ایک پہاڑ خوش سواد دریا مین دیکھا جہاز کو لنگر دیکر اُسکے اوپر سیر کو چلا کچھ مسافت طے کرچکا تھا دیکھتا کیا ہے کہ دو کاسئہ سر پڑے ہین اور ایک آواز غیب سے آئی کہ پاس اِن کاسون کے جا اور خزانہ بھی وہان موجود ہے اُس سے دونو کاسونکو پُر کر اور تماشا دیکھ سکندر یہ آواز سُنکر نزدیک جا کر جو دیکھا تو خزانہ موجود تھا اسنے اپنے ہاتھون سے پہلے ایک کاسئہ سر کو بھرا وہ فوراً پُر ہوگیا اور پھر دوسریکو بھرنا شروع کیا تو ہاتھ اسکے بھرتے بھرتے تھک گئے اور وہ خالی رہا جب اسنے پہلے کاسہ کو دونون ہاتھون سے خالی کرنا شروع کیا تو وہ خالی نہو سکا بدستور پر رہا یہ نہایت تعجب کرکے دلمین پشیمان ہوا کہ یہ بھی تنبیہ غیبی ہے اسمقام پر یہ ابیات شہادتکافی ادا کرتی ہین ابیات

کاسئہ چشم حریصان پر نشد   تا صدف قانع نشد پر در نشد
گفت چشم تنگ دنیا دار کور   یا قناعت پر کند یا خاک گور

غرض سکندر شرمندہ پس پا ہو کر وہانسے پھرا اور جہاز پر سوار ہو کر چند روز کے بعد اپنی سکونت گاہ پر پہونچا چندی زیست ساتھ حکومت روے زمین کے زندہ رہا جب مرگ قریب آئی تو اپنے وزرا کو وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن اور بعد غسل وکفن کے مجھے دفن کرنیکو لیجانا تو جنازہ سے دونون ہاتھ میرے کفن سے باہر نکال دینا تاکہ لوگ دیکھین کہ سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ساتھ کچھ نہ لیگیا غرض وزراؤن نے ویسا ہی کیا جب جنازہ سکندر کا واسطے دفن کے لیچلے تو آسمان سے آواز آئی کہ حریصون دیکھو اسکے دونون ہاتھ خالی ہوا

اے بھائی لوگو دیکھو کہ جب اُس انبوہ مین تم خالی ہاتھ جاؤ گے دوسرے سبھونکے پاس موافق ہر طالب کے حوصلہ کے مایہ ہوگا وہ صاحب تمھارا کیا جائزہ لیگا پھر تم اُسوقت خالی ہاتھ دیکھا کر نہ شرماؤ گے اور کوئی عذر تمھارا بجز شرمندگی کے اُسوقت کام نہ آئیگا سر ندامت سی جھکاؤ گے سنو توشہ ہمراہ ہونے سے مسافر کو نفع ہی اور وہ تو بے نیاز ہی حضرت شرف الملتہ والدین رحمتہ اللہ علیہ یہ ابیات فرماتے ہین

بے نیازیش را چہ کفر و چہ دین   بے نیازیش را چہ شک چہ یقین
چہ مسلمان چہ گبر بر در او   چہ صفی و کنشت در بر او
بر در بے نیاز سے از کہ و مہ   گر تو باشی وگر نہ باشی چہ

مگر راست یہ ہی کہ جسکو خود اللہ چاہتا ہے ساتھ کسی بہانہ کے وہ بطرف خود کھینچ لیتا ہے اور یہ طالب تو غفلت سے مدام ناکام رہتا ہے ای ہمدم نارسیدہ بہت اور رسیدہ کم ہین تعجب یہ ہی کہ اس مسافرخانہ دنیا مین اسباب دنیا کے واسطے بدرقہ عقل سی کار فرمائی کرتے ہین مگر کسیکو فی زمانہ نتیجہ آخرت کی ذرا بھی فکر نہین مولانا روم فرماتے ہین

گندم از گندم بروید جو ز جو   از مکافات عمل غافل مشو

اور ضرور ہے کہ انسان راہ راست کی کوشش کرے اِس راستی کو خدا فرماتا ہے کہ لا تقنطوا من رحمت اللہ دل انسان کا ہمت اور جرأت کا بدرقہ ساتھ لے پھر تماشا دیکھے کیسا قول ہے کہ ہمت مردان خدا جائے لحاظ یہ کہ آدمی حیوان ناطق ہے اسطرحکا اختیار اور تمیز و عقل نیک و بدکی رکھتا ہی اور حیوان جانور شکاری کہ وہ ناطق نہین انسان اسکو جو کچھ سکھاتا ہے وہ موافق تعلیم کے کام کرتا ہی عجب یہ ہے کہ طالب موافق تعلیم مرشد کے عمل نہ کرے انسان کی تنبیہ و اثبات ظاہری ہے

ہے

ہان ایک غیرت دوسرے دل کی قابلیت تو خود النا نہین گنجینۂ اسرار پروردگا
معمور ہے مگر پہلے طالب اپنے زہد و مشقت سے استحقاق سند حاصل کرلے یہ مال جدّی پدری
نہین ہے کہ خواہ مخواہ ملجاے اور طالب کے مقابل یگانے بیگانے ہنسنے والے
اُنکی باتونپر خیال نکرے کوئی دیوانہ کہے یا سودائی اُنکی طعنون کی شرم ضرور نہین
طالب اپنے کام مین مصروف رہے جناب شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

غزل

یار کا ہو نہین دیوانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ
نادان سمجھو یا دانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

شمع رخ پر کرکے نظر عقل و حیا کے بال و پر
جلا دیا جیون پروانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

شیخ پھرے ہین گرد حرم ہم ہونہین معتقد بتو اصنم
کعبہ کہو یا بتخانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

سارے جہانسے کچھ نہین کار خوش ہے سمجھے یا بیزار
راضی رہے بس جانانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

دلمین تیرے گر ہے طلب خویش و برادر چھوڑ دے سب
در پر اُسکے مرجانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

عشق مین جب ہم رکھے قدم عالم ہو تو ہو برہم
کاہیکو اب ہم پھر جانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

سر کو اپنے کر پامال ہم تو چلتے ہین ٹیڑھی چال
حال ہے اپنا مستانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

پاس ہے تو یا دور نظر مین اُسکے ہو منظور
جب تک میانی مین مانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

کاہیکو کسے گفت و شنید سمجھے خاموش اُسکی د
یگانہ ہو یا بیگانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

وله

جانان کیطرف جائین مجھ جانا نہین ہوتا
گھر اپنے بلائین تو بلانا نہین ہوتا

کچھ کھوج ہے اُسکا نہ پتہ ہے نہ نشان ہے
قاصد کو بھیجائین تو بھیجانا نہین ہوتا

افسانہ فرقت کا ہے طومار بہت سا
کاغذ پہ لکھائین تو لکھانا نہین ہوتا

مضمون دل اپنا ہے جو یار کے اپنے
غیرونکو سنائین تو سنانا نہین ہوتا

پوشیدہ نظر سے ہے جو یہ زخم جگر کا — مرہم جو لگائین تو لگانا نہین ہوتا
یاد اسکی تہ دل مین ہے اور جان و جگر مین — دلسے جو بھلائین تو بھلانا نہین ہوتا
خاموش ہین بس کیا کرین بن تیرے بلائے — ہم آپ وہان آئین تو آنا نہین ہوتا

اور یہ بات دوسری ہے کہ اکثر ولی اللہ نادر زاد ہوئے انمین طالب کی طلب کا کیا مقدور اور کون موقع ہی نقل مشہور ہے کہ جسکو پی چاہے وہی سہاگن یعنے اُسنے جسکو چاہا اپنی طرف کھینچ لیا بیواسطہ مرشد کے اسکو فیض وہبی کہتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی کو تھا اس مطلب کا شاہد حال ہے بیت

تو توئی مہر و کین ازان آمد — تو توئی کفر و دین ازان آمد

مگر بدرقہ عشق سے ہر طالب صادق کو امید واثق فیضیابی کی ہے اور اس امر کو بھی یقین کرو کہ طالب کیواسطے شرافت نسبی اور نجابت حسبی لازمہ اُسکا نہین۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہین بیت

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی — کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

اور تلسی داس کا دوہرا ہے

ذات پات پوچھے نا کوئی — جو ہر کو بھجے جو ہر کا ہوئی

اور جائے افسوس یہ ہے کہ چند روزہ دار فنا مین رہنا ہے خیال کرو کہ موت سبکی حیات کو چھین لیجانیوالی ہے اور بہت قریب تر ہے اور کسیکو موت سے مفر نہین تمام گورستان اور صحرا اور مکانات آبادی استخوانہائے مردمان سے بھرے ہوئے ہین گذشتہ مین سے اجتک کوئی نے پھر کر کسی سے بھی کچھ حال نہ کہا بلکہ نطق سے بند ہین شہر خموشان کیطرح لب بستہ افتادہ ہین ہر چند زندہ اوپر زمین کے [illegible] خوش آباد ہین

گذران زندون بے عمل کا نتیجہ ناشاد بے مراد اوقات برباد ہے ای عزیز باتمیز حدیث شریف ہے ان اللہ لا یواخذ العشاق بما صدر منہم اور حضرت شرف الملۃ والدین احمد رحمۃ اللہ علیہ منیری یہ ابیات فرماتے ہین

راحت و محنت از اینجا می برند
دوزخ و جنت از اینجا می برند
تا ترا دل بستگی هست در جهان
جانب حق باشد از چشمت نهان
تو در اینجا میتراش و میخراش
تا دم مردن دمی فارغ مباش
مرگ را بر خلق خرم لازم است
جمله را در گور خفتن لازم است
هم خدا خواهی و هم دنیای دون
این خیال است و محال است و جنون
بشتاب سوی توبه گر یا در گیتی
از کردن تا خبر بسے واقعه زاد است
مرگ پیش تو و تو پس پس بیروی
پیر مرد ارسے چو کرس میروی
اینهمه علم جسم مختصر است
علم رفتن براه حق دگر است
هر که اینجا آشنائی یافت او
زان تجلی روشنائی یافت او
هر چه در خلق سوزی و سازیست
اندران مرحله ای ما رازی است
برو کاری بکن کین کار خام است
ز علم و دین ترا حرفے تمام است
چو علمے هست با علمت عمل کن
پس از علم دل اسرار حل کن
از ریاضت میشود این نفس رام
چاره دیگر ندارد والسلام

اس مجمع پیرست انیس مجلس معدن اخلاق مخزن اشفاق بزم آراے علوم و سخندانی محفل طراز فنون و معانی حکیم محمد یعقوب خان متخلص باعجاز ساکن مصطفی آباد یہ فرماتے ہین

شاه رهی نیست همه مسالک تنگ است اینجا
پا بسنه در طلب یار که لنگ است اینجا

عافیت گر طلبی پا بره عشق منه
شیشه دل به نگهدار که سنگ ست اینجا

صلح کل مایۂ آسائش کونین بود
نام و ناموس همه باعث ننگ است اینجا

دشت کرباست و بلا وادی عشق ست اینجا
ناکه هر خار فزون تر ز خدنگ است اینجا

ابیات مثنوی

بیخود ز خدای خویش دور است
باخود همه جاے در حضور است

از سر بیخود تو نیست آگاه
در بند خودی از الست گمراه

بیخود بیخودا که این خدائیست
بیخود بیخودی که این جدائیست

خود را بشناس تا خدا را
بشناس نهان به آشکارا

او در بر تو به سماوات
او در ره تو تو در خرابات

فی انفسکم چرا نه بیند
بر از شجرت چرا نه چینید

بینا مگو که نه دید خود را
اعمی است که او ندید خود را

خود را چه شناختی خدا را
زنهار ز بیخود مده خدا را

خواهی که جمال یار بینی
اعجاز به خود سرار بینی

اے جان پدر اب مقام رفعت کی سمجھ لو جہ کہ کیونکر اور کس طرح سے ہین عارف جب مقام توحید مین متلذذ ہوتا ہے خدا کو بندہ اور بندگی سے مستغنی جانتا ہے عبادت وگناہ نظر مین اسکی یکسان دکھائی دیتی ہین فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ور یا بت کا دل مین اسکی جوش مارتا ہے بہ رعایت شریعت کے مقدم رکھتا ہے کہ دوست کو رضاے دوست مطلوب ہوتی ہے اور نہ دکرنا

اُسکے امر کا سبب خصوصیت کا ہوتا ہے سلوک مین بہرحال رعایت شریعت کی لازم جانے خواہ بندہ رہے تو خواہ دوست - سمجھ بوجھ اہل ظاہر آرائش کرتے ہین تا آخرت مین ساتھ آرائش کی جاتے ہین وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ سمجھ بوجھ جو شخص ہستی موہوم اپنے کو معدوم سمجھا اپنے کو پھر معدوم نہین پاتا ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا سمجھ بوجھ کہ عقلمند کو جب گرہ کار زمانہ مین پڑتا ہے اوپر کردار ناشایستہ اپنے کی نفرین کرتا ہے اور اُسکو جزا سے اُسکے جانتا ہے اور اپنے کو مستحق اُس سزا کے پاتا ہے اور جانتا ہے کہ عدالت حاکم حقیقی کی برحق ہے اور جب کھولتا ہے سر جیب شرمندگی سے نہین نکالتا ہے اور اپنے کو ساتھ نافرمانی کے دیکھتا ہے اور اُسکو جانتا مہربانی کے - سمجھ بوجھ زندگانی ایک نفس ہے اور دنیا قفس نادان کو اس قفس مین ہزار حلقے دام ہوس کے نظر پڑتے ہین اور عقلمند کو اِس قفس مین کام دونون جہان کا خراب ہوتا ہے جیسے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّةُ الْکَافِرِیْنَ - سمجھ بوجھ آدمی جب اوپر مسند حکومت متمکن ہوتا ہے دروازہ اسباب گناہ کا اوپر منہ اُسکے کے کشادہ ہوتا ہے اور مکان ظاہر و باطن کا اُس سے آباد ہوتا ہے ہوشیار وہ شخص ہے کہ وقت مین نعمت کے درگاہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد توفیق نیک کی ڈھونڈھے اور تمام اپنے اوقات کو ساتھ خوف مرگ روز قیامت کے مشغول رکھے اور جانے کہ کسوٹی امتحان کی آگے میرے رکھی ہے اور عاریت ایک ہاتھ مین میرے دیے ہین اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا بلکہ اُس کو تمام طبیعات مہلکہ سے جانے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ

حقیقین کہ اکثر نفوس انسانی کی امداد سے اُسکے ساتھ خصلت بہیمی اور حیوانی موصوف ہوتے ہین اور اکثر صدر نشینان جنت قریب سے اُسکے اوندھے جہنم مین گئے ہین کیا نہین دیکھا ہے تو نے کہ سلطنت اور پسر فرعون کے کیا بلا لائی اور دولت قارون نے ساتھ کیا سلوک کیا فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنَاہُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ۔ سمجھ بوجھ نفس آدمی کا ایک طفل ہے شوخ چشم و نادان کہ ہرگز نصیحت ادیب کی نہین سُنتا ہے اور جو چیز کہ سکھاتے ہین فراموش کرتا ہے پس اگر ساتھ زجر اور تنبیہ کے پیش آوے تو شاید کہ نشانیان تربیت کی اُسمین ظاہر ہو جائین اور جب مہر و شفقت کرے تو بے بہرہ رہتا ہے ضَرْبُ الصِّبْیَانِ کَالْمَاءِ فِی الْبُسْتَانِ ۔ سمجھ بوجھ کہ عقلمند کو جو ایک ساعت بے یاد خدا گزرتی ہے حسرت تر غم نادان سمجھے کہ اُسکو ساتھ مرگ پسر کے رہتا ہی اور لڑکے کو نعم البدل ہے اور وقت کا مثال نہین ۔ سمجھ بوجھ اہل رضا جب جو بندہ نیک رو ہوتے ہین مراجعت احوال دوسرون کی بھی نہین کرتے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور اُسکے تین نشان ہین خوشنودی حال مین خاموشی زبان مین اور حفظ دل وسواس مین سمجھ بوجھ جو نان کہ ساتھ آدھی روٹی کے قانع نہین ہوتا ہے اس باغ مین بھی ساتھ خزان کے صابر نہین رہتا ہے جماد کو اوپر اُسکے [illegible] دینی چاہیے اور انسان کامل وہ ہے کہ ساتھ وصاف جماد کے موصوف رہے اور بغیر از تعلیم جمادت سیکھے اور مراتب رضا کو جماد سے حاصل کرے کس واسطے کہ اگر ایک ٹکڑا پتھر سے تراشتے ہین تا کہ اُسکو اوپر گنج کے رکھے مین سب اٹھاتے ہین اور گنج مین بیٹھے ہین ہرگز جراحت سے دردمند اور حاصل بعد سختی اتنے کے خرسند اور حصین تیشے سے اُسکا اندوہ مند

اندوہ مند نہین ہوتا ہے اور اُسکو کمال مرتبہ تسلیم کہتے ہین پس عجب تنگ کی بات کہ باوجود ان تمام وسائط کے شرطونین بندگی کے مرتبہ سنگ تک بھی انسان نہین پہونچ سکتا ہے - سمجھ بوجھ نماز گذار کو اور شراب خوار کے نظر حقارت سے نہین دیکہنا چاہیے کہ قبولیت اللہ تعالے کو طاعت شرط نہین ہے اور رد کرنا اُسکا ساتھ گناہ کے لازم نہین عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی خوف الہی باعث کشایش باطن ہے اور سبب بخشایش مومن ایہ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی اور امیدواری موجب رستگاری ہے اور دواے بیماری لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ سمجھ بوجھ پاکان باطن کو پاکی ظاہر سے کیا کام اور ناپاکان ظاہر کو ساتھ پاکی دل کے بہت احتیاج ہے سمجھ بوجھ تواضع اوپر تین قسم کے ہے تواضع حق اور تواضع دین اور تواضع دوستان تواضع حق وہ ہے کہ حکم سے اُسکے سر موتجاوز نکرے اور یاد مین اُسکی ہمیشہ حاضر رہے اور تواضع دین وہ ہے کہ اپنی عقل کو مصالح امر و نہی مین اُسکے راہ ندیوے اور حق اپنے دشمنون کا پوشیدہ نکرے اور تواضع دوستونکی وہ ہے کہ مرتبہ اُنھون کا اوپر مرتبہ اپنے کے زیادہ سمجھے اور حق اُنھون کے گمان فاسد نہ لیجاوے سمجھ بوجھ جب مدار کام اوپر مغفرت کے ہی تو محمد اور علی کو امید اوپر معصیت کے جسوقت اطاعت نافرمان اُنکی کرتے ہین اپنے کو ایک حقوق نعمت ناشناسی کی متہاون دیکھتے ہین اور جب گناہ کرتے ہین مستحق رحمت ہوتے ہین ؎ ہر وقت ہے سبکو یک ندامت ؛ ہر وقت ہے سب پہ ایک قیامت ؛ عاصی جو کوئی ہو جہانمین ؛ بخشش ہے خدا کی پھر زیانمین ؛ اے جان پدر اللہ تعالے کے رکھہ بوجہ او

نہ وہ ظالم ہے اور نہ وہ عادل ان دونون خطابونکا اطلاق تعینات مین آدم زاد پر ہے جو کچھ وہ کرتا ہے سب بجا اور درست ہے مگر یہ تو ظاہر ہے کہ کیسیکی شفقت رائگان نہین کرتا اسکو مزدوری دیتا ہے گو کہ خیر و شر اُسیطرفسے ہے مگر ادب یہ چاہتا ہے کہ خیر کو اُسکی طرف منسوب کرنا اور شر کو اپنی طرف منسوب کرنا لازم ہے بہرحال اُسکے فضل پر نظر اور تکیہ کرنا ضرور ہے کسواسطے کہ کرورہا طالب اپنا اپنا زور کرکے مرگئے جہان فانی سے بے نیل مقصود گذر گئے بجز حسرت اور افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور بعض بعض بے مشقت اور بے مطلب سرفراز ہو گئے مگر مقتضائے عقل طالب کو ہمت اور کوشش درکار ہے بمصداق اسکے کہ ؎ مشکلے نیست کہ آسان نشود ؎ مرد باید کہ ہراسان نشود ؎ سوا اسکے حوالہ بحق کرنا۔ **تفہیم مصالحت** مابین مریدان نااہل کہ ایک مدت دراز سے کہ اکثر مرید خوانوادہاے ایک دوسرے کے باوجود ہم مشربی طریقت حیدری کے کم فہمی سے کہ عاقبت اندیشی نہین کرتے جنگجوئی کیا کرتے ہین ایسا مناسب اور متوقع نہین ہے کسواسطے کہ خلاف ان دو کے جو تیسرا باغی ہے اس نزاع سے اُسکو نفع ہوتا ہے اور اُسکو اعتراضات کی گنجائش بہت ہاتھ آتی ہے کیسکا یہ شعر میرے خطرہ کی تصدیق کرتا ہے ؎ دروازۂ شہر میتوان بست ؎ نتوان دہن مخالفان بست ؎ اور جو کہ عالی فہم ہین وہ نزاع سے گریز کرکے ہمیشہ پیروی صلح مین مصروف رہتے ہین ظاہر ہے کہ شریعت والے طریقت والونکو جو کچھ سمجھتے ہین وہ مین نہین لکھ سکتا سکوت کرتا ہون اور طریقت والے یہ غور نہین کرتے نقل مشہور ہے کہ دشمن کہان ہے بغل مین اور نفاق ملت سے باغی قوت پاکر خوش ہوتے ہین بھلا اُنکو تو چھوڑ دو۔ طرفہ تر یہ کہ بہت عرصہ سے نزاع

نہین

ہین مریدون سہروردیہ اور کبرویہ کے اور درمیان مریدون صابریہ اور جلالیہ کے چلی گئی اور ابتو نزاع مریدون قادریہ اور نقشبندیہ کے شروع ہو گئی ہے بلکہ ٹھولے ہی مین لٹھیاؤ ہے اور مصداق اس بیت کے [illegible] (کار افراط نزاع بیہودہ سے نوبت بچھری کی آرہی ہے کہ آپکی صحبت سے خون مین آ از تیغ زبان اعتراض ؛ خود بخود گیری عاقبت تخم عداوت بشود) صاحبو ذرہ انصاف سے دیکھو اور استخارہ قلب سے حکم لو کہ یہ بہت بڑا سخت عیب اور نقصان کی بات ہے کہ یہ قصہ دوسرونکو دستاویز ہوتا ہے ہان یہ سچ ہے کہ بجائے خود کہ جو مرید جس مرشد کا ہوتا ہے اور غلام جس آقا کا ہوتا ہے اور جو فرزند جس باپ کا ہوتا ہے وہ مرید اپنے مرشد پر ضرور رغبت کریگا اور جو غلام جس آقا کا ہوگا وہ اپنے آقا کو مالک اپنا سمجھیگا اور جو فرزند جس باپ کا ہوگا وہ اُسیکو باپ اپنا جانیگا اور رغبت اُسیطرف کریگا اور عظمت و شان اُسی کی سمجھکر سرنگون اطاعت مین مصروف رہیگا اور وہ اُسیکو اپنا مولیٰ جانیگا بمقابلہ عوام کے والا خصوصیت نہ ان مرید مرید برابر مرشد مرشد برابر غلام غلام برابر آقا آقا برابر فرزند فرزند برابر باپ باپ برابر مقابل ایک کے دوسرکو ترجیح نہین ہوسکتی اپنے اپنے مدارج پر سب مساوی ہین کیا ضرور ہے کہ کوئی مرید دوسریکے پیرکو اپنا پیر رکھے و یا دوسریکے آقا کو اپنا آقا رکھے دوسریکے باپ کو اپنا باپ رکھے ہان یہ بات لازم ہے کہ اُنکو اپنے حال پر چھوڑ دے اور آپ بجائے خود رہے نہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دے نہ ایک کو دوسرے سے حقیر سمجھے کیسکی شان بڑہانا اور کیسکی عظمت گھٹانا یہ نہایت ناقص سمجھ اور فعل بد ہے کیونکہ کسیکو کیا تحقیق ہے کہ کون کم ہے اور کون زیادہ ہے جو کوئی اس علم کو خدا پر

[illegible]

خدا نکرے کے خود تعریف کرلیتا ہے بیشک وہ درصورت خطا کے عقوبت مین گرفتار
ہوگا اور زبان درازی دنیا کی اسکا ساتھ نہ دیگی ایسی حالتین مریدان طریقت ہر
گھر اور ہر خانوادہ کو لازم ہے کہ جو کچھ ہو اپنے دلمین رکھین نہ زبان دہن سے اور
نہ زبان قلم سے نکالین بہت ہوشیار خبردار رہین اور ایسی نزاع سے روحانیات
مرشدان دین بھی خوش اور راضی نہونگی کہ وہ سب آپس مین کالواحد ہین اور
اور ایسا نہین ہوسکتا کہ ایک کا گمان جمہور کے اعتقاد کو قوت خلاف دیکر اپنی
طرف پھیر سکے۔ اور اس کاتب کی عرض یہ ہے کہ تھوڑے غور مین حقیقت شان
بزرگان طریقت کی معلوم ہوسکتی ہے لحاظ ہو از انجملہ چھوٹی بات یہ ہے کہ صدی مین
روے زمین پر ایک فرد ہوتا ہے اور ہر ہزاری مین ایک فرد الافراد ہوتا ہے
جسپر اطلاق خطاب قطب الاقطاب کا کیا جاتا ہے اسکا پتہ مین تمکو نہین بتا سکتا
اور نہ دکھا سکتا ہون کہ وہ لوگ ظاہر ہم لوگونکو نہین نظر آتے اور یہ کتب طریقت سے
ظاہر ہوچکا ہے کہ کوئی عہد فرد سے اور فرد الافراد سے زمین خالی نہین
رہتا اور کبھی تا روز قیام خالی نہ رہیگا بھائیو تم ایسے خیالات دلسے علیحدہ کردو
کہ تمکو اس سے فائدہ نہین ہے سواے اسکی تمھارا ظرف ایسا نہین کہ تم بازپرس
کیوقت بار ایسی باتونکا اٹھا سکو یا کچھ جواب دیسکو بس یہ سمجھو کہ سب بزرگان طریقت
اپنے اپنے مقام پر بلند اور بہتر ہین او ہم بالذات سب سے کمتر ہین سو خیال
نیک تر بے مواخذہ ہے خلاف اسکے بڑا دہوکا ہے مساوی ہونا سبمین کا
اس مثال سے مین تمکو سمجھاتا ہون کہ ایک حوض پُر آب ہے اور کچھ آدمیون نے
اپنے اپنے گھردن سے لاکر اس تفصیل سے کہ ایک نے ایک مشک پانی

اور دوسرے نے آدہی مشک پانی اور تیسرے نے ایک گھڑا پانی اور چوتھے ایک لوٹا پانی اور پانچوین نے ایک کوزہ پانی اور چھٹے نے آدہا آبخورہ پانی اُس حوض مین ملا دیا اب اُس حوض سے کسکا پانی جدا نہین وہ سب ایک ہو گیا اب مقدار ایک دوسرےکی صراحت کی نہین ہو سکتی اُس حوض مین سب یکسان ہی حیثیت ماہیت کیفیت سبکی مساوی ہے مثل آب حوض کے سب ہو گیا اب اُس پانیکو تم لوگ جو برتاوے مین لاؤ تو وہ ایک ہی ہے دوسرا نہین - اب عقل سلیم سے انصاف کو دخل دو کہ جو چہ خلفاؤنکی سلسلہ طریقت کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ حیدر کرار کی منصب ولایت مین منتہی ہوتے ہین تو اب بتاؤ کہ فیض تو حیدر کرار سے تقسیم ہوتا ہے اور وہ فیض نشان واحد ہے تو اب ان بزرگونمین بڑا چھوٹا کون ہے یہ مقام باریک تر ہے جاے دم زدن نہین اور اُن سبکا ہاتھ اُس خداوند ولایت کے ہاتھ کے نیچے ہے اس شان سے سب مساوی اور بجاے خود عظیم الشان ہین تو اسمقام پر اعتقاد صادق سے مستقل ہو کہ سواے حیدر کرار ولایت آپ کے تخصیص کسیکی نہ ہی بعد اُنکے سب کالواحد مساوی ہے خیال کرو کہ قران مجید ایک ہے اور سات طرح کی قرأت جواب دو کہ صحیح کون اور غیر صحیح کون ہے نہین بات یہ ہے کہ قرآن واحد اور جملہ قرأت ساتونکا نتیجہ واحد ہے اور طرز سبکی علٰحدہ ہے اسمین تمیز کم و بیش نہین ہو سکتی سبکو ایسا ہی سمجھو جیسا کہ ایک پنجہ دست اور سب انگلیان جیسا کہ ایک درخت اور سب شاخین جیسا کہ ایک شاخ اور سب برگ جیسا کہ ایک ثمر اور سب تخم جیسا کہ ایک [illegible] اور سب نہرین جیسا کہ ایک مکان اور سب دروازے جیسا کہ ایک تسبیح اور سب دانہ

علی خداوند ولایت سے سب بزرگواریون متصل ہین اور سبکو فیض حیدر کرار سے ہی اسصورت مین سب برابر ہین بہت مثالین ہین کہانتک تحریر کرون۔ مین ہیچمدان تمکو خبردار کرتا خبردار کرتا ہون کہ ایسی کج بحثیونسے دور دور بہاگو نفسانیت کو دخل ندو تم لوگ حیدری ہو جو اوقات اپنی کج بحثیونمین بیجا صرف کرتے ہو اُس اوقات کو ضایع نکرکے بدرقہ صلح سے ایکدوسرے ہم طریقت کے خود کو ذکر و فکر شغل تلاش مطلب مین ہوس اوقات کو صرف کرو کہ جس سے فائدہ ابدی ملے اور قضایاے مکروہات تعینات سے علحدگی رہے ورنہ طول نزاع مین تقریر تحریر سے نجات نپاکر ہمیشہ خراب رہوگے بقیہ اوقات زیست ضایع ہوگی اپنا ہی نقصان ہوگا بجز حماقت کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا ٹوکرا بدنامیونکا سر پر رکھا جائیگا شہر بشہر اشتہار نفاق کا ہوگا نتیجہ اُسکا یہ کہ باغی خوش اُنکی خوشی سے تمکو کیا ملیگا مگر جاے اشد غور و تعمق یہ ہے کہ جس ایک واحد کو فی زمانہ سب پیرونکے خانوادونمین بیعت حاصل ہوئی ہو تو وہ بیچارہ بجز سکوت کے کیا کہہ سکیگا اُسکے سکوت کرنیمین صواب ہے ہرگز خطا نہین باقی الغیب عند اللہ۔ تعریف خیالات صوفیہ کرام یون ہین

ابیات صوفیہ

خدا لک است و محمد ہزار آدم یک	رباعیات	بیا بمذہب صوفی اگرچہ داری ننگ
ما پیر خدائیم و خدا رہبر ما		ما کافر عشقیم و خدا کافر ما
کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست		ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
تا در نخست فانی حق نہ شود		اثبات ز نفی او محقق نہ شود
توحید حلول نیست تا بودن تست		ورنہ بگزاف آدمی حق نہ شود

در عالم او اگر سوار آئی تو
جبرئیل امین رکابدار تو بود
ای آنکه همیشه در جهان می بودی
چیزیکه تو جویان نشان اوئی
تا تو ز وجود برنیائی
در معبد عشق کی نهی پاے
در مدرسه فیض را مخاطب کردی
بر نسخهٔ دل نظره کردی افسوس
ای دل تو دمی مطیع فرمان نشدی
قاضی شدی و شیخ شدی دانشمند
زاهد تو بخور باده که بسیار نکوست
بی شبه حلال است نگوئی تو حرام
صیاد ازل که دانه بر دام نهاد
هر نیک و بدی که در جهان بیگذرد
عشق آمد و شد درونم اندر رگ و پوست
اجزای وجودم همگی دوست گرفت
در دیده بدیده ام توئی بینائی
اندر قدمم راه تو می پیمائی
هر چندکه صد دوست بمن دشمن شد

در دفتر عشق در شمار آئی تو
بر مرکب عشق گر سوار آئی تو
این سعی ترا چه سود دارد گوئی
بالشت همین تو جاے دیگر جوئی
در موعد وصل در نیائی
تا بر در دلبر نیائی
بیفائده بحث دین و مذهب کردی
از اصل کتاب فوت مطلب کردی
وز کردهٔ خویشتن پشیمان نشدی
این جمله شدی ولے مسلمان نشدی
از خرقه کشی خمار صد فتنه دروست
کیفیت این هر که بیاید همه اوست
مرغی نگرفت آدمش نام نهاد
خود میکند و بهانه بر عام نهاد
تا کرد مرا تهی و پر کرد ز دوست
نامیست ز من بر من و باقی همه اوست
در لفظ و عبارتم توئی گویائی
فی الجمله توئی مرا چه میفرمائی
از دوستی یکی دلم ایمن شد

وحدت نگزیدیم و زکثرت رستیم   آخر من ازو شدم وا و ز من شد
ای پیر گنهگار درین عالم فانی   بشتاب می و توبه مگذار تو دانی
تا تو نشوی خاک همی کوش بطاعت   برباد مده عمر اگر هیچ تو دانی
اسرار خرابات بمستان نبری   تا سجده بپیش بت پرستان نبری
پاکیزه نگردی تو ز آلایش خود   تا بر سر خود سبوی مستان نبری
حال دنیا را بپرسیدم من از دیوانهٔ   گفت یا خوابیست یا بادیست افسانهٔ
باز گفتم حال آنکس گو که در دل زو ببست   گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانهٔ

ابیات

تا نیامد جان آدم آشکار   ره ندانستند سوی کردگار
ره پدید آمد چو آدم شد پدید   زو کلید هر دو عالم شد پدید
خاک را چون کار با پاک اوفتاد   پیش آدم عرش بر خاک اوفتاد
تا کی بزبان تنها بهستی   این نیست مگر هوا پرستی
تا نگردی تو مسلمان از درون   کی توانی شد مسلمان از برون
مرد باید نه سرا و را نه پای   جمله گم گشته در او او در خدای
منزل همت بعالم قدس   کی قدمگاه جبرئیل بود
آنچه تو گم کردهٔ کفر کردهٔ   هستی اندر تو خود را پردهٔ
شو بهد شرو کفر و نیز توحید و یقین   در گوشهٔ دلها همه خونخواره نشست
چون نیستی تو شد محقق   خیزند همه نعرهٔ انا الحق
نیست بالای تو مخلوق دگر   نیست بیرون تو معشوق دگر
چون برونی تو ز عقل و معرفت   کی تو در تسبیح آئی و بنه در صفت

حق در توحید مطلق آمده است	آن همه در تو محقق آمده است
دمی با خود نبودی چون زنی لاف شناسائی	تمامی عمر با تو بودی و نشناختی خود را
در لقا از بقا فنا گشته	گه ز چون و چرا جدا گشته
گه آدمی خلیلی ز بتخانهٔ	گهی آشنائے ز بیگانهٔ
نیست از بهر آسمان ازل	نردبان پایه ز علم و عمل
در رفع حجب کوشش نه و جمع کتب	از جمع کتب می نشود رفع حجب
کار کن کار بگذر از گفتار	کاندرین راه کار دارد کار
علم بر تن زنی ماری شود	قلب را بر تن زنی یاری شود
شب رفت و حدیث من بپایان نرسید	شب را چه حدیث من چه بی پایان بود
گر شراب لطف او خواهی مدام	قطع کن وادی قهر او تمام
گه بگنه خویش ره یابی تمام	قدسیان را فرع خودبینی مدام
عاشقان را سه نشانی اے پسر	رنگ زرد و آه سرد و چشم تر
انگهے زین شیوه معنی صد هزار	بینی و دانی و هم الهی استوار
چون برون آئی ز جسم و جان تمام	تو نمانی حق بماند و السلام

ابیات اردو

ہر دل میں درد عشق دل آزار ہی رہا	یہ پھول جس چمن میں کھلا خار ہی رہا
عشق بتان گلے کا مرے ہار ہی رہا	مین پاے بند حلقۂ زنار ہی رہا
دل ہی رہا نہ عشق دل آزار ہی رہا	یہ جنس ہی رہی نہ خریدار ہی رہا
جب سے لگا ہے عشق گنہگار ہی رہا	مین بیگنہ سزا کا سزاوار ہی رہا

ہوں وہ مریض عشق جو بیمار ہی رہا ۔ ہر دم تپ فراق کا آزار ہی رہا
میں کشتگان ناز میں سردار ہی رہا ۔ سر بھی جدا ہوا تو سر دار ہی رہا
دل عاشق رخ بت عیار ہی رہا ۔ مثل کلیم طالب دیدار ہی رہا
دل مبتلای لذت دیدار ہی رہا ۔ مرنا فراق یار میں دشوار ہی رہا
کعبہ گیا نہ دیر گیا اور نہ کربلا ۔ بھٹکا بھٹک کے کوچۂ جاناں میں رہ گیا
کہتے ہیں میرے رب کو کوئی بت کوئی خدا ۔ جھگڑا یہی تو گبر و مسلماں میں رہ گیا
سیماب خاک ہوئے تو مس کو طلا کرے ۔ دل تیرا خاک ہو تو خدا جانے کیا کرے
کونسی جا ہے جہاں جلوۂ محبوب نہیں ۔ حسن یوسف ہے بہت دیدۂ یعقوب نہیں
ہمکو میخانہ تمکو مسجد ہے ۔ زاہدو اپنی اپنی قسمت ہے
چونکے جسوقت کہ ہم خواب عدم سے ناصح ۔ وہی موسی تھا وہی نور وہی طور رہا
اپنی کبھی تلاش نہ کی چوک یہ ہوئی ۔ برسوں رہی خراب تلاش خدا میں ہم
جلوہ دیکھا دوسرا اور اسکو نہ دیکھا جیوں نگاہ ۔ وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہاں ہی رہا
وہ مہر تو میں تاب وہ گوہر ہے تو میں آب ۔ نے مجھسے جدا وہ ہے نہ میں اس سے جدا ہوں
بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ ۔ بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ
آہن ہو یا ہو سنگ ہے سب جلوہ گاہ یار ۔ جیوں آئینہ ہر ایک گذر میں خدا کو دیکھ
جلوہ تو ہر ایک طرح کا ہر شان میں دیکھا ۔ جو کچھ کہ سنا اسمیں سوا انسا نہیں دیکھا
جوں غنچہ بجز ایک دل صد چاک نہ پایا ۔ منہ ڈال کے جب اپنے گریباں میں دیکھا
جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا ۔ وہی آیا نظر جدھر دیکھا
پوچھ مت قافلۂ عشق کدھر جاتا ہے ۔ راہ رو آپ ہے اس رہ میں گذر جاتا ہے

ارض و سما کہان تیری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

پھر سے سخن کو سمجھو ایکین نہین غلط کچھ
آپ ہی خدا ہوا یہ جبکہ خودی مٹا دیا

سخن دا اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجیے
آپکو بھول گئے ہین اس سے نسبت ضرور ہوا

لکھنا چھوڑا پڑھنا چھوڑا دفتر پھاڑ بہا یا جی
مین کون گھر مین آیا جی مین کون گھر مین آیا جی

مولانا سید افتخار علیشاہ صاحب فرماتے ہین غزل

نادان خود ہمین ہی کہ نہ جانا خدا ہون مین
گر عشق ہو تو سوچ لے کیا کہہ رہا ہون مین

گذرا جو مین خودی سے خدا تک پہنچ گیا
وان بھی مجھے خبر نہین پھر کیا ہوا ہون مین

جیتا ہے جو یہان اُسے مرنیکا خوف ہے
مدت ہوئی کہ مرنیکے آگے موا ہون مین

نظارہ مجھ مین کیون نہو غیب و شہود کا
صورت کو دو جہان کی جیون آئینہ ہون مین

ہر کائنات آئینہ خانہ نگاہ مین
ہر ہر جہت مین آپ نظر آ رہا ہون مین

وہ خود تھا مجھ مین اور مین اُسکی تلاش مین
جب دیکھا آپ کو تو کہا حق نما ہون مین

دیر و حرم کو کسکے بھلا جاے حق نما
مطلوب ہے وطن مین سدا مل رہا ہون مین

تعریف درخت عشق عزیز از جان مین شجر عشق کا بیان یہی کہ مختصر ہے سُن لینا یا کہ عشق تخم ہے اور اس تخم سے ایک جھاڑ پیدا ہوتا ہے اور اُسکے پانچ بیج سے پانچ شاخ ظاہر ہین یعنے عقل سے بینائی اور فہم سے شنوائی اور روح سے توانائی اور علم سے گویائی اور جان سے دانائی اور ان پانچ شاخ سے پانچ پتے نکلتے ہین یعنے بینائی سے حرص اور شنوائی سے کینہ اور توانائی سے حسد اور گویائی سے غضب اور دانائی سے کبر اور ان پانچون کو نفس کہتے ہین اور پانچون نفس کو کہتے ہین اور پانچون نفس کے نام یہ ہین نفس امارہ نفس ملہمہ نفس لوامہ نفس مطمئنہ نفس لاونہ تو اب گل اور ثمرہ اور

ع پانچ بیج ہین ایک عقل دوسرا فہم تیسری روح چوتھا علم پانچوین جان اور ان سبکا نام حقیقت ہے ان

صبر استقامت یون ہو کہ طریقت مین طاعت و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت اور حقیقت
مین اسکی محبت اور شفقت اور رحمت اور برکت اور ہمت یہ پانچ ہین کہ اسیکو عشق اللہ
ہوگیا اور انھین پانچ ثمر سے تخم وحدت ہے اور اُسی سے ظاہر ہوا ہے اور سب ہی
کہ ساتھ اس صورت کے اپنا جلوہ دکھایا بلکہ دائم و قائم و ہموارہ ہے کہ جو تخم ساتھ
بیج اور بیج ساتھ شاخ اور شاخ با برگ اور پتا با گل اور گل با ثمر اور ثمر
با تخم ہے یعنے شریعت طریقت حقیقت معرفت وحدت پس ایسی وحدت سے
بوجہ ظہور مخلوق کی کثرت ہوئی ساتھ مقام حیرت کے اور یہ وجود بشری اربعہ عناصر
و طبایع مختلفات سے ہوا ہے یعنے حرارت و یبوست و رطوبت و برودت و گرمی و سردی
و تری و خشکی اور آتش و باد و آب و خاک ان چار سے وہ آٹھ باہر ہین اب تو
سمجھو کہ جو باہر ہے وہی عدم ہے اور ان عناصر اربعہ مین وہی درخت آٹھو عدم کا
اور بوجھو کہ یعنی اس عدم کی شہوت اور مال اور خیال و حال اور حیات اُس
درخت کی بیماری اور ہوس اور موت اور خواب غفلت اور فراموشی اور نہاد
اِس درخت کی بیخ فنا کے کہ اُسکو راہ بقا کہتے ہین اور وجہ اللہ بھی کہتے ہین اور نام
اُسکا ذات اللہ رکھتے ہین اور یہ قول اللہ کا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک
ذو الجلال والاکرام اور تحقیق کہ یہ بقا ابدی ہے اور یہ درخت اُسمین اندر اور
باہر کے اپنے ظاہر و باطن مین پیوستہ ہے بلکہ عین درخت وہ ہوگا واحد ہی اُسکا دوسرا
کوئی نہین وہ عشق صادق ہے یعنے جس حالت مین جذب شوق سے ترقی ہو تو
اُسکا اٹھارہوان درجہ انتہا عشق کامل پر پہونچ جاتا ہے شرح اُسکی تعریف ذات
عشق مین اس سے آگے آویگی اور بیان اسکا کہ خودی فنائیت ہوگئی تو یہ لا واحد

ولا نہایت ولا مثل ولا غایت خود بخود صورت بیچہرہ ہزارین برنگ جداگانہ نمودار اور ہر عاشق صادق کے دلمین لاتعد و بیشمار پیدا ہوتا ہے کہ جہانتک دیکھتا ہے وہانتک وحدت ہے اور وحدت اسکی لا شریک لہ ہے دوسرا نہین وہی عشق ہے اسیکو ہمہ اوست کہتے ہین عین ہے اور غیر کہان وحدت الوجود کا مسئلہ مسلم اور صحیح ہے البتہ دیدۂ کور کو سرمۂ عشق کا درکار ہے کہ طالب کی بینائی کو اس سے قوت ہوتی ہے آتشکدہ اور کلیسا اور بتخانہ و مسجد مین وہی دو چار ہے وہی چلتا پھرتا ساکن و متحرک و محسوس متجزی آدم ہے جناب رسول الثقلین فرماتے ہین خلق اللہ آدم علی صورتہ ای برادر روح القدس عین ہے غیر نہین سمجھو بلکہ وہ عشق عین مقتدر ہے مطلق خبر تیری اسکو نہین بیخبر ہے تو تجھی طالب کو ہے اگر کوئی غیر ہوتا تو اسکو خبر تیری ہوتی اور تو بیخبر رہ جاتا فی الجملہ تو ہی تو ہے اور ابتو تو خودکو نہین پہچانتا جبکہ پہچانت ہو جائیگی تو دوئی ناپیدا ہوگی مصداق اسکے کہ ما عبدناک اجتہاد ہمہ ما عرفناک اعتقاد ہمہ اور یقین جانو کہ ہر طالب کا رہبر عشق کامل ہے چنانچہ خواجہ محمد گیسو دراز فرماتے ہین ابیات

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز — کہ حقیقت کند برنگ مجاز
عشق میبازد خدا با خویشتن — غمزہ بہانہ در میان مرد و زن
عشق گویہ بے پنا و بے نشان — سر عشق است این بیان جانفشان
عشق اول عشق آخر جاودان است — با خودی خود بباز و داستان
عشق سوز و عشق نار و عشق دار — عشق پنج و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آب و عشق خاک — در حقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق او و عشق راہ — بر سر خود عشق پوشد ہمچون کلاہ

عشق عرش و عشق کرسی رازدان / ہم قلم ہم لوح و ہم محفوظ خوان
عشق شمس و ہم سما و ہم زمین / ہم فرشتہ در شمار و ہم کمین
عشق روش ہم بہ نجم و ہم بروج / باخودی خود ہم نزول و ہم عروج
عشق میوہ عشق تخم و عشق گل / عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل
عشق در صورت جمال خود نمود / جملہ اشیا در حقیقت عشق بود
عشق است از عالم الٰہی / معلوم کسے نشد از کماہی

اور رسول مقبول فرماتے ہین الحادث اذا قرن بالقدیم کشف لہٗ اور جبکہ باہم طالب کا وصل ہو جاتا ہے اسوقت اوسکو بیخبری اور حیرت رہتی ہے کہ وہ خود مین خود نہین رہتا اور نہ کہین جاتا الا عشق جانتا ہے اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ آدم و عالم خلق ہی اور قدیم ہے اور قائم و دائم ہے اور نہ کہین سے آیا اور نہ کہین جائیگا واقعی کہ ایسا ہی ہی ہو ہو ہوا فہم من فہم کما قال اللہ تعالے فی انفسکم افلا تبصرون اور حدیث شریف ہے انا فی الحلۃ واحلۃ اور اسباب کو خوب غور اور لحاظ کرو کہ جو اس کائنات کے اندر اور باہر ہے وہ سب اسیکی ذات ہی اوسکی کنہ اور ماہیت دریافت ہونا بہت دشوار ہے اگر طالب کا قلب لائق اور رسیدہ ہے تو وہ اپنی عقل اور ذکاوت سے تخم عشق وحدت کا جما کر کثرت کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لیگا ورنہ تربیت نااہل حجتی کو جیسا گیند اوپر گنبد مدور کے قرار نپاویگا ایک مدت تک اسپر بازی کرتا پھر کر اپنی اوقات ضائع کرتا ہے اور خلاصہ یہ کہ ہر شی جاندار ہے چنانچہ جان ہر جاندار کی روح القدس ہے اور قدس اسم حضرت عشق کا ہے وبس۔ **تعریف ذات** حضرت شیخ عشق مطلب آن حضرت شرف الملۃ والدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ واللہ بالمہ تحقیق فرمایہ

قطعه

عاقلان را شرح تکلیف آمده است
بیدلان را عشق تشریف آمده است
از در جسم تا بکعبهٔ دل
عاشقان هزار و یک منزل
اندرین ره رفیق کو دل را
توشه کن صد هزار منزل را
شرح دادن حال عاشق با دوان
از عبارت برتر است و از بیان
بر بند زبان که عاشقانش
در عشق نمی خرند گفتار
در بتکده در آی و بنشین
می بند بر دست خرقه زنار

حضرت غازی الدین احمد شاه عجمی رحمت الله علیه یه مثنوی فرماتے ہیں ؛؛

کجائی تو اے عشق عاجز نواز
کجائی تو اے محرم اہل راز
کجائی تو دمساز سوز و گداز
کجائی تو همراه راز و نیاز
کجائی که از دوریت مرده ام
کجائی که بے تو دل افسرده ام
کجائی بیادت دلم می طپد
بدل خار خار عجب می خلد
کجائی که بے تو ندارم قرار
کجائی که بے تو نیابم قرار
بود عشق سرمایهٔ زندگے
به عشق است پاینده زیندگی
بود عشق دین عشق ایمان من
بود آیت عشق در شان من
بود عشق پیغمبر رهنمائے
بود عشق رهبر مرا تا خدائے
بود عشق آئینه بے غبار
نماینده جوهر روے یار
بود عشق زنجیر وارسته ها
کند عشق تدبیر دل خسته ها
ز عشق آدمی رتبه و قدر یافت
تلطف و جاه بر صدر یافت
ز عشق است افزونئے جاه مرد
ز عشق است مجنون دل اہل درد

ز عشق است فریاد بلبل بباغ
ز عشق است گل را معطر دماغ
بهر دل که زد خیمه سلطان عشق
بود بر درش عقل دربان عشق
ز عشق است تدبیر رای همه
ز عشق است محکم بنای همه
ز عشق است مینای می خوش کلام
ز عشق است در بزم بستان نظام

اور حضرت شاہ شرف الدین احمد بو علی قلندر رحمت اللہ علیہ یون ارشاد کرتے ہین

عشق کو بے بال و پر طیران کند
عشق کو در لامکان جولان کند
عشق کو تا تاج سلطانی نهد
عشق کو تا ملک سلیمان میدهد
عشق کو تا عقل را زایل کند
عشق کو تا عقل را حاصل کند
عشق کو تا جام مدهوشی دهد
عشق باید تا فراموشی دهد
عشق باید تا دهد جام شراب
عشق سازد ساغر می آفتاب
هیچ میدانی که اصل عشق چیست
عشق را از حسن جانان زندگیست
عشق کو تا چشم دل بینا کند
عشق کو تا سینه پر سودا کند
حسن جانان چون نظر در خویش کرد
گشت شیدا عشق را درویش کرد
عشق چون جستی در معراج حسن
بر سر عاشق نهد صد تاج حسن
عاشق و معشوق گشتند هر دو یک
هم توئی معشوق عاشق نیست لیک
ای که گشتی واقف از اسرار عشق
نه قدم مردانه اندر کار عشق

اور جناب پیر پیران شیخ عبد القادر جیلانی غوث صمدانی محبوب سبحانی یہ فرماتے ہین

عشقا بیا که مغز گردان خودی
با شیر دلان چه رستمیها کردی
اکنون که بار دو سه مغز برد آوردی
هر حمله که داری نکنی نامردی

اور مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یہ ابیات فرماتے ہیں

شاد باش ای عشق خوش سودای ما — اے طبیب جملہ علتہاے ما
ای دوای نخوت و ناموس ما — ای تو افلاطون و جالینوس ما
عشق آن شعلہ است کو چون بر فروخت — ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
در نگنجد عشق در گفت و شنید — عشق دریائیست قعرش ناپدید
شرح عشق از من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد وان ناتمام
عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل
ملت عشق از ہمہ دینہا جدا است — عاشقان را مذہب و ملت خدا است

اور حضرت شاہ مینا قدس سرہ لکھنوی یہ بیت فرماتے ہیں

تو اول سر بنہ بازی کجا پا می نہی بالا — دلا این کوچہ عشق است نباشد جادہالا

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یون فرماتے ہیں۔ ابیات۔

دلی فارغ ز درد عشق دل نیست — تنی بی درد دل جز آب و گل نیست
ز عالم رویت اور در غم عشق — کہ باشد عالمی خوش عالم عشق
فلک سرگشتہ از سودای عشق است — جہان پر فتنہ از غوغای عشق است
اسیر عشق شو کاندیشہ اینست — ہمہ صاحبدلان را پیشہ اینست
اسیر عشق شو کازاد باشی — غمش بر سینہ نہ تا شاد باشی

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمن فرماتے ہیں

عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد — ہمچو صنعان زاہدان را بہ زنار آورد

محققان سلف نے درجات عشق کو ایک دوسرے سے بتفصیل بیان فرق کیا ہے بالجملہ اٹھا

تفصیل مدارج عشق کہ ابتدا مین کیا نام اور انتہا کا کیا نام

درجے حضرت عشق کے ساتھ ان ناموں کی آغاز سے اور انجام تک کہ تکمیل پاتا ہی یون ایک دوسرے سے کم و زیادہ ہین ابتدا شوق - ارادت - موافقت - میل - موانست مودت - طلب - ہوا - ولع - خلت - صبا - محبت شفقت - ہیم - ولہ - اغرام ذوق - انتہا عشق - واضح ہو کہ لفظ عشق تین حرف سے مرکب ہی عین عبارت ہی نفی عقل سے یعنے دفتر عقل جل جاتا ہے اور شین عبارت ہی شرک دوئی اور شرم سے یعنے شرک اور شرم دونونکو محو کر دیتا ہے دلسے اور قاف عبارت ہے نفی قلب سے یعنے جبکہ عشق ہوا وہ سب نفی ہو جاتا ہے اسطور پر کہ سلب ہونا عقل کا اور شرک و شرم گریز کر جاتی ہین اور دل سب علاقون سے جدا ہو کر فرسودہ و بیکار بن جاتا ہی اسوقت طالب کو مطلوب ملتا ہے یار جانی دوست روحانی ایک جان دو قالب ہوتا ہے کہ یہ ایک کیفیت خاص وجدانی ہے کہ جسکی صراحت الفاظ بیانیہ سے دشوار ہے بلکہ ممکن نہین غرض عشق کی چھ منزل ہین منزل اول شریعت اسمین سماعت کرنا صفت جمال و کمال محبوب کا ساتھ شوق و ارادت و موافقت کے منزل دوسری طریقت طلب کرنا محبوب کا ساتھ میل و موانست و مودت و طلب کے اور منزل تیسری حقیقت سامنے رہنا اُسکے ساتھ ہوا و ولع و خلت و صبا کے اور منزل چوتھی معرفت یعنے محو کرنا خودکو ساتھ چلنے طرف اُس مطلوب کے ساتھ بدرقہ محبت و شفقت و ہیم و ولہ کے کی پانچوین منزل وحدت یعنے وجود فانی اپنے کو توڑنا ظاہر مین ساتھ اغرام اور ذوق کے اور چھٹی منزل اخیر یہ ہے کہ عالم حیرت مین وحدت کو موجود رکھنا ساتھ عشق کامل کے کہ ہر وقت اُسی مین مصروف اور مست رہے باطن مین اور جبکہ طالب باطن مین مست ہوا تو شوق باہر کے [illegible] مین ضرور نہین کہ وہ از خود ظاہر ہو جاتا ہے اور خارج ہو جاتا ہے

اب اس مقام پر حضرت خواجہ شمس الحق تبریزی فرماتے ہین

دلم کز بادۂ خمار شد مست
تنم از صحبت دلدار شد مست
نہ من تنہا درین میخانہ مستم
ازین می ہمچو من بسیار شد مست
بہ میخانہ گذر کردم چو دیدم
خطیب و قاضی ہوشیار شد مست
گلستان ارم را سیر کردم
چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین می جرعۂ پاکان چشیدند
جنید و شبلی و عطار شد مست
ازین می جرعۂ دادند بہ منصور
انا الحق میزد و بر دار شد مست
بروی پاک دین شمس تبریز
کہ ملا بر سر بازار شد مست

سمجھو کہ یہ وہ شراب باطن ہے کہ حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ

عجمی جس شراب عشق کی تعریف مین یہ ابیات مثنوی فرماتے ہین

بنام شراب سخن آفرین
کند ہر زبان و دہان آفرین
سخن یابد از نشأہ اش رتبہ
مرتب بنامش کند خطبہ
سخن را اگر سوی دل او نشاند
کہ در کار دل ہیچ مشکل نماند
فروزندۂ آتش سینہ ہا
ز سینہ بر آرندۂ کینہ ہا
مروت نگاہ محبت آلہ
بجان غیر دشمن بدل یار خواہ
نشانندۂ نقش الفت بدل
نمانندہ جوہر آب و گل
نگارندۂ لعبت بے عجمی
کشایندۂ پردۂ محرمی
بدل جاے ساز تمناے وصل
بروز آور شام شبہای وصل
تکلف گریزد تعلق گزین
برافشانندہ دستی ز دنیا و دین

زبس صاف دستش بود لاے تو
توان دید در روے چو آئینه رو
نظرکن در آئینه روی گل
بیاور در شیشه ابے از بوی گل
بسوز و نگرمی دلِ سرد را
دہد باہم الفت دل و درد را
بدل جاے سازِ تمناے دل
بزور آوری خود تمناے دل
شود رنگ رخسار از جلوه گر
اثرہا کند در دلِ بے اثر
نماینده طرز خوش مشربی
نشاننده نقش بے مطلبی
با واقفے طبعِ غمناک را
نظرہا با و چشمِ نمناک را
ازان می که رنگینی لعل از وست
مرکب چو گل جنبش از رنگ و بوست
ازان می که نامش آمد بگوش
رباید ز ما جوہرِ عقل و ہوش
ازان می که تابانش آفتاب
نماند میان من و او حجاب
ازان می که در سینه ما جا گرفت
دل از بے غمی راه صحرا گرفت
ازان می که در جام خوش مشربی
تواند بزور آورد بیکشی

اور باور کرو که جو دریاے عشق کے شناور ہین عشاق شطار وہی ہین که جو دور ریاضتون سے بھاگے اور صحبت خلق سے حذر کرے اور کام انکا سواے اشتیاق اور درد کے اور ذکر و فکر کچھ دوسرا نہین ہوتا - لا اعلم رباعے

مارا نه مرید ورد خوان می باید
صاحب دردی و سوخته جان می باید
عشاق نه پدرسے حافظ قران باید
آتش زده به خانمان می باید

اور لاشک وه لوگ واصل حق ہوتے ہین اور وه پاکی نفس اور صفائی کرنے قلب و جلا دینے روح پر شب و روز مصروف رہتے ہین سچ ہے که مردان خدا ہین

وہی ہین اہل دنیا کو انکی شناخت کی آنکھ نہین کسیکا شعر ہے کہ شعر

خاکساران جہان را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

اور تحقیق اور درست اور صحیح کسیکا قول ہی بیت

مردان خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

اور دوسرے وہ لوگ بوالہوس کہ تعلقات دنیا سے خود کو علیحدہ نہین کرتے پابند شہوات ہر بات کے ہین اور ذات سے بجز راحت و آرام کے کچھ ہو نہین سکتا یہ انکو دیکھکر ارادہ کرتے ہین کہ ہم بھی عاشق اللہ کہلائین کسقدر حماقت نے گھیر رکھا ہے توبہ توبہ - **جلوہ نمائی عشق** - کہ یہ ایک طرح اور ایک قسم پر کبھی نہین کرتی کہین کچھ کہین کچھ مگر یہ منصب تو انکا صحیح ہے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین بیت

آہ من العشق وحالاتہ
احرق قلبی بحر اراتہ
ما نظر العین الی غیرکم
اقسم باللہ و آیاتہ

مگر کس کس ڈھنگ اور رنگ پر طالب کو لاتا ہے اور کیا کیا بظاہر خستہ اور خراب کرتا اور نشانہ ملامت بناتا ہے مگر شوق ایسا بڑھاتا ہے تا آنکہ مطلوب سے ملاتا ہے واہ اسکی عجب جلوہ گری ہے ایک رنگ نہین ہزار رنگ مین عقل طالب کو دریافت کرنا محال ہے کہ اسکی البیلی چال ہے لیکن اسکی راہ مین بجز عشق کے دوسرا شریک نہین مجبوری اور بیکسی اور لاچاری اسکے پاس یہی ہمدم یہی مونس یہی شفیق یہی آشنا مگر جبکہ طالب کو کچھ حسن محبوب سے ایک طرح کا ولولہ دل مین پیدا ہو جاتا ہے تو عجب حال اسکا ہوتا ہے چنانچہ یہ مسدس ترجیع بند حالی دہلوی کا تا ہر حال اسکے ہے

چکنم کہ فغان نہ اگر نکنم دگرم چو ز دست بعشوہ گری
نہ رخ جگلی طلب جو بلی بغمزہ نگاہ و بہ فتنہ گری

بکرشمه عرمده غنج نگاه بجان چو حور و به حسن پری
بادای چو سرو روان چمن بخرامش جلوه کبک دری

بربود دلم بت زهره جبین اللاله وجه کالقمری
موری نینونسے نینان لا سکھی من موہیہ لیا مورا شام ہری

همه روز چه حلقهٔ آه و فغان که بگوش فلک همی فگنم
همه شب چه بگریه شور فزا که عمارت دل همی شکنم
گهی شورش ناله و گریه کنم گهی چاک بدامن سینه زنم
نه شکیب نه صبر درون دلم نه قرار نه تاب و توان تنم

بربود دلم بت زهره جبین انلاله وجه کالقمری
موری نینون سے نینان لا سکھی من موہنہ لیا مورا شام

چه علاج کنم بکجا بروم بچه طور کنم غم خویش بیان
نه حواس بجا و نه هوش بجا نه خرد بسرم نه توان بزبان
نه قرار بسینه نه صبر بدل نه توان به تنم نه شکیب بجان
همه شام بناله همی گذرد همه روز بگریه و آه و فغان

بربود دلم بت زهره جبین انلاله وجه کالقمری
مورے نینونسے لا سکھی من موہنہ لیا مورا شام ہری

شنمت که واعظ هرزه سرا الف نصیحت و پند مرا
کند از دم صحبت عشق جدا سوکار جهان شده رهنما
نه غم و درد فراق بتی شده قید کند عنا و بلا
نه رفیق کسے نه انیس کسے همه وقت بناله شور فزا

بربود دلم بت زهره جبین انلاله وجه کالقمری
مورے نینونسے نینان لا سکھی من موہنہ لیا موری شام ہری

بادای که کبک دری محلش نه بنگاه که سر چشمه ملک
چه خدنگ ز شست رها بشود گذرد بهمه مردم ز زره حلق فلک
بجمال که روشنی ازو شده بس همه چشم جهان سماک
بغرور نگاه تغافل خود بحیا دل بشرم زیاده تر لیک

بربود دلم بت زهره جبین انلاله وجه کالقمرے
موری نینونسے نینان لا سکھی من موہنہ لیا مورا شام ہری

گہے جامہ پست جنون بدرم گہی سیل و مضطر و دربدرم — گہے گریہ کنم گہے شور کنم گہے نالہ کنم گہے نوحہ گرم
گہے سنگ ملامت و رسوائی شدہ پارہ کن ہمہ مغز سرم — گہے تیغ ہموم و الم نہان شدہ تا بجگر ہمہ سینہ درم

بر بود دلم بت زہرہ جبین انّ لالہ وجہ کالقمری
موری نینوں سے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

نہ زسیر گلست نشاط مرا نہ بباغ جہان دل من شگفد — چو شگوفہ فشرد طبیعت من چہ اگر بہوائے چمن شگفد
بفصل نشاط نمی شگفد چہ بموسم خشک خزن شگفد — ہمہ داغ ز دیدن گل چمن بجدا کہ چو لالہ تن شگفد

بر بود دلم بت زہرہ جبین انّ لالہ وجہ کالقمری
موری نینوں سے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

شبی مست نگہ بت ناز و ادا بجمال فگندہ نقاب حیا — بقدی چو صنوبر جلوہ نما برخیکہ ز ماہ فزون بضیا
چہ نہ سر شدہ رنج و ہموم و الم ز کرشمہ عربدہ بر سر ما — ز شکیب و ز صبر و ز تاب و توان بنمود ہزار دریغ جدا

بر بود دلم بت زہرہ جبین انّ لالہ وجہ کالقمری
موری نینوں سے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

نہ حبیب مرا نہ انیس مرا نہ جلیس مرا نہ حریف مرا — نہ شفیق مرا نہ رفیق مرا بجز این تن زار نحیف مرا
ز فروغی کاہش رنج و الم شدہ کہ ہمہ جسم ضعیف مرا — ہمہ عیش و نشاط ز فرط فغان شدہ است منقطع [illegible] مرا

بر بود دلم بت زہرہ جبین انّ لالہ وجہ کالقمری
موری نینوں سے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

اور جبکہ طالب کو کچھ کسب کرتے کرتے فی الجملہ ڈھنگ اس رنگ کا ہاتھ آجاتا ہے تو اسطرح سے اپنے کو سنبھال کر عشق کو اپنی طرف بلاتا ہے چنانچہ اس موقع پر حضرت غازی الدین احمد شاہ عجمی یہ مثنوی فرماتے ہین۔ مثنوی

بهار است ای ساقی خوش کلام   چو ساقی تویی می نباشد حرام
بهار است ای ساقی باده نوش   بهار است ای ساقی گل فروش
بهار است ای ساقی خوب روے   بهار است ای ساقی مشکبوے
بهار است ای ساقی گلبدن   بهار است ای آفت هوش من
بهار است ای ساقی خوش سخن   بهار است ای راحت جان تن
بهار است ای ساقی گرم خوے   بهار است ای ساقی رنگ و بوے
بهار است ای ساقی مهربان   بهار است ای دشمن خانمان
بهار است ای ساقی کام بخش   بهار است ای ساقی جام بخش
بهار است ای ساقی مست ناز   بهار است ای ساقی چاره ساز
بهار است ای ساقی گلعذار   درین فصل ساقی بمستی هزار
بهار است ای ساقی گل قبا   بیا و بیا و بیا و بیا و
بیا ساقی گل جبین کسے   بیا ساقی نازنین کسے
بیا ساقی عشوه ساز کسے   بیا ساقی مست ناز کسے
بیا ساقی آشناے کسے   بیا ساقی دلربائے کسے
خدا را دگر انتظارم مده   دگر دردسر از خمارم مده
می لاله گون ریز در جام گل   که فصل بهار است و ایام گل
ازان می که آن عشوه سازی کند   بمعشوق هم بی نیازی کند
بمن ده که از غم بجان آمدم   ندانم چرا در جهان آمدم
غزلی می سرایم بشوق کسے   که چون من گرفتار دارد بسے

[illegible]

نشد سیر چشم از تماشائے او
دل است و همین یک تمنائے او
زبس نازکی رنجه خواهد شدن
حنا گر ببوسد کف پائے او
ز شور جنون سر بصحرا زند
فتد در سر هر که سودائے او
نگه را بحیرت کند آشنا
برد دل ز آئینه سیمائے او
قسم میخورد سرو با فاخته
برعنائی و قد و بالائے او
کند سوره یوسف اوراد خویش
دل از مصحف روی زیبائے او
رهائی ندارد ز چنگش دلے
بنازم به مژگان گیرائے او
به بلبل رسیده است حرف لبت
بگوش گل افتاده غوغائے او
بتار نفس آه پیچیده درد
بیاد دل آمد اداهائے او
زیاد لب یار غازی بگو
شد از شهد شیرین سخنهائے او

اور تصور کرو کہ حضرت عشق کے کوچہ کی سیر مین عجب حال ہوتا ہے اس متوالی مین کیا کیا رسوائی ہے نہ دل کا ٹھکانا ہے نہ راز کا چھپانا ہے وہ جوش دریا آپسے آپ ابلتا ہے کسی سنبھالے سے نہین سنبھلتا ہے جب حضرت عشق شور فرماتے ہین عقل و ہوش خود بخود گریز کر جاتے ہین راہ کے تنکے چبھ جاتے ہین غول لڑکونکے پتھر کنکر مارتے آتے ہین اہل دنیا اسکا تماشا دیکھتے ہین حال ذلت سے اسکے آنکھین سینکتے ہین جسوقت اسکی بھبتی ہے لوگ بھاگتے ہین سوتے سوتے جاگتے ہین حال خراب اسکا دیکھکر کوئی تفریق کرتا ہے تقدیر پر اسکی الزام دھرتا ہے ہان کوئی بنظر حق نہین دیکھتا آنکھ دانستہ چھپایا گیا اور کمیا اور کون کس ذوق شوق مبتلا ہے کوئی نہ سمجھا یہی فضل خدا ہے اس موقع پر چند ابیات حضرت شرف الملۃ والدین احمد رحمۃ اللہ علیہ منیری کے سن لینا چاہیے

جهان چیست دیگر زرق بازی جهان هیچ است الا عشق بازی
چیست آدم چیست حوا عشق بس گرچه آمد صد هزاران پیش و پس
عشق سلطان است در هر دو جهان عقل منفعل تا شد اندر ان
خدا بود عاشق به خود اے گدا جهان کرد آئینهٔ خود نما
وجودی ندارد کسے جز خدا همانست باشد همه بجا
تماشائے خود را بخود می نمود جهان عاشق و عشق و معشوق بود
آنکس که ز عشق باریک توی شود پیدا و نهان ز عشق چون موی بود
در عالم عقل پائے بستی در فتح قلم شود که مستی
این سخن گر عاقلی گوید خطا است نیک از دیوانه و عاشق بجا است
هر که او شوریده چون دریا بود هر چه گوید از سر سودا بود
چون بگستاخی رود زایشان سخن هر دو چون دیوانه باشد رد مکن
خیر و شر حمله نه آنجا میرود گفتهٔ دیوانه زیبا میرود
چون زند دیوانهٔ زان شیوه لاف تو ز سر کوری مکن با او مصاف
تو زبان از شکوهٔ او دور دار عاشق دیوانه را معذور دار
لاجرم دیوانه را گرچه خطا است هر چه بگوید به گستاخی روا است
هر چه از دیوانه آید در وجود عفو فرمایند از دیوانه زود
پیش آنکس که عشق رهبر اوست کفر و دین هر دو پرده بر در اوست
کفر و دین عقل ناتمام بود عشق با کفر و دین کدام بود
عشق با سر بریده گوید راز زانکه داند که سر بود غماز

گر ز ضرب او جراحت میرسد — گو ز مرہم نیز راحت میرسد
لیک اگر دیوانۂ اے ہوشیار — ہیچکس را با تو نبود کار و زار
گر زبان گردد دو گیتی سالہا — ہم نیارد داد شرح آن حالہا
ز مستی گر بگوید رمز عشقش — غیر اینش در شریعت دار باشد
گفتگوی اگر بہ حالت کشف — ہر کہ گوید ازو خطا نہ بود

رباعی

آنکس کہ دلش محرم اسرار نباشد — با عشق ورا در دو جہان کار نباشد
در زہد بود منبر و محراب بتحقیق — در عشق بجز بادہ و زنار نباشد
نفس و روح و عقل و دل ہمہ کیست — ہریکی را درین رہ کی شکیبست
دیدی کہ بلشکر عشق رزمے — حلاج بگفت و رفت بر دار

یہ پند واسطے رہنمائی اُس طالب کے کہ جسکی طبیعت مستقل نہ ہو یعنی طالب جب علمائے ظواہر کے پاس جاکر باتین سنتا ہے تو دل اُسکا اُسطرف رغبت کرتا ہے اور جب صوفیون باطن کی طرف مائل ہوکر باتین سُنتا ہے تو اسطرفکو شوق اپنا بڑھاتا ہی غرض کسیطرف کو دل ٹھکانے نہین رکھتا بہکتا پھرتا ہے یہ بہت بڑا سخت عیب ہے اور پیر کو ایسے مرید کا بار عظیم اٹھانا پڑتا ہوتا ہے درحقیقت کہ جس طالب کا دل ظاہر اور باطن کے جھگڑے مین پڑکر پریشان اور افسردہ ہوجاتا ہے وہ نادیدہ کیا کرسکتا ہے کہ ایکطرف شرعی دُرّہ تعزیر ہے دوسریطرفسے ترغیب باطنی کی پاؤن زنجیر ہے اور تیسرا شیطان واسطے تخریب طالب کے گلوگیر ہے ایسی حالتون مین طالب گھبراکر استقلال کو چھوڑ دیتا ہے دل سے مشورہ کرتا ہے کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون اُس کو سب طرح مشکل کا سامنا

ہوتا ہے اور رجیم علیہ اللعن تو روز ازل سے بنی آدم کے ساتھ عداوت قاطبہ رکھتا ہے اُسی منظور رہتا ہے کہ لباس خیر طالب کو تباہ کرے بطور خود مردود بنا دے مگر جسکو اللہ چاہتا ہے وہ شخص بطفیل واسطہ مرشد کے بچ رہتا ہے پس انسان کو ضرور ہے کہ اس جہان فانی سے گزر کے عالم جاودانی کو ساتھ خوشنودی اور اسباب بہتری کیجا کرتا کہ آخرت میں لطف اٹھائے خیال کرو کہ جو بزرگان دین متین باطنی سابق گزرے اُنھوں نے کیسے کیسے کسب سے اپنی اوقات کو ضبط کیا اور اپنے کو کیا بنایا کہ باری تعالیٰ کو پسند آیا اور یہ بھی راست ہے کہ بدون اُسکی ہدایت اور فضل کے کچھ نہیں ہوتا مصداق اسکے کہ لا یتحرک ذرۃ الا باذن اللہ لیکن ظہور خیر و شر دونوں کا اُنکے عمل پر ٹھیرا ہے مثلاً کوئی شخص ہاتھ پاؤن باندھ کر اور منھ کو سوزن اور رشتہ سے بخیہ کر کے بیٹھ رہے تو کیونکر کسی امر کا ظہور ہو گا چاہیئے کہ عمل بہتر کرکے انجام کار اسکا توکلت علی اللہ ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ زمین شور میں تخم بد ڈالے اور اسپر ثمر نیک کے رکھے اگر ایسا کرے تو اُسکو سودائے خام کہتے ہیں اُسکے نشانی کو اگر بصراحت لکھوں تو ایک دفتر طول ہو جاوے اس سبب سے مختصر پر کفایت کی اور ابیات مطلب خیز پند آمیز بزرگان سلف کہ جس سے لوازمات ضبط عبادت کی طالب کو معلوم ہوں وہ احادیث اساتذہ سے تسطیر کیے مناسب ہے کہ بغور نظر کر کے طالب مطالب اُنکے یاد کر کے مشغول ہو ورنہ جب یہ زمانہ حیات گزر جائیگا اور نقیب القضا ہاتھ آئیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا نہایت پریشانی دامنگیر اور بجز افسوس کے سوا اُس وقت کوئی تدبیر نہ ہو سکیگی اور جبکہ اسنے کوچ کیا تو اُس منزل علم الیقین کو کوئی دوسرا نہیں ہے کہ جو ساتھ دیکے اور تشفی کرے اور ایام گزرے ہوئی زیست کی پھیر کیا دے اسصورت میں لازم ہے خبردار ہووے

خبردار خواب غفلت سے ہوشیار لیل و نہار ہمین بیدار رہے آیندہ طالب کی سمجھ کا اختیار ہے مرشد لاچار ہے مگر کان رکھکر بات سنو اور سمجھو تو جھو کہ یہ مقولات غور و تعمق کے ہین

ابیات اساتذہ

چشمت نگران و دل بخواب ست
در دست چہ شد اگر کتاب ست

اگر صاحبدلی در دل نظر کن
بچشم دل بروے دل نظر کن

بہین دل را چہ روے پاک دارد
نہ آن رو کان خمیر از خاک دارد

بیا بنشین بہ خلوت خانہ دل
مقام حق بود کاشانۂ دل

دل است آئینہ دار روی دلدار
کجا آید ز آب و گل چنین کار

دشمن ہمہ وقت در کمین است
غفلت نہ شعار دوربین است

گستاخ مکن تو نفس بد را
گوسالہ شیر ست خود را

گر نفس بخواہد از تو گلقند
خاکش بدہی تو لقمۂ چند

تا ساقی عشق و جام جانست
این بادہ نصیب عاشقانست

خوش نشہ دارد اینچنین مے
مستان دانند قدر این مے

این بادہ بجان خرند مستان
گر اہل دلی تو نیز بستان

ما جملہ مسافران این رہگذریم
توئی بجہا چہ سخت کوتہ نظریم

یاران ہمہ آمدند و رفتند ہنوز
ما ز آمد و رفت خویشتن بیخبریم

عارف حق شناس را باید
کہ بہر سو کہ دیدہ بکشاید

چشم دل را کار فرما سوئی دوست
خویشتن را ہم ببین جز روی دوست

چند باشی در نقاب اعتبار
این صدف را بشکن و گوہر بر آر

گر بخود بینی به بینی پوست را   ورنه خود بینی به بینی دوست را
در خلوت دل نشسته میکن سفرے   شاید که خضر بشهر دل هم گذرے
توئی اگرت هواے جانان باشد   از دیدهٔ دل بروی دل کن نظرے
قطرهٔ دریاے دل جیحون بود   این پُر از آب ست وآن ازخون بود
تشنهٔ آب محبت خون خورد   آنکه آتش قوت باشد چون خورد

رباعی

ای بنده چو بندگی نکردے   از بندگیت که کار دارد
چون او تو دگر خدا نداری   او به ز تو صد هزار دارد
تسبیح درکف توبه برلب دل پر از ذوق گناه   معصیت را خنده می آید ز استغفار ما
زبان در ذکر و دل در فکر خانه   چه حاصل زین نماز پنجگانه
چه شد گر مصحفم در پیش باشد   چو دل در فکر گاؤ میش باشد
یکدم یاد ملک ذو الجلال   خوش بود از عمر صد و بست سال
مولوی گشتی و آگه نیستی   خود کجائی از کجائی و کیستی
آدمیت مشکلست ای آدمی   چون بدین زور آوریا بیغمی
آدمیت لحم و شحم و پوست نیست   آدمیت جز رضای دوست نیست
آدمیت گر بقوت میشدے   گاؤ خر از آدمی بهتر بدے
سبزه خط گلستان عذار   خوش بود اما چو گل ناپایدار
چون قرار رنگ گل جاوید نیست   پس ترا زین بوستان امید چیست
گمان مبر که زر و سیم داده اند ترا   ودیعتی است که داری بدست روز چندے
چه شود گر نشوی غره بر متاع کسی   چو موش بر سر دکان روستا خورسند

رو در ره یونسون بالغیب
بربان مطلب که میکنم عیب

این مدرسه نیست جاے آواز
از سینه بیرند راز

ای شیخ مسافر رهٔ حق بے مطلبے
تا چند نشستهٔ بدرس عربی

دیوانهٔ ما به کنگرهٔ عرش رسید
از راه کمند نالهٔ نیم شبی

صیاد فلک نهاده دام بردوش
از بهر شکار ماکسان بیهوش

ای واے برین شعور و نادانی ما
او در پی ما و ما بخواب خرگوش

بر جمال او حجاب حیرت است
هر کسی مست شراب حیرت است

بیخبران تخم امل کاستند
آخر ازان کشت چه برداشتند

رخت عمل بند که تاجر شدی
آدمی و باز مسافر شدی

عشق انگرو پنبه زار هوش است
همراهی آن نه کار هوش است

عشق سوزان آتش و عاشق خسی است
عاشقی کردن نه کار هر کسی است

عشق در هر دل که آتش برفروخت
خاک کرد او در پس خود هم بسوخت

رباعی

توئی بخیال آنکه عدلش خواهی
دردا که کنی نماز و بدلش خواهی

آن به که گنه کنی و در روز حساب
شرمنده روی به پیش و فضلش خواهی

این بادهٔ جام اهل درد است
این بیشه مقام شیر مرد است

پروانه لعشق شمع جان داد
زنهار مگس نمیتوان داد

ای آنکه خوری وظیفه از خوان خدا
صد حیف که سرکشی بفرمان خدا

زین پیش چه بودی و چه هستی امروز
برباد مده حقوق و احسان خدا

حاصل نشد از وجود سودے
تا صبح چه شدی اگر نبودے

درین گرداب کار ناخدا نیست امید ما بجز فضل خدا نیست
درین کشتی متاع دین و دنیا است چو برگردد بساحل طالع ماست

ازان در بوستانم بلبلی نیست که غیر از شاخ سرو انجا گلی نیست

بکار او نشاید هم بد کرد بدی را بایدم نسبت بخود کرد

ای لعل درون تو دهٔ خاک هم زهر خودی و هم تو تریاک
خود رهزن و خود بدرقهٔ راه دینی شیطان خودی چو نیک بینی

خود تیر خدنگی و نشانه صیاد خودی درین زمانه

اگرچه در جهان صد یار داری چه شد آخر بیک کس کار داری

طاعت که برای خلق کردی بدنامی کهنه دلق کردی

حقا که معاصی و گناه کار بهتر ز عبادت ریاکار

یک نکته بس است اگر شعور است ورنه چو چراغ پیش کور است

قطعه

دی شب بچمن بخواب غفلت بودم تا آنکه سحر شد و نگشتم هوشیار

ناگاه خروش بلبلان سحری تا صبح چو بگوش من رسید از گلزار

برخاستم و بخود ملامت کردم صد حیف که من بخواب و مرغان بیدار

زین دست شکسته برنیاید کاری یاران چه توان شدن مرا آخر کار

بیدم یادش بناشی یک نفس بندهٔ خدمتگذارش باش و بس

این ظرف گلی هنوز خام است دولت نه نصیب هر کدام است

این پردهٔ دودمان درد است این پرده کسی درد که مرد است

ای صائم دهر و قائم اللیل :: یکدم بشراب هم بکن میل

آن باده که صاف از زلال است   آن می که بشرع هم حلال است
آن باده که بی خمار باشد   آن نشه که پایدار باشد
آن که درد سر رباید   آن می که بشر نظر گشاید
آن می که نباشد از عقاقیر   در شرع نه حدان نه تعذیر
گر جرعهٔ آن بکام ریزی   در حشر ز گور مست خیزی
یاری عالم نیاید هیچ کار   سعی کن در یاری پروردگار
آن زمان چون ساز بانگ منی بود   دامن یا در پناهت کی بود
تونگری نبود مال دیگران خوردن   فقیربان گدائی تونگران نه کنند
دی شب اندر بوستان نوبهار   داشتم پاکیزه روئی در کنار
در چمن من بودم و دیدار او   تا رخ از جور رقیب زشت خو
در چمن من بودم و دلدار بود   لیک نرگس بر سرم بیدار بود
گفتم ای نرگس خدارا چشم پوش   تا نه بینی عیب رند باده نوش
کی به بیباکی کنم بوس و کنار   چون تو باشی پیش من آئینه دار
گفت ای خجلت گر دیوانهٔ   از شعار اهل دل بیگانهٔ
ما بگلشن جز تماشائی نیم   چون تو غوغائی و هرجائی نیم
مشرب ما بسر خاموشی است   در طریق ما گنه سرگوشی است
در چمن هر نیک و بد را دیده ام   ازکه چشم خویشتن پوشیده ام
عیب گوئی گر شعار من بدے   هر خسی این گلشنم دشمن بدے
گرچه چشم خویشتن واکرده ام   چون سخن چین نیستم در پرده ام

ای شیفتهٔ بهار گلزار جهان
غافل چو نشستهٔ ز اسرار جهان
از بحر زمانه موج سیلاب عدم
هر لحظه همی رسد بدیوار جهان

ترا چون من هزاران بندگانند
مرا جز کوے تو راه دگر نیست

آنرا که هوای وصل دلدار بود
او را بجز او دگر چه در کار بود
در بارگهے که جان و دل بار نیافت
آنجا چه مجال دلق و دستار بود

یارب من اگر بدم سرا سر
از نیکی خویشتن تو مگذر

دنیا به نگاه چشم بینا نفسے
ناصح بخدا قسم که آن هم قفسے
هیهات که هر کسی برائے نفسے
هم در قفسے که هم بدام هم هوسے

دل تو به نمیکند ز عصیان چکنم
پندم نشنید طفل نادان چه کنم

چشم کشا و نگر احوال خویش
خواب گران اجل آید به پیش
روز تو در فکر طعام و شراب
شب همه در خواب رود چون دواب
بر سر ره خفتی و ابله شدی
قافله چون رفت تو گمره شدی
قافله رفت و تو بخوابی هنوز
بیخودی و مست شرابی هنوز

چند پند واسطے یکسوئی طالب کے ۔ واضح ہو جبکہ مرید کا دل پند و نصیحت سے قرار پاکر ایک سو ہوا تو اسکی یکسوئی کے پختہ کرنیکو ہدایت درکار ہوتی ہے کہ اسکو طالب سنکر پابند ہو جاتا ہے اور ساتھ استقلال کے مصروف ہو کر پھر دل کو اپنے دوسری طرف مخاطب نہین کرتا خود اپنی فکر سے آپ اپنے الجھا سلجھا کرتا ہے بعد مزاولت چندروز کے کوئی اٹک چٹک باقی نہین رہتی انجام کار کو پہونچ جاتا ہے اس مقام پر حضرت شرف الملتہ والدین احمد رحمت اللہ علیہ منیری فرماتے ہین گوش دل سنو

ع ناصح گویم اگر تو انصاف کنی ٭ تقصیر نفست تام شیطان چکنم ٭

ابیات

ترا با علم دین یک ذرّه کردار
بسی بهتر که علم دین بخروار
نیست دنیا بد اگر کارے کنی
بر شود گر جرم دنیا رے کنی
از قناعت نیست ملک بیشتر
هیچکس را در جهان بحر و بر
نفس قانع گر گدائی میکند
در حقیقت بادشاهی میکند
هر که در راه قناعت مرد شد
ملک دنیا بر دل او سرد شد
عمر روز پنج شش می بگذرد
خواه خوش خواه ناخوش می بگذرد
این قدر تو صبر کن آسان بود
ناخوش و ناخوش ترا یکسان بود
سرد و گرم زمانه ناخورده
نرسی بر در سرا پرده
خاک عالم جمع کن چون خاک بیز
بر سر دنیا و مردم خوار ریز
ترک صورت گیر چون عنقا صفت
تا بتابد آفتاب معرفت
کار عالم جز طلسمے هیچ نیست
ز خرابی در خرابی هیچ نیست
تا صفاتت با تو خواهد بود جمع
تو نخواهی بود بے سوزی چو شمع
لیک جد و جهد می باید ترا
تا درین گنج نظر آید ترا
تو چه دانی ز آفرینش حق
چه شناسی بیان و بینش حق
ذرّهٔ درد خدا در دل ترا
بهتر از هر دو جهان حاصل ترا
نوش کن هر چه زهر او باشد
زشت و نیکو همه نکو باشد
چون نداری درد درمان کی رسد
چون نهٔ تو بنده فرمان کی رسد
درد پیش آری تو درمان باشدت
جان دهی امید جانان باشدت

دست از فتراک او یکدم مدار گر قبولت کرد هرگز غم مدار
چون نمی آئی بسر از خویش تو چون توانی شد خدا اندیش تو
تا نباشد این چنین درد ترا تنگ باشد خواندن وے ترا
رهروان رفتند و تو در ماندهٔ حلقه بر سر زن که بر در ماندهٔ
تا ز درد خود نگردد خسته کی کند آتش ترا افروخته
هر که او از درد دنیا پا گشت نور مطلق گشت اگرچه خاک گشت
تا تو با خویشی عجب بینی همه چون شوی فانی احد بینی همه
چون همیشه یاد تو مولی بود همچو مجنونت همه لیلی بود
هرچه در دنیا خیالت آن بود تا ابد راه وصالت آن بود
ای شده از شناخت خود عاجز کی شناسی خدای را هرگز
در دو عالم تو گر زبون باشی عارف کردگار چون باشی
از درون خود درآئی یک دمی صحبت جانسوز بینی عالمی
باز کی باز آید که در پیش آمدند هر نفس در محو خود بپیش آمدند
تو چنین محجوب از خود ماندهٔ تا ابد محجوب از خود ماندهٔ
تو چند نه کار آب و خاک است آن در دل صاف جان پاکست
تا کی نفس از گمان برآری ایمان ملت تو دل نه دارے
تا بهشت و درخت در ره بود جان تو زین راز کی آگه بود
چون ازین هر دو برون آئی تمام صبح این دولت تو دریابی ز شام
لیک خود چون سفر نبود ترا در حقیقت این نظر نبود ترا

گر شود این درد دستگیر تو   بس بود این درد ایم پیر تو
تا نه آید در این کارت پدید   قصهٔ این درد نتوانی شنید
برو کارے بکن کین کار خاست   زعلم دین ترا حرفے تمام است
خواجه بس کور است تا فند بس بصیر   هرچه خواهی برو خواهد گفت گیر
زانکه هیچ کہ سودای توانست   چون بمردی نقد فردا سے توانست
گر گم شدی پیش و پس چه کردی   اینک ره تو برد که مردی
با این همه چند خویش بنمائی   توفیق چو هست کار فرمائی
که نداند ز کارسازی او   که نترسد ز بے نیازی او
هیچ دل را بکنه او ره نیست   جان و عقل از کمال آگه نیست
کس چه داند تا چه حکمت میرود   هر وجودی را چه قسمت میرود
دل و عقل از جلال او خیره   تن و جان از کمال او خیره
گر در آید یک نسیم از سوے او   پای کوبان جان دهم در کوی او
ناکسان را لطف خود کس کرد   شاکر رهبری ز بندگان بس کرد
ای ز چشم و جان نهان دیدار او   گم شده عقل و خرد در کار او
شهر و وطن از و نشان بیرونست   بر هر چه مثل زنی از آن بیرونست
این راز نهفته از بیان بیرونست   یعنے که خدا از دو جهان بیرونست
چون شمع محبتش بس افروخته شد   پروانهٔ نفس تو در و سوخته شد
بشکن قفس وجود رو باک مدار   مرغی که رمیده بود آموخته شد

مخفی نہ رہے کہ اس مذہب صوفیہ مین جو کچھ ہے عشق کی رہبری سے بجمال بخشہ بسی

اور اُسی سے طالب بارادت تمام مستقل ہوکر اپنے مقصد سے فائز ہوجاتا ہے چاہیئے
پیر کی ارشاد سے ذرا بھی تفارق و تفاوت نکرے جو کچھ پیر کہے اُسی بالتصدیق الیقین
جانے مذکور ہے کہ ایک مرید نے پیر سے سوال کیا کہ اللہ جل شانہ کی صورت کیسی ہے
جواب دیا کہ جیسی صورت محمدؐ کی پھر عرض کیا کہ محمدؐ کی صورت کیسی ہے پیر نے کہا کہ جیسی
شکل علیؑ کی پھر عرض کیا کہ صورت علیؑ کی کیسے ہے کہا کہ جیسی صورت تیری سید الطائفہ کی
پھر عرض کیا کہ سید الطائفہ کی صورت کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیرے پیر کی پھر عرض کیا
کہ صورت میرے پیر کی کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیری پھر عرض کیا کہ صورت میری
کیسی ہے کہا کہ جیسے صورت اللہ تعالیٰ کی ذرا بھی فرق نہین بعینہ تو ہی ہے حسن فت
کہ قالب آدم کا تیار ہوگیا تھا مگر گردن اور سر نہین بنا تھا اللہ تعالے نے جبرئیل سے فرمایا کہ
سر اور گردن اسطرح کی بنا اسطرح کو جبرئیل نہ سمجھا تین بار تکرار کی ارشاد ہوا اللہ کا فلانی
طرف کو جا وہان حوض پر از آب ہے اُسمین دیکھ یہ سنکر جبرئیل فوراً اُس سمت کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر اُس حوض مین دیکھا کہ پانی اُسمین جھلک رہا ہے اُسکے سطح آب پر
جو غور کیا تو یہی نقشہ آدم کا جا بجے نظر آیا وہ وہان سے پلٹ کر حاضر بارگاہ باریتعالیٰ عز
ہوا اور بموافق اُسی چہرہ اور گردن کے جو دیکھ آیا تھا بنا کر قالب مین جوڑ دیا کہ وہ جوڑ
ہنوز موجود ہے ای بشر بیخبر تجھکو کیون بھٹک ہی جو کچھ ہے یہی خود ہی مگر تصدیق اُسکی
خود فانی ہونے پر ہے زبان کو بند کر دیدۂ دل کو کھول پھر مشاہدہ کر بس اُس طالب نے
پیر سے یہ سنکر قبول کیا اور مصروف بکار خود ہوا چند روز مین مشاہدہ مطلوب ہونی لگا
تو اس بحث سے صاف واضح ہوا کہ وہ شکل حوض مین دوسرے کی نہین تھی اسی کہ وہ شکل
حق تھی اب واجب ہوگیا کہ مرید پیر و تابع پیر کی قولاً و فعلاً رغبت سے اختیار کرے تاکہ

تاکہ

فیض سے محروم نہ ہے۔ تعریف میخانہ آرائی حال قال اور جوش خروش مرید
کلستخانہ پیر میں نشہ شراب عشق کے بشوق دید مطلوب حضرت غازی الدین احمد شاہ
عجمی رحمۃ اللہ علیہ یہ مثنوی فرماتے ہیں

جهان را زمیخانه باشد ثبات
بود باده سرجوش آبحیات
بنازم به فیاضی شرلے
که افتاده هرگوشه صاحبدلے
زفیض زمینش دمد گل بباغ
وزو عطر پرور شود هر دماغ
در و بام از فیض آباده
بهرگوشه اش فیض افتاده
لبالب خم در وی از لعل ناب
شرابی در و رهزن شیخ و شاب
دل افسرده در وے نیابی کسے
نه بینی در و بے گلابی کسے
نباشد زمیخانه به خانهٔ
که بیعت کند دل به پیمانهٔ
بزرگی درین خانه خم را سزد
که فیض در و نش بعالم رسد
می از خم نریزد کسے در سبو
که ننهد سر خویش برپاے او
خرابات را تاکه آباد کرد
که دل را زبند غم آزاد کرد
خراب خرابات دارم ولے
خرابم خرابم خرابم بلے
نهاده سر خویش برپای خم
شده مست لایعقل از لای خم
مرا مهر این پیر دیوانه کرد
گریزانه از خویش و بیگانه کرد
شکست است پایم چو در پاے خم
مرا مومیائی ده از لاے خم
در اینجا کنم صرف باقی عمر
کنم عیش باقی بباقی عمر
خرابات آباد باشد مدام
بحق مریدانت ای پیر جام

وله ساقه برقه سماع کے طبیبستان

مغنی بزم که ساقی بود
می و نغمه باهم ملاقی بود
ز نظاره پیکر این دور روح
بصاحبدلان ره دهد صد فتوح
می نغمه هر دم باداد هم
کند از دل خستگان بیخ غم
می و نغمه باهم کند اختلاط
بآرایش بزم عیش و نشاط
شود از ملاقات این دو بلا
دل اهل دل با بلا مبتلا
می و نغمه یکجا شده جلوه گر
چه حالت دهد رو بصاحب نظر
بجلوه گری ساقی مے بدست
خرامان خرامان چو طاوس مست
بهر سو که کردی بمستی نگاه
بچشمے سخنگو شدی عذر خواه
ز کیفیت چشم او هر که بود
بمحراب ابرو شدی در سجود
مغنی تو هم نغمه سازی کن
فراموش دل از ساز آوازه کن
خم من دل از نغمه آمد بجوش
نوای تو اکنون برد عقل و هوش
بمستان مشو پیش ازین در ستیز
می نغمه در ساغر تال تیز
بعشاق آهنگ نیرنگ کن
نوائی خوشی در آهنگ کن
دهان تو از نغمه سازیست تنگ
لب تو بپارنگ بخشیده رنگ
جفا پیشه‌گان به آهنگ و ساز
بتاراج دل کرده دستے دراز
کجا عقل را ره درین بزم بود
مغنی درین بزم اولو العزم بود
گریبان هر کس بغم چاک بود
بانگشت مژگان رفو می نمود
تبسم کنان ساقی ارجمند
ز مستی بگفتے ببانگ بلند

غزل

هر آنکس که در بزم ما داخل است بہشتی ست او ابلہا و اصل است
بیا ساقی مہربان بر محل دماغم رسان از شراب غزل
ایاغم پر از بادهٔ ناب کن چراغ مرا روشن از آب کن
ز ہجر تو شد دیدهٔ شب سفید بیا ساقیا سیر مہتاب کن
بگلگشت مہتاب بیرون خرام ترحم بعشاق بیتاب کن ؛؛
ز تاب تب ہجر بی طاقتم علاج تب من ز اسباب کن
اگر میل خوابت چشم ترا بنہ سر بزانوی من خواب کن
دلم را بامید بوس و کنار بہ بر مضطرب تر ز سیماب کن
اگر نازی اشب بوصلش رسی دمی شیشہ نذر احباب کن

ساتھ اور تمہید کے جو حکایت قاضی کی آگے اسکے لکھی جائیگی سن لینا اُسکا واجبات سے ہے اور وہ مطالب شاہد مضامین اس کتاب کے اور دوسرے اثر پذیر خواطر طلبا سے ہے کہ جس طالب کے دل کے آگے پردہ جھٹک کا ہوتا ہے وہ اُسکی دریافت نکات سے اُٹھ جاتا ہے اور وہ طالب کہ جو حجتی لاتی ہے اُسپر اثر اسکا کچھ نہ ہوگا تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین قضا کو پھیر کر مردونکو زندہ کرتا ہون مگر خیالات فاسدہ علماء زمانہ کے مین پھیر نہین سکتا یعنے خیالات بدل نہین سکتا اس سے واضح ہوا کہ پیغمبرونکو بھی دوسرونکے دلون پر قابو نہین رہا اور مولوی معنوی اس مقام پر فرماتے ہین بیت

مغز قرآن را ز جان پرداختم استخوان پیش سگان انداختم

غور کرو کہ ہمارے رسول مقبول کی غیبت مین علماے فی زمانہ ساتھ ایکدوسرے کے اختلاف مذہب پر کیا کیا لڑ رہے ہین کہ اپنی اپنی نفسانیت کو کارفرما کر بہت فرقہ بنا دیے اہل

امکان ہے کہ آیندہ اور بھی فرقت بن جائین خیر گذشتم ازان - آشکارا ہو کہ حضرت
سید عبد اللہ عیدروس حسینی مدنی سید اللہ الغ کہ انکا تولدگاہ عدن ہے اور سلسلہ سہروردیہ
مین انکو فیض پہونچا مگر بظاہر سہروردیہ مین بیعت کی اور اُنکے دو خلیفہ نامی گرامی ہین
ذکر انکا آگے لکھا جائیگا الغرض جبکہ حضرت عیدروس عدنی رحمۃ اللہ علیہ بعد فرو جذبہ کے
حالت سلوک مین واسطے حج مکہ شریف کو گئے اور وہان پہونچے ایکروز سامنے بیت اللہ کے
کھڑے تھے کہ ایک مجذوب دف ہاتھ مین لیئے آیا اور بجانے لگا جو لوگ وہان بادشاہ
وقت کے اُسوقت موجود تھے انھون نے اُس مجذوب کو منع کیا اور چاہا کہ تنبیہ کرین یہ کیفیت
دیکھکر حضرت عیدروس رحمۃ اللہ علیہ عدنی نے اُس مجذوب کے ہاتھ سے دف کو لیکر طرف
آسمان کے اُچھالا وہ دف خود بخود بلند ہوکر گرداگرد بیت اللہ شریف کے بجتا ہوا پھرنے لگا
سب لوگ جو حاضر تھے دیکھکر تعجب کرنے لگے کہ یہ اثر تائید حضرت کا ہے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ
دف حضرت کے سر کے گرداگرد بجتا ہوا پھرنے لگا اور حضرت جسمقام پر قیام گزین تھے
اُسطرف کو روان ہوے تا آنکہ جس مکان مین مقیم تھے وہان پہونچکر وہ دف حضرت کے
پاؤن پر گر پڑا پس ایکشب وہان رہکر مدینہ طیبہ کو روانہ ہوے پس از حصول شرف مزار
رسول اللہ مراجعت کے بعد چندے واپس پہونچے جب عدن کی بستی کے قریب آئے تو
آسمان کیطرف مخاطب ہوکر کہا یا سماء صبی اللبن عبد اللہ دخل العدن یعنے اے آسمان
برسا دودھ چنانچہ اُسیوقت وہ دودھ برسا کہ ابتک وہ دودھ پاس لوگون کے وہان
موجود ہے اور بھی جا بجا عدن کے پہاڑ و نیز ابتک نشانات اُس دودھ کے موجود ہین
اور نسل سے انکی علی عیدروس وغیرہ پانچ شخص عدن سے نکلے ہنوز بندر سورت وادر
مقامات پر سکونت گزین ہین اُنھون نے اپنی کتاب کہ نام اسکا من وسلوی ہے اُسمین

لکھا

صاف صاف دنیا بے ثبات کی مذمت تحریر کی ہے کہ جبتک کوئی تارک [illegible]
مطلوب تک نہ پہونچیگا اور اس کتاب مین یہ حکایت مثالاً لکھی ہے کہ حضرت مخدوم
جہانیان جہان گشت یعنے سید جلال الدین بخاری سہروردی کسیطرف کو جاتے مین اُنکا
گذر ہوا وہان ایک درخت سایہ دار کے نیچے اور چار درویش بیٹھے تھے [illegible]
ایک طرف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بھی جاکر بیٹھے یہ دیکھتے کیا ہین کہ ایک عورت
نوجوان جمیلہ پوشاک فاخرہ زیب تن زیور مرصع سے آراستہ آئی اور جو وہ چار درویش [illegible]
قطار باندہے بیٹھے تھے آغاز قطار مین ایک درویش سے اُس زن جمیلہ نے کہا کہ مین
نکاح کرنا اپنا تمسے چاہتی ہون اُسنے جواب دیا کہ مجھے منظور نہین پھر دوسرے سے کہا کہ تمسے
مین عقد اپنا چاہتی ہون اُس نے بھی جواب دیا کہ مین تجھے قبول نہین کرتا پھر وہ عورت
تیسرے کے پاس آئی اور کہا کہ مین تمہارے کلبۂ احزان کی آبادی چاہتی ہون جواب دیا
کہ مین گوارا نہین کرتا پھر وہ چوتھے درویش کے پاس آئی اور کہا کہ مین تمہاری خدمت مین
رہکر آرام تمام دیا چاہتی ہون جواب دیا کہ مین راحت و آرام کی خواہش نہین رکھتا
جب اُس عورت نے یہ جواب سُنے اُلٹے پاؤن جدہر سے وہ آئی تھی اُسیطرف کو
واپس چلی جبکہ مخدوم نے دیکھا کہ اِن چار مین سے کسی نے قبول نکیا آواز سے اُسکو پکارا
کہ تو اِدہر آ ہم تیرے ساتھ نکاح کرتے ہین وہ عورت یہ سنکر نہایت خفا ہوئی اور
مخدوم کو جواب دیا کہ مین مرد سے نکاح کی خواہش رکھتی ہون تم تو نامرد ہو [illegible]
یہ گھبرائے اور دوڑ کر اُسکا دامن پکڑنیکا ارادہ جو کیا اُسنے تیز دستی سے دامن اپنا
پھاڑ کر اُنکی طرف کو پھینکدیا اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے سر کے اوپر بیٹھی ہون ہمیشہ
تمہاری گردنکو جھکاتی ہون حیف ہے کہ تمکو شرم نہ آئی جو مجھسے ارادہ نکاح کا بوالہوسی سے

اسوقت کیا یہ کہا اور وہ انکی نظر سے غائب ہو گئی اُسوقت انکو خیال آیا کہ میرے عمامہ مین ایک چوفی نقرئی بندی ہے آہ آہ یہ عورت نے مجھکو نصیحت کی عورت نہین یہ دنیا تھی یہ مطلب سمجھکر بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور اُسیوقت اُس چوفی کو عمامہ سے کھولکر پھینک دیا اور لعنت کی دست طمع دنیا پر کہ مین جسکے سبب سے ذلیل رہا پس عہد کیا اپنے خدا سے ایسا پختہ کہ جب تک دنیا مین زندہ رہے کبھی آنکھ سے روپیہ پیسہ اور اشرفی کو نہ دیکھا اور ہاتھ لگانا تو کیا ہے اور جب اُس چادر دویش کی صحبت سے پلٹے تو مرشد کے پاس جاکر اس زن جمیلہ کا ذکر کیا اور اُسی وقت توبہ اور استغفار نو روز تک یون کرتے رہے کہ نصف شب کو اُٹھتے اور بعد ادای حمد خدا کے توبہ کرتے جاتے اور روتے جاتے یہانتک کہ دونون آستین تر آنسوؤن سے ہوتے اور جبکہ بیساختگی آواز گریہ بلند ہوتی تو پیر بار بار خواب سے اُٹھکر تشفی کرتے اور سمجھاتے تا آنکہ شب آخر پیر نے کہا کہ ای جلال الدین خدا کے سامنے مین تیرا ضامن اس بات کا ہوتا ہون کہ اب یہ ایسا نہ کریگا اور اگر اُس سے خطا ہو تو عوض اُسکے مجھے عذاب ہو لکھا ہے کہ اُسوقت ایک آواز آئی کہ ضمانت قبول کی اور خطا کو اُسکی بخشدیا غرض اُس آواز کو مخدوم نے بھی سنا اُس شب کے بعد حسب عادت قدیم سویا کرتے یون عمر بقیہ ساتھ بھلائی کی دنیا کے تمام ہوئی چنانچہ خلیفہ اول حضرت عبد روس رحمۃ اللہ علیہ عدنی کے حضرت عبد اللہ برنی کہ جنکا مزار سفرآبادی مین اور لقب اُنکا رسول نما ہے وہ رہنے والے یمن کے تھے وہ اپنی کتاب شجرہ مین حال ابراہیم بادشاہ کا اسطرح کرتے ہین کہ پہلے یہ بادشاہ بڑا حوصلہ والا تھا اور دنیا کو بہت عزیز جانکر علائق مین دنیا کے مصروف رہا کرتا ہمسایہ مین اُسکے [illegible] بھی رہتا تھا ایک نوجوان کہ والدین اُنکو بہت ناز و نعم سے پالا تھا جب وہ شباب

باپ نے اسکی شادی کی قبل مغرب دولہن کو گھر مین لائے وہ تو فورًا وضو [illegible] نماز
مغرب مین مصروف ہوا ایک رکعت ادا ہو چکی تھی دوسری رکعت کو کھڑا ہوا تھا
فرصت نہ دی مصلّے پر گرا روح فنا ہو گئی غرض وہ شادیانہ ماتم ہو گیا یہ حال ابراہیم
ادہم نے سنا بس اُسیوقت سے دلمین یہ خیال کیا کہ یہ دنیا ناپایدار اور حیات مستعار
محض بے اعتبار ہے اس بادشاہت سے فقیری بہتر مگر جب اپنی حشمت اور
شوکت پر نظر کرتا تو دل اسکا نہ جمتا خیال منتشر رہا کرتا گر حقیقت دنیا سے دل [illegible]
پریشان ہو گیا پیر کی تلاش کرنا شروع کیا اور اکثر بالاخانہ پر تنہا اس تصور مین بیٹھا
رہتا کہ خدا تعالے کہان ہے اور کیسا ہے اور مجھے کیونکر ملیگا اور مین اُس سے کیونکر
ملون ایکدن کا ذکر ہے کہ ابراہیم ادہم اپنے مکان کے بالاخانہ پر تخت جواہر نگار
پر تنہا بیٹھا تھا اسوقت یہ خیال کیا کہ اللہ سے جلدی ملنا ابراہیم ادہم نے ایکبار
آنکھ نیچی کی تو کیا دیکھا کہ زینہ بالاخانہ سے ایک شتربان دوڑتا چلا آتا ہے اور وہ سامنے
آکر کھڑا ہو گیا ابراہیم ادہم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان آیا جواب دیا
کہ مین ساربان ہون میرا شتر گم ہو گیا ہے اُسکو ڈھونڈھنے اس خیال سے یہان آیا
کہ شاید میرا اونٹ بھاگ کر یہان آیا ہو یہ سنکر بادشاہ بہت ہنسا اور اُس سے مخاطب ہو کے
کہا کہ اے احمق اول تو یہ کہ بالاخانہ دوسرے زینہ دراز اور بلند تیسرے محل شاہی اونٹ
تیرا یہان کیونکر آسکتا ہے سنکر ساربان بہت ہنسا اور کہا کہ اے بادشاہ مین احمق نہین
مگر تو احمق ہے کہ اوپر بالاخانہ کے تو تخت جواہر نگار بیٹھا ہے اور حکومت بادشاہت
پر قائم ہے اور اس بالاخانہ پر خدا تجھسے ملنے کو آتا ہے کیا خام خیالی ہے اسنے یہ کہا اور
نظر سے بادشاہ کی غائب ہو گیا اور ابراہیم ادہم یہ سنکر اور اُسکے غائب ہونے سے دلگیر ہوا

یقین ہوا کہ یہ خبر بان نہین تھا یہ ہدایت غیبی ہے یہ دلمین سوچکر کہ دنیا ہیچ ہے اسیوقت
وزیرونکو اپنے بلاکر ریاست کو چھوڑا ایک کملیہ اور ایک کٹورہ ہاتھ مین لیا اور علاقہ دنیا کو
ترک کر شہر کے باہر گیا جنگل کی راہ لی چلتے چلتے ایک جا پہونچا دوپہر ہونا آیا آفتاب
بلند ہوا گرمی بہت تھی دیکھا کہ ایک گلہ بان بکریون کا ہاتھ داہنا اپنا نیچے سر کے رکھا
بیخبر سو رہا ہے دلمین سمجھا کہ میرے پاس فضول اسی ہاتھ سے بھی کام نکل سکتا ہے
اسکو پھینک دیا آگے قدم بڑہایا شدت تموز آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا وہان پانی کی
تلاش کیا نہ پایا تھوڑی دور آگے چلا گیا دیکھا کہ ایک مقام پر سیلان آب ہے اور اسی
سیلان آب سے ایک شخص دہقان تشنہ دونو ہاتھ جوڑکر چلو سے پانی لیتا ہے اور
پیتا ہے پس ابراہیم ادہم نے اسکو اسطرح دیکھکر وہ جام بھی جو واسطے لینے پانی کے پاس تھا
وہین پھینک دیا اور خود بھی اپنی پیاس کو اس سیلان آب سے پانی لیکر پیاس دفع کیا
اب کوئی اسباب دنیا کا پاس نہ رہا پورا پورا توکل ہوا وہ روز گذرا شب ہوئی
اس صحرا مین زیر سایہ درخت کے تنہا سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش
خضر صفت ہین وہ یہ کہتے ہین کہ ای طالب تو فلان شخص کے پاس جا اس سے تجھے
فیض پہونچیگا غرض صبح ہوئی آنکھ کھلی دل نے تسکین پائی موافق ہدایت اور ارشاد
رویا کے تلاش مرشد مین چلے بعد چندی منزل مقصود پر پہونچے سلسلہ ایا نیا مین پہونچے
بقیہ عمر اپنی دید و شنید مین محو رہا انجام بخیر ہوا الخ تو خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تا وقتیکہ
کوئی ہمہ علائق دنیا کو ترک نکرے اور شوق فقیری کو بڑہاوے اور کچھ پاوے ممکن ہے
بقول سعدی علیہ الرحمۃ مصرعہ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست ۔ اور
مرشد حضرت شیخ حسن صدقی رحمۃ اللہ علیہ کے عبد الرحمٰن بروحی کہ یہ تمام دنیا

کیچ مکران نواح بلوچستان ملک مین انکے سلسلہ بروحیہ جاری ہے اور ان بزرگ کا مزار بھی اسی سفر آبادی درمیان مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے منازل مین ہے وہ تو خلیفہ عیدروس عشقی کے ایک جا مدفون ہین حاجی اور ندا تھا برادشکے اکثر دیکھا غرض بروحی کا حال اب سنیو کہ یہ ابتدا حالت جذب مین رہے اور جبکہ سلوک مین آئے تو حسب عادت زمانہ جذب کے عبدالرحمن بروحی نماز نہ پڑھتے تھے اسوقت مین شریعت پناہ قاضی محمد مسیح الدین تھے وہ پاس بروحی ممدوح کے ایک دن آئے اور یہ کہا کہ تم تارک الصلوات ہو مین تمھاری فہمایش اور تنبیہ کو آیا تم نماز پڑھا کرو بروحی نے جواب دیا کہ اے برادر مجھے نماز پڑھنی مین کچھ عذر نہین مگر اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ یعنے اپنے پوجھ جبتک کہ آوی یقین تجکو تو بندہ کو سمجھنا چاہیے کہ مطلب اس آیہ کا یہی ہے کہ بعد آنے یقین کامل کے بندہ مکلف نماز کا صاحب یقین کو نہین ہوسکتا اور مرتبہ یقین کا یہ ہے کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان یعنے یقین عارف باللہ عاشق کا دل گرا ہن جاتا ہے وہ ہر ساعت بحالت بیداری و خواب جناب باری مین حاضر رہتا ہے وہی اسکی عبادت صلوٰۃ ہی مگر علمای ظواہر کے نزدیک یقین سے مراد ہے وقت مرگ کی کہ مرگ سے زیادہ کوئی بات اور کوئی چیز یقینی نہین ہے اور اہل دل کا جواب کہ جسکو علماء باطن کہتے ہین یہ ہے کہ جس کسینے زیست خود مین اپنے کو فنا کر دیا اُسکے واسطے وہی مرگ ہے الحق اے بھائیو مین ایسی مرادون سے تعجب کرتا ہون کہ علماے ظاہر ایک بات دلسے پیدا کرکے مراد لیا کرتے ہین اور خدا تعالے تو سیدھا صاف سیدھا صاف حکم فرماتا ہے مجمل نہین ہوتا اور ایسی مرادون نے علماء اُن کے یہانتک تو ذرا غور

فساد پھیلایا کہ ایک اسلام کے بہت فرقہ ہوگئے اور اُسپر علماے ظاہریہ تاویل -
کرتے ہین کہ یہ برکت کلام خدا کی ہے کہ جسکے معنی سے مراد چند در چند ہوتے ہین - تو یہ تو
مین اس بات کو باور نہین کرتا کہ دعوی اُنکا مسلّم ہو معاذ اللہ کیا خدا مفسد ہے کہ اللہ تعالیٰ
ذو معنی اور ذو مطلب حکم کرے کہ دو معنی اور دو مطلب سے بڑا تفرقہ تعمیل حکم مین پڑتا ہے
یہ علماے ظاہر کی کارروائی ہے کہ وہ صرف اور نحو اور منطق کی قوت رکھتے ہین یقین
جانو کہ خدا تمہارا نحوی صرفی منطقی نہین ہے ۔ لیکن پھر قاضی سے یہ کہا کہ مین حکم شریعت سے
عذر نہین کرتا اب فرماؤ کہ بے وضو نماز کو پڑھون قاضی نے جواب دیا کہ وضو کرلو پیر نے
آفتابہ کو ہاتھ مین لیکر پاس حوض کے جاکر آفتابہ کو بھرا پاس لاکر بروجی کے ہاتھ پر پانی
گرایا اس سے پانی نہ نکلا آنکھ سے دیکھا کہ آفتابہ خشک ہے گھبرایا تا آنکہ آن واحد مین
قاضی چالیس بار پے در پے آفتابہ کو بھرا یا ہر بار جب ہاتھ پر جھکایا پانی سے اُسکو
خشک پایا مجبور ہوکر قاضی نے دلسے کہا کہ درحقیقت ایسے عارفون باللہ پر بالتحقیق تنبیہ
جائز نہین کہ یہ فرقہ اتبع اللہ ہے یعنے آزاد ہے احکامات شریعت سے قاضی یہ
دلمین سوچکر خاموش رہا پھر اصرار نکیا اور اُسیوقت بعقیدت کامل بروجی کا مرید ہوا
قاضی نے ایکروز پیر سے پوچھا کہ سابق سے فرقہ صوفیہ کے چند مذہب ہین یا ایک تھا
جواب دیا کہ دو مذہب ہے اُسمین ایک ابتدائی اور دوسرا انتہائی وہ اسطرح سے ہے
کہ اول حلولیہ کہ جسکو عوام مین خود پرستی کہتے ہین اور وہ علما کے نزدیک خود پرستی
ہرگز نہین وہ خدا پرستی ہے کسواسطے کہ وہ ذات پاک رگ جانسے قریب حلول کیا
ہوا ہے کیا یہ جھوٹ ہے نحن اقرب من حبل الورید سمجھو کہ اس حکم سے
تو صاف حلول ہونا ثابت ہے اور لفظ نحن ترکیب قلب سے بھی ثابت رہتی ہے

بلکہ کہا کہ آفتابہ خالی ہی پانی نہین مجکو وضو کرنا نہین آتا بھول گیا ہون یہ سنکر قاضی نے +

[illegible]

لفظاً ومعناً بحالت خود رہکر بدل نہین سکتے اور جواز خود پرستی کا اس دلیل سے ثابت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے اور ستر حجاب درمیان مین تھے اسکے طے کیا ایک حجاب باقی تھا باریتعالی نے ارشاد فرمایا کہ قِفْ یا محمدؐ اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی یعنی اے محمد ٹھہرو مین نماز پڑہتا ہون الخ یہ غور کی جا ہے کہ اُسوقت حق تعالے اپنی ذات کی نماز پڑہتا تھا یعنے خود پرستی کرتا تھا بھلا بتلاؤ تو کہ اُسکا خدا دوسرا کون ہے کہ جسپر یہ ارشاد ہوا اس سے صاف واضح ہے کہ خود پرستی مقدم او صحیح ہے اور اُس ارشاد کو علما اسطرح سے تاویل کرتے ہین اور یون مراد لیتے ہین کہ اللہ تعالے رحمت کو اپنی خلق پر بھیجتا تھا اب خیال کرو کہ کیا اللہ تعالے کو یہ فرمانا نہ آیا کہ مین رحمت اپنی خلق پر نازل کر رہا ہون اللہ تعالی تو ہر زبان اور ہر علم کو اور ہر معنی اور ہر مطلب کو ایسا بہتر جانتا ہے کہ عالم خلق مین کوئی دوسرا ویسا نہین ہے مگر بقول اُنکے اللہ ہمہ دانی سے مجبور پایا جاتا ہے توبہ توبہ استغفر اللہ غرض اب اُس حلولیہ مذہب کے نام کو بدل کر وجودیہ کہتے ہین کہ جسکا منشاء ہمہ اوست کا ہے اور دوسرا مذہب عینیہ ہے کہ جسکا مطلب ساتھ رہنے والا اور مدد دینے والا ہے جیسا کہ آفتاب آبگینہ مین نظر آتا ہے ویا کہ جیسا پھول اور خوشبو اُسکی ویا کہ جیسا تختہ انگارا اور گرمی اُسکی ویا کہ جیسا آگ اور تاثیر اُسکی ویا کہ جیسے دعا اور اثر اُسکا اب اُس عینیہ مذہب کو شہودیہ کہتے ہین پوجا اُسکی یہ بت پرستی ہے کیونکہ غیر ہے جسکا منشاء ہمہ از وست ہے باوجود غیریت کے نہین دیکھتی کہ عالم تنزیہ مانع ہے کہ واسطیکہ سلوک مین ادب لازم ہے یہ مذہب اہل ذات بقا کا ہے اور مذہب وجودیہ ذات فنا کا ہے کہ تشبیہ اُسکی یہ خود ہے مگر مذہب شہودیہ آخر رجوع کرتا ہے طرف وجودیہ کے کہ اسمین ادب نہین اور شہرت مذہب وجود

شیخ محی الدین ابن عربی کے قول وفعل وحال سے، یہ ہوئی یہ اُنکا کلام ہے رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس　　لا ملک سلیمان ولا بلقیس ؛
یعنی آدم
فی کل عبارةٍ وانت المعنی　　یا من ھو للقلوب مقناطیس

بوجھو کہ قول اُنکا یہ تھا اور فعل اُنکا یہ ہے کہ وہ ایکدن در بیت اللہ پہ آئے دیکھا کہ پاپوش دوز بیٹھا ہے پاؤنمین اُنکی جوتا ٹوٹا ہوا تھا اپنے پاؤنسے جوتہ کو طرف اُس پاپوش دوز کے پھینک کر کہا کہ تو اپنی خدا کے پاؤن کا جوتہ دوخت کر دے پاس اُسکے تبر آہنی رکھا تھا سنکر اُسنے کلمہ خلاف شرع کا تبر کو عربی کے پاؤن پہ مارا پاؤن لنگر جدا ہوا پھر عربی نے پاؤنکو آگے پاپوش دوز کے بڑہا کر وہی کلمہ کہا پاپوش دوز نے سنکر پھر تبر کو اُنکے پاؤن پہ مارا جدا ہوگیا تا آنکہ ایک وقت واحد مین چالیس بار شیخ عربی نے اپنے پانونکو بڑہایا اور وہ ہر بار تبر مار کر جدا کرتا رہا اور پاؤن عربی کا ہر بار ثابت ہوجایا گیا الغرض جب اُس پاپوش دوز نے دیکھا کہ یہ قدرت خدا اور موقع دوسرا ہے ناچار جوتہ کو اُٹھا کر دوخت کر کے حوالہ کیا اور بعد عذر شرعی کے اُس پاپوش دوز نے عرض کیا کہ اے شیخ اسطرح سے افشاء راز حقیقت کا نامناسب ہے کہ شریعت مین رخنہ پڑتا ہے سنکر عربی خاموش چلے گئے اور وہ چالیس بار پاؤن جو قطع ہوا تھا اُن چالیسون ٹکڑون کو پاپوش دوز نے جمع کر کے دور ایک مقام پر لیجا کر دفن کر دیا کہ جن لوگون کو یہ حال معلوم ہے اب لوگ وہان جا کر زیارت کیا کرتے ہین اب اُنکے حال کو سنو قرآن مجید مین اللہ تعالے فرماتا ہے آیہ ؛؛

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ ولھم عذاب عظیم

عربی اُسکے معنی یون فرماتے ہین کہ مہر کر دی اللہ نے اوپر دلون اُنکے کہ سواے خدا کے کسیکو نہ سمجھین اور نہ دلمین راہ دین دوسرے خطرہ کو اور اوپر کانون اُنکے کہ سواے خدا کے

کسیکو نہ سُنین اور کسیکی نہ سنین اور آنکھون اُنکی کے آگے پردہ ہے کہ سواے خدا کے کسیکو نہ دیکھین اور واسطے اُنکے ہے شیرینی بڑی یعنے اس جا عذاب کا مادہ عذب سے ہے اور مراد اس سے شیرینی کی ہے اور ادراک علم ظاہر و باطن کا بہ اتحاد ہے شاہد اسکی یہ حدیث مشکوٰت شریف مین ہے وَاِنَّ لِلقُرآنِ ظَہرًا وَبَطنًا یعنے تحقیق واسطے قرآن کے ظاہر اور باطن ہے یعنے علماے ظاہر اس آیہ کو نسبت کفار کے لکھتے ہین اور باطن والے نسبت عرفاے باللہ کے مژدۂ خوشی کی بشارت دیتے ہین اور حضرت مسعود حسن چشتی کا قول ہے کہ موے سر سے ناخن پا تک سراسر ظہور حق تعالے کا ہے یعنے اُسی ظل کا یہ ظل ہے اور جبکہ ظل یقینی ہے تو اُسکا ظل بھی یقینی ہوا غیر نہین عین ہے ہان مگر ظل کا ظل غیر یقینے ہے اور اُسی غیر یقینی کو فنا ہے پس اِس نفی سے اثبات اُسکی بقا اور موجود بالتصدیق ہے کہ ماسوا اللہ کے کچھ نہین اور طالبو اسباب کو خوب تحقیق جانو کہ ہر عہد کے علماے مذاہب و فرقہ کو خیالات قدما کے مستعار اخذ کرنا نصیب ہوا ہے آخر والونکو نئی باتین کم معلوم ہوئین بلکہ نہین معلوم ہوئین ہان مگر مستعار لینے مین صوفیہ کے یہان چندان عیب نہین بمصداق اِسکے مصرعہ مطاع نیک ہر دو کان کہ باشد بعض سے اسقدر زیادتی تو ہوتی ہے کہ اخذ کرنیوالے واسطے نمایش اپنے علم اور نام کے اگلونکا نام مٹا دینے کی حتی الامکان فکر کرتے ہین تم تلاش کرلو کہ ہزار باتین اس قسم کی ہین کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ کے علم اور زبان سے اپنی زبان اور علم کے قالب مین لاکر لاف زنی کرتے ہین اسی کا نام گرمار دیا ہے ایسا شیوہ خلاف انصاف ہے اور غیرت سے بھی بعید ہے اگر غور کیا جاے تو ہمیشہ یوہین ہوا کیا ہے مناسب تو یہ ہے کہ اخذ کرنیوالے کچھ تجاوز تفاوت لفظی کرکے نام اُسکا نہ مٹا دین

تو بہتر ہے اور معاملہ مذہبی ایسا ہے کہ جو حقیقت جاننے والا ہے وہ ہرگز پوشیدہ نکرے اور جو کہ انجان ہے وہ جو چاہے سو کہے - پھر قاضی مسیح الدین مرید نے عبد الرحمن بروجی مرشد سے سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے جواب دیا کہ پہلے ہم شہودیہ تھے کہ اسمین پاس ادب ہے اب ہم وجودیہ ہین قول رسول اللہ کا ہے کہ موتو قبل ان تموتو یعنے کہ مرو تو پہلے اسکے کہ مرے تو اور وجہ تغیر و تبدل مذہب کی انتہا مین یہ ہے کہ پہلے ہم شہودیہ با ادب زندہ تھے اور اب ہم مرگئے وہ پہلا مذہب اور ادب ہمسے رخصت ہو گیا اور قیاس کرو کہ ادب ہم کے ساتھ ہے اب ہم منزل فنا مین وجودیہ مین نہ ہم رہے اور نہ ادب رہا اور یہ پڑھ سنایا انت الہادی انت الہو لیس الہادی الا ہو جو کہ قاضی عالم نحوی صرفی تھے کہ آپ تو مرگئے باتین کون کرتا ہے جواب دیا کہ مین نہین وہی جو حلول کیا ہوا ہے کہ جیسا نے باز اپنی آواز اندر نے سے باہر نکالتا ہے پھر مرید نے کہا کہ ناصح کون کسکا ہے جواب دیا کہ اپنے کا آپ پھر مرید نے کہا کہ انت الہو کی ترکیب ناجائز ہے کسواسطے کہ انت صیغہ حاضر کا ہے اور ہو صیغہ غائب کا اجتماع ضدین محال ہے یہ سنکر پیر ہنسے اور جواب دیا کہ الف لام دونون حرف وخاوند مین جب دونون شکل لا سے باہم ہو گئین تو ذات واحد ہے لا کے معنی نہین دوسرا یعنے ظاہر و غائب یکسان ہے اور جب لا کے لام کی نفی ہو گئے تو الف اللہ کا باقی رہا بس وہی واحد ہے یہ الف شہادت وحدت کی ہے غور کرو کہ اب انت و ہو کی جدائی نہ رہی ایک ہی ہے کسواسطے کہ پردہ امر اور خلق کا اٹھ گیا اپنی ذات کو آپ دیکھا پایا یعنی وہ اپنے کو آپ ہدایت کرتا ہے سمجھو وہ ایک ذات یعنے روح القدس مرد و زنان [illegible] قریب ہے تو ذکر عین ہے غیر نہین شرک نابود ہوا اسطرح ہے کہ انت [illegible] علم ہے اور [illegible] ضمیر ہے خود اسکے دونون اجزا ہین

موقع پر جائز سمجھو کہ حساب جمل سے آدم کے عدد (۴۵) اور حوا شدہ دو کے عدد (۲۱) جملہ (۶۶) ہوے جو کہ عدد اسم ذات اللہ کے ہین جاننا چاہئے کہ دو اسم ہین ملکر اور نہ ظاہر مین دوئی تحقیق کہ معبود اور عبد دونون اسکے نام اور ایک ہی نشان ہے اور در باب دریافت حقیقت وحدت الوجود کے یہ حدیث نبوی نافذ ہے من سکت سلم ومن سلم نجی یعنے سکوت سے سلامتی ہے اور سلامتی سے نجات ہے اور ایسی باتونکی ظاہر کرنیمین اقبال اور انکار دونون منع ہین بلکہ مصلحتاً چھپانا لازم ہے اور اس حقیقت کا گنجینہ عارف باللہ کا سینہ ہی ہے یہ کہکر وجد مین آپ باواز بلند فرمانے لگے انا احدٌ انا وحدٌ انا واحدٌ یہ سنکر مرید کو تصدیق قال حال آپکی ہوگئی اور ظاہر ہے کہ لفظ انا بھی ترکیب قلب سے ثابت رہتی ہے اُسکے معنی اور مطلب بدل نہین سکتے اور اثبات سے اُسکے اثبات دعوی ہے پھر مرید نے عرض کیا کہ احدٌ وحدٌ واحدٌ مین نہین سمجھا جواب دیا کہ ذات جناب احدیت کی مطلق ہے اور تعین اول وحدت کا نبوت اور تعین دوم واحدیت کا ولایت اور ماتحت اُسکے کل عالم ہے یہ صفتین اوسیکی ذات کی ہین اور یون سمجھایا کہ پہلے مین کچھ قواعد صرف نحو کے پڑہا تھا اب وہ سب بھول گیا تمہاری استفسار سے بھولا ہوا کچھ یاد آگیا اب یہ سن لو کہ سواے ذات روح القدس کے اللہ اسم ذات ہے اُسکا حساب جمل سے کل کے نامونمین داخل ہے کہ شاہد حال اسکی یہ ترکیب ہے کہ جس کیفیت رباعی مین لکھدیا ہے

رباعی

اسم ہر یک را مضاعف کن فزود — ضرب در دہ طرح از عشرین نمود
باز یک افزا و در شش ضرب کن — اسم پاک از غیب آمد در وجود

غرض جواب اُس سوال بالا کا یون ہے کہ البتہ صرفی نحوی یون بھی کہتے ہین کہ ایسے موقع پر

الف لام تعریف وضمیر ہو کی اور معارف ہے کہ جمع غیر جائز کسواسطیکہ دو والتعریف ایک جمع نہین ہوسکتے مگر ساتھ تاویل کے درست ہے سمجھ لینا چاہیے جیسا کہ فی الضرب بمثال اسکے فی کالبیت ایسا ہوسکتا ہے یہ سنکر مرید نے تسلیم کیا پھر مرید نے عرض کیا کہ جب رسول اللہ معراج شریف کو گئے تو دروازہ آسمان کا ایکبار کھل گیا تھا پھر دوبارہ خبر اُس دروازہ کھلنے کی نہین سنی اور روحین عرفاے باللہ عاشقون کی کسطرح سے آسمانونپر مدام جایا اور آیا کرتے ہین اور بکثرت عاشق اللہ کے ہین اور وہ ارادہ اپنے اپنے عروج کا اپنے اپنے موقع پر کرتے ہونگے کیا اُنہون کے واسطے وقت بوقت ہر ہر کے واسطے مدام دروازہ جداگانہ آمد و رفت کیلیے انتظار مین کھلے رہتے ہونگے بروی نے سنکر کیا جواب صحیح دیا کہ روحین عاشقون اللہ کی اپنے اپنے موقع پر صعود کرتی ہین بطور دود ایک کیطرف آسمانون سرپوش کے اور جرم آسمانونکو قوت جاذبہ روحانیات کی اسطرح سے ہے کہ جیسا کپڑا خشک پانی کو جذب کرلیتا ہے اسیطرح سے آسمان روحون کو انکی نکل جاتے ہین اور جبکہ روح ارادہ کرتے ہے طرف جسد اپنے کے تو آسمانونکو قوت واقعہ اسطرح سے حاصل ہے کہ جسطرح سے پسینا پیشانی انسان سے ٹپکتا ہے اس صورت سے رخصت روحانیات عشاق کی ہوتے ہی اور وہ روحین اپنے اپنے ارادہ پر مختار ہین جسوقت چاہین عروج اور نزول کرین وقت معین نہین۔ پھر مرید نے سوال کیا کہ توحید چند قسم ہے جواب دیا کہ ہان تین قسم کی ہے یعنے ایک توحید قولی زبانسے دوسری توحید فعلی دل سے ہے تیسری توحید حالی حرکات ظاہریہ سے پھر عرض کیا کہ علم چند قسم ہے جواب دیا کہ تین قسم کا ہے پہلا علم الیقین کتب درسی سے دوسرا عین الیقین آنکھ کے مشاہدہ سے تیسرا حق الیقین دل کی تصدیق سے کہ ہر وقت مستعد اد

حاضر ہے پھر عرض کیا ذکر چند قسم پر ہے جواب دیا کہ تین قسم سے ہی ایک لقلقۂ زبانی
توتے مینا کی طرح دوسرا وسوسۂ دل سے تصدیق کرکے حرکت دل سے ذکر کرنا تیسرا مشاہدۂ
روح کو اُس سے کمال اتحاد ہونا ماسوا اللہ کے ہرگز خیال دوسرا نکرنا پھر عرض کیا کہ وحی
کیا ہے جبرئیل کون ہین عرش کیسا ہے مرشد کیا ہے جواب دیا کہ وحی تلاش کامل
جبرئیل خیال پختہ عرش دل مرشد عشق ہے سمجھ لو تا وقتیکہ طالب تارک کل تعلقات دنیا
نہوگا کچھ نہ ہوگا پہلے سالک کو ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک ہستی ترک ترک ضرور ہے ورنہ
ہمیشہ مجبور اور مہجور رہیگا اور جبکہ سب تعلقات طالب کے ترک ہو گئے اُسوقت مین
جو مرشد عشق اُسکا ہے وہ قوت پاکر رہبری کوچہ مطلوب کی کریگا فنائے خود کے بعد
بقائے مطلوب پر نظر ہوگی والّا خلا کہ طالب بوالہوسی سے اپنی اوقات کو ضائع کرتا رہا
تو کیا اور بے ریاضت اور بے مشقت مستقلی کے جھگڑون منازل استدراجی مین پھنسکے
یعنے خاک شریعت ناسوت اب طریقت ملکوت باد حقیقت جبروت آتش معرفت لاہوت
آگے قدم نہ بڑھا سکیگا اٹک بھٹک کے رہ جائیگا مقام عدم ہاہوت کوفی مین پہونچنا
بس دشوار ہو جائیگا حیرت تو ہوگی مگر جلوہ اُسکا کہ جس سے وصل ہو نظر نہ آئیگا کہ جسکو
خلوت خاص کہتے مین پھر عرض کیا کہ وطن کہان ہے اور سفر کہان ہے جواب دیا
کہ وطن وحدت ہے اور سفر کثرت ہے نہ کہین سے آیا اور نہ کہین جائیگا پھر عرض کیا کہ
ذکر پہلے ہی اور فکر بعد ہے جواب دیا کہ نہین فکر پہلے ہے ذکر بعد ہی اور بعد ذکر کے شغل ہے
بعد شغل کے سکوت ہی بعد اُسکے حیرت ہے پھر عرض کیا کہ اُسکے مبدی کون کون ہین
جواب دیا مبدا فکر کا خاک مبدا ذکر کا آب مبدا شغل کا باد مبدا سکوت کا آتش مبدا حیرت کا
نور بیرنگی ہی پھر عرض کیا کہ فاذکرونی اذکرکم اسکے مطالب کیا ہین جواب دیا کہ اپنا ذکر

اور اپنے کو آپ ہی دیکھنا خلاصہ یہ کہ بس آپ ہی آپ ہے دوسرا کوئی نہین فقط فرق وحدت اور کثرت کا ہو سکتا ہے پھر سوال کیا صوفی عارف باللہ کسکو کہتے ہین جواب دیا کہ جو کوئی ترک تعلقات حقیقی دنیا کر کے اللہ تعالی کو اپنے دلمین بٹھال لے اور ماسوا اللہ کے دلمین اور کچھ نہ رکھے اور نوشتہ آخرت بجز دید مطلوب اور شنید آواز مطلوب اور ہمراہی رفتار ذات مطلوب دوسرا کچھ نہو صوفی صافی اُسکو کہتے ہین جو طالب ایسا فنے ہو جاوے تو وہ کھرا ورنہ کھوٹا ہے جیسا پیسہ لوہے کا کہ وہ کام نہ آئیگا ویا جیسا کج کمرا شتر کہ وہ بار کو منزل تک نہ پہونچائیگا ویا جیسا مسافر مفلس کہ سرائے رات باقی رہے اگر پکڑتا ہے ویا جیسا بی زر سوداگر وہ مال خرید نہین سکتا ویا جیسا کہ آندہی کے سامنے آئینہ کہ وہ صفائی نہ دیکھ سکیگا مناسب یہ کہ طالب اپنے کو ایسا نہ بناوے ایسا بنے کہ کام پہنچاوے مطلوب ہاتھ آوے پھر مرید نے پوچھا کہ اگر طالب نے سب تعلقات چھوڑ کے اپنے زہد محنت سے موافق ارشادات پیر کے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تو پھر کیا ہوا جواب دیا کہ طالب پستی سے اپنے مقام بلند پر پہونچ گیا یعنے جو تھا وہ بنگیا اُس سے مقام بلند دوسرا نہین مثال اُسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور کنارہ پر اُسکے گوناگون جھجر پانی سے لبریز ہین اور موج اُس دریا کی ایسی آئی کہ سب جھجرونکے پانی سے ملکر اپنے کو بہا لیگئی جو اُن جھجرونمین پانی صاف تھا وہ اُس موج مین ملکر چلی گئی اور وہ جھجر کہ جنمین آلایش تھی اُنکے اوپر سے موج تو گذری مگر وہ اب جھجر اُسمین نملا بجائے خود رہا تو بس ایسا ہی سمجھ لو کہ جو طالب ترک تعلقات سے پاک وصاف ہو کر اُس سے ملنا چاہا ملگیا اور ساتھ جسکے تعلقات دنیا رہے وہ نہ ملیگا کہ آلایش اُسمین بھری ہوئی ہے کثیف لطیف سے کیونکر ملسکتا ہے اور پھر مرید سے کہا کہ تو بھلا دین چھوڑ کہ وہ جی جی بی بی کام نہین آتی بمصداق اس

بیت کی ∴ تو چہ دانی سرّ حق اے جاہل ∴ تو گرفتار ابوبکر و علی ∴ سن تو ان ہدایتون پر عمل کر کہ زنار اور بت عبارت ہے باندہنے گرہ خدمت اور اطاعت پر دین فقرا مین اے عزیز خوب اُسکو سمجھکر مستقل ہو جب کام تیرا انجام کو پہونچیگا اور اگر تو قیل وقال مین مصروف ہو تو اوقات تیری ضائع ہوگی اور مطلب تیرا فوت ہو جائیگا خبردار گوش دار سن سمجھ یون ہے

ابیات

بت اینجا مظہر عشقست و وحدت بود زنار بستن عقد خدمت
چو کفر و دین بود قائم بہ ہستی بود توحید عین بت پرستی
چو اشیا ہست ہستی را مظاہر ازان جملہ یکے بت باشد آخر
نکو اندیشہ کن اے مرد عاقل کہ بت از روے ہستی نیست باطل
بدان کایزد تعالے خالق اوست زنیکو ہرچہ صادر گشت نیکوست
وجود آنجا کہ باشد محض خیر است اگر شریست در وی آن ز غیر است
مسلمان گر بدانستی کہ بت چیست بدانستی کہ دین در بت پرستیست
وگر مشرک ز بت آگاہ گشتے کجا در دین خود گمراہ گشتے
ندید او از بت الا خلق ظاہر بدان علت شد اندر شرع کافر
تو ہم گر زو نبینی حق پنہان بہ شرع اندر نخوانندت مسلمان
ز اسلام مجازی گشتہ بیزار کرا کفر حقیقی شد پدیدار
درون ہر بتی جانیست پنہان بزیر کفر ایمانیست پنہان
ہمیشہ کفر در تسبیح حق است وان من شیء گفت اینجا چہ دق است
چہ میگویم کہ دور افتادم از راہ فذرہم بعد ما جاءت قل اللہ

بران خوبی رخ بت را کہ آراست | کہ کشتی بت پرست از حق نمی خواست
ہمون گردد ہمو گفت و ہمو بود | نکو گردد نکو گفت و نکو بود
یکی بین و یکے گوی و یکی دان | بدین ختم آمد اصل و فرع ایمان
ز من میگویم این بشنو ز قرآن | تفاوت نیست اندر خلق رحمان

کہ ما تری من خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ہل تری من فطور چہ بفحواے الرحمن علی العرش استوی تمامی اشیاء و فیض رحمن متساوی اند و بس یہ سنکر قاضی نے زبان کو بند کرلیا تا زیست خود حاضر رہکر آئینہ صفت ہوگیا اور یہ پوری حکایت علی عبد روس کے کلیات کی جلد ثانی مین کہ جنکا مزار بندر سورت مین ہے لکھی ہوئی ہے معائنہ اسکے تصدیق کرلو۔ جہانتک کہ امکان نہین مجھ فقیر بے بضاعت نے بقدر کوشش و تلاش تمام واسطے پڑہنے شوق و تعلیم طالب کے لکھکر ختم کیا اب شائق صاحب بصیرت اسپر لحاظ کرین کہ اگر طالب اعتقاد سے پورا اور مستقل پختہ اور سعید کامل نہ ہوگا تو پڑہانے سنانے سکھانے سی کچھ نفع نہ پہونچیگا اوقات معلم کی ضائع ہوگی مگر ایک رسم ہیکہ جب مرید بیعت کرچکا تو پیر کو حق تعلیم ادا کرنا ضرور ہے کہ اس خادم الفقرا نے اس تالیف کو یادگار اپنا چھوڑا اور طالبونکی نذر گذرانا میرا کام تھا خواہ قبول ہو یا نہو دوسرونکا اختیار ہے یہ مسافر لاچار ہے نسبت اپنے دعاے خیر کا خواستگار رہے۔ میرے قلم اور فہم اور تحقیق کو یہ قدرت اور قوت نہین ہے کہ جو تفصیل کرامات اور مکاشفات و حالات فیض رسانی اس جناب محبوب سبحانی قدس سرہ علی سیرت حسن ثانی کی مین لکھ سکون مگر اکثر کتب مین لکھا دیکھا اور سنا ہے کہ تینتیس ۳۳ ہزار کرامات اور مکاشفات حضرت کے قلمبند ہین اور جو بسبب طول کتاب کے

حکایت

چھوڑ دیے گئے اُنکا حساب نہین کہ بعید ہو گئے اس ہیچمدان نے بھی بالکل تفصیل
اُسکی بسبب طولانی اس کتاب کے نہ لکھی دوسری کتابونمین ملاحظہ فرمائو حقیقت آشکارا ہے
ہین اب بنظر اختصار کچھ مضامین ضروریہ واسطے استفادہ طلبا کے سلسلہ قادریہ
جیلانیہ ممدوحہ کے جیساکہ مجھے پہونچا موافق اُسکے تحریر کرتا ہون حضرات مخاطب جو کر
اسم مبارک تو حضرت کے بہت ہین مگر یہ گیارہ سکہ بغدادی ہین ہین اور مشہور ہین ۔
حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی غوث صمدانی قطب الاقطاب غوث الاعظم محبوب
سبحانی - حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی غوث صمدانی محبوب سبحانی
حضرت محی الدین عبد القادر فقیر یزدانی - حضرت سلطان محی الدین جیلانی - حضرت
خواجہ محی الدین جیلانی - حضرت مخدوم محی الدین جیلانی - حضرت ولی محی الدین جیلانی
حضرت بادشاہ محی الدین جیلانی - حضرت مولانا محی الدین جیلانی - حضرت غوث
محی الدین جیلانی - حضرت خلیل محی الدین جیلانی اور ملفوظ شریف حضرت سے
نسب نامہ حضرت کا یہ ہے ابو محمد محی الملۃ والشریعۃ والحقیقۃ والدین عبد القادر
رضی اللہ عنہ بن موسیٰ ابی صالح جنکے دوست بن عبد اللہ الجیلی بن سیف محمد سیف اللہ
بن یحیی الزاہد بن محمد داؤد بن موسی الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن المثنی ابن
الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بے تعداد مرید ہین
لیکن یہ انیس خلیفہ یگانہ و بیگانہ سے کہ صاحب اجازت ہین کہ انھون سے سلسلہ
جاری ہے ۔ سید عبد الرزاق فرزند کلان ۔ سید عبد الجبار فرزند دوسرے
سید عبد الوہاب فرزند تیسرے ۔ سید عبد العزیز فرزند چوتھے ۔ سید ابراہیم
فرزند بی بی نصیبا یعنے حضرت کی دختر ۔ سید عبد اللہ فرزند دختر جمیلہ ۔ سید موسیٰ فرزند پنجم
ششم سید یحیی فرزند دختر سید محمد فرزند دختر سید عیسی فرزند دختر

واضح ہو کہ یگانہ ان دس مین چار فرزند اور چھ نواسے حضرت کے ہین - اور اب گیارہ وہ جو بیگانے ہین - سید زین العابدین - شیخ احمد بدوی شیخ علی حداد خواجہ محی الدین عربی - شیخ ابراہیم چشتی - سید تاج الدین - شیخ شہاب الدین شیخ علی خلیفہ - سید شمس الدین بن علی حداد - شیخ عبد القادر سہروردی ابوالنجیب شیخ عبد اللہ بن علی قادوئی اور یہ نو خانوادے بہ لقب نوقادر مشہور ہین یعنے سلسلۂ ایازیان خواجہ فضل بن ایاز قادری سے اور سلسلہ طیفوریان بایزید بسطامی عارف باللہ قادری سے اور سلسلہ کرخیان شیخ احمد کرخی قادری سے اور سلسلہ جنیدیان حضرت جنید بغدادی قادری سے اور سلسلہ فردوسیان حضرت نجم الدین کبرا قادری سے اور سلسلہ سہروردیان شیخ ضیاء الدین قادری سے اور سلسلہ طوسیان علاء الدین طوسی قادری سے اور سلسلہ ہبیریان خواجہ ہبیرۃ البصری سے اور سلسلہ خاص الخاص عزیزیہ حسن جمال الیل عبد العزیز بغدادی سے کہ یہ فرزند کوچک حضرت محبوب سبحانی کے ہین اب طالبان شائقین کو معلوم ہو کہ اکثر ایکدوسرے خانوادونمین ایک دوسرے سے تعلیم مین فرق پایا جاتا ہے گو کہ نتیجہ دونون ایک ہی مگر طریقہ تعلیم ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ظاہر ہے مجھ فقیر کے سلسلہ عزیزیہ کا یہ طور تعلیم ہے کہ ابتدائے طالب کو کلمہ طیب کی تعلیم زبانی متوسط جہر یہ اسطرح سے کرتے ہین کہ ناف سے لا الہ کو ساتھ مد کے کھینچکر اور داہنے مونڈھے پر سے لا کر دل پر ضرب دے اور الا اللہ کو فورا ساتھ مد کے ام الدماغ سے کھینچکر دلپر ضرب دے گیارہ سو مرتبہ اور بعد ختم کے ایکبار محمد رسول اللہ کہے اور مناسب تر ہے دن ہو خواہ رات یہ ورزش گوشہ مین کرے تاکہ خاطر طالب پراگندہ نہو چند روز مین تاثیر ظاہر ہوگی - اور طور تلقین

نفی و اثبات کا یون ہے کہ خلوتمین قبلہ رو باادب دوزانو بیٹھے اور آنکھون کو بند کرلے
اور لا نفی کو ناف سے بقوت شدید باہر لاوے اور مرسے کھینچکر داہنے بازو تک
پہونچاوے اور لفظ الٓہ کو بین دماغ سے نکالے اور الا اللہ کو زور سے دلپر ضرب کرے
اور لا الٓہ سے نفی ذات خود اور الا اللہ سے اثبات اللہ تعالیٰ کا کرے بعد ازان
تین بار بعدہٗ ایک ایک بار بتدریج بڑہاوے تا آنکہ تین سو ساٹھ تک پہونچاوے
ابتداءً دو سو تک جہریہ طریق سے جبکہ دو سو سے بڑہے تو بطور حبس خفی اور طرح
پاس انفاس کی یون ہے کہ دم اوپر کو لا الٓہ کا لاوے اور دم نیچے کو الا اللہ کا لیجاکر
دل پر ضرب کرے اور طریق دوسرا یہ ہے کہ دم اوپر کا ساتھ ہو کے لاوے اور دم
نیچے کا ساتھ اللہ ہو کے دلپر ضرب دے اور اس مقدمہ مین حضرات قادریہ اور چشتیہ مین
فقط فرق عروج اور نزول کا پایا گیا اور ترکیب اسم ذات یعنے ایک ضربی اسم ذات
باشد و جہرآ دلپر اور دو ضربی داہنے زانو پر دوسری بار اور سہ ضربی مین داہنے
زانو پر پہر بائین زانو پر اور پہر دلپر اور چار ضربی مین پہلے داہنے زانو پر پہر بائین زانو پر
پہر آگے سینہ پر پہر دلپر زور سے ضرب مارے اور ہر ترکیب مین مربع بیٹھے
قاعدہ ذکر ارّہ اسم ذات کو ناف سے دم اٹھا کر کے قوت سے لا کو کھینچکر تا فم معدہ
اور دہانسے الٓہ کو داہنے مونڈہے پر پہونچا کر کسی قدر سر اور نگاہ کو اٹھا کر پشت کیطرف
مخاطب کر کے پہر فوراً سنہ کو گردش کر کے دلپر زور سے ضرب دے تین سو ساٹھ بار
اسیطرح کرے کہ جیسا نجار ارّہ کو لکڑی پر کھینچتا ہے اور اس ذکر کو جناب ولایت مآب
محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے بہت کیا ہے اور اسکی بہت بڑی برکت ہے کہ بیانسے
زائد اور طریق اسم ذات خفی کا یون ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر سانس سے جہانتک

حاصل ہو اللہ معی اللہ لکھے مگر اس باریکی سے کہ لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر قلب تک لاوے اور ہو کو زور سے ام الدماغ سے کھینچکر دلپر ضرب کافی دے لازم ہو کہ طالب رات دن یہی کرتا رہے تاآنکہ اسکی مداولت سے خوب پختہ ہو جاوے پھر از خود جاری رہیگا اور شغل میت ساتھ ذکر کے یون ہے کہ دن ہو خواہ رات طالب مُنہ طرف آسمان کے کرکے لیٹے اور دونون ہاتھ اپنے برابر سرین کے پھیلا دے اور آنکھونکو بند کرکے ذکر لا الٰہ الا اللہ زبان کو تالو سے لگا کر بطور خفی ناف سے لا الٰہ کو قلب تک لاوے اور ام الدماغ سے الا اللہ کو قلب پر ضرب دے جہانتک کہ طالب خود مین قوت پاوے اور طالب اسوقت یہ خیال کئے رہے کہ مین مردہ ہون اور الا اللہ میرے قلب سے خودبخود جاری ہے چنانچہ یہ شغل میت واسطے ضعفا اور ناقصین کے مقرر ہے اور شغل آسمان یون ہے کہ دن کو بعد زوال دوپہر زیر سایہ دیوار پشت کو آفتاب کیطرف کرکے دوزانو زمین پر بیٹھے اور دونون ہاتھکی انگلیونکو کھلا رکھکر دونون گھٹنونپر اپنی جما دے اور نگاہ سخت سے آسمانکیطرف دیکھے اور جبتک دیکھا کرے یا لطیف پڑھتا رہے طالب جب تک کہ اپنے مین قوت پاوے اور آنکھونپر زیادہ بار معلوم ہوگا اور دم بدم پانی آنکھونسے نکلیگا گوارہ کرے بعد چند روز کے نگاہ ٹھہریگی اور پانی کا نکلنا بھی موقوف ہو جاویگا بس کار انجام پاویگا یون تو روز اول سے روحانیات بطور لختہ پنبہ اُڑتی چلتے زیر آسمان معلوم ہونگے پھر وہ بعد چندے ساتھ شکلون کے قائم ہو جاوینگے۔ اور شغل برزخ یون ہے کہ دلکو سیدھا کھڑا ہوا اور دلمین ذکر ہو جاری رکھے مگر ساتھ حبس دم کے اور درمیان دونون ابرو کے پلک بالا اٹھاکر آسمان پر برابر نظر رکھے اور پھر اوپر ہواکی نظر ڈالے پھر چشم راست کو کھلا رکھکر اور چشم چپ کو بند کرکے جیسا کہ بندوق شست پر نظر کرتا ہے

اسیطرح ناک کے داہنے پردے مین نور بے کیف وجود مطلق کو اظہر ہے معائنہ کیا کرے چندروز مین ظاہر ہو جائیگا مگر اس شغل کے کرنے مین پلک نہ مارے آنکھونکو زور دیے رہے اور دلمین اس بات کو یقین کرنا ضرور ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہون پاتا ہون یہی مقصد میرا ہے کہ اس سے فنائے خود اور بقائے مطلوب حاصل ہوتی ہے شغل اسم ذات کا طریقہ یون ہے کہ ایک چوفتہ کاغذ سرخ رنگ گندہ پر اسطرح کی شکل صنوبری هللله کہ یہ لفظ دونون طرف سے اللہ ہی اسپر طلا سے لکھے اور بوقت شغل اسپر نظر کو جمایا کرے اور ہر وقت اس تصور کو قائم کرلے کہ ایسا میرے دلمین لکھا ہوا ہے چنانچہ بعد چند روز کے اس تصور پختہ کے بدرقہ سے طالب کو ظاہرا تجلی اسکی معلوم ہوگی چنانچہ مجھ فقیر کے پیرومرشد نے بروقت اس مذاکرہ کے مجھسے فرمایا کہ مین دہلی مین تھا ایک شخص صدمہ درد دلسے مرگیا میرے سامنے ڈاکٹر نصرانی آیا اور اس میت کے پہلو کو چیر کر دل اسکا باہر نکالکر چیرا اور تشخیص مرض کرلی تو مینے بچشم خود دیکھا کہ اسکے دل کی بافت مین موافق اس نقشہ اللہ کے صاف لفظ اللہ پیدا تہی مجھے اسدم یقین ہوا کہ حق تعالے نے پہلے ہی ساخت دل آدم مین اپنے اسم ذات کی بافت فرمائی ہے ضرور ہے کہ طالب اسکا جلوہ اپنے کسب تصوریہ سے ظاہر کرے اور یہ ترکیب شغل سہ پایہ دوریہ قادریہ کے یون ہے کہ طالب روبقبلہ دوزانو بیٹھے اور دونون آنکھ بند کرکے زبان کو تالو سے لگا دے اور حضوری سے تصور کرکے زبان دلسے اللہ سمیع بلاحظہ خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک پہونچا دے اور سینہ سے اللہ بصیر کو نکال کر ام الدماغ تک پہونچا دے اور پہر وہان سے اللہ علیم کو نکال کر عرش تک پہونچا دے پہر اللہ علیم کو عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ مین اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف مین لا

اسیطرح سے دورہ عروج و نزول کا ناف سے شروع اور درجہ بدرجہ مذکور اسی طریق سے کرتا رہے بعضے بزرگ ہمراہ ان کلمات مذکورہ کے اللہ قدیر زیادہ کرتے ہین اور طریق سلطان الاذکار کہ جسکو سلطان السر اور سلطان الحیث اور سلطان الحیرت اور صورت سرمدی اور صورت حسن اور شکل ہمس اور آواز بیرنگی اور آواز مطلق اور آواز قدیم اور ذکر روح اور انفس ور جدم اور ما غذا الانبیا اور ویدا اور شنید اور الخدا اور زبان ہندی مین جنگی اسکو سنتالی کہتے ہین اور حضرات صوفیہ کرام نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ دنیا مین باسناد معتبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہری اور باطنی عمدہ اور نایاب نعمت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور اُنھین سے بواسطہ ایکدوسرے کے یہانتک پہونچی تحقیق کہ یہ شغل آواز کا ہے اور آواز تین قسم کی ہوتی ہے یعنے ایک دونون آنکھونکو ملانیسے جیسا کہ دو ازواج ہاتھونکے ملنیکی حرکت سے اور ایک ہاتھ کی حرکت سے نہین نکلتے اس آواز محدث اور مرکب کہتے ہین اور دوسرے جسم کی بحرکت اور آتش اور باد لفظ غیر عنصر کی بے ترکیبی سے انسان کے اندر سے نکلتی ہے اس آواز کو بسیط اور لطیف کہتے ہین تیسرے یہ آواز بیجا اور بیواسطے ہمیشہ ایک ہی طرح پر ظاہر اور جاری رہتی ہے کم و بیش تغیر اور تبدل نہین ہوتی اور بے جہت سے گویا تمام عالم اس آواز سے پر ہے اور کوئی شئی خالی اس آواز سے نہین مگر اہل دل کے سوا کوئی اس آواز کو پہچان نہین سکتا اور نہ سن سکتا ہے یہ آواز کل موجودات کی پیدائش سے پہلے تھی اور ابتک اور ہمیشہ رہیگی ایسی آواز کا نام بیجا اور مطلق ہے اور کوئی شغل اس سے بہتر اور بالاتر نہین ہے شاغل احتیاط اور سعی سے تمام اشتغال صادر ہوتے ہین جب شاغل اُنسے باز رہتا منقطع ہوجاتا ہے مگر یہ شغل شریف شاغل کے بے ارادہ اور بے انقطاع اور انفصال کے

میسر ہوتا ہے اکثر صحیح احادیث سے جو صحاح ستہ مین موجود ہین ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ وعلیہ وسلم ہمیشہ اس شغل مین مصروف رہتے ہین مگر کسی عالم نے اس معنی کے تفسیر نہین لکھی حضرت خدیجۃ الکبری مروی ہے کہ رسول خدا نبوت سے پہلے کھانا اپنے ساتھ لیکر غار حرا مین جو مکہ معظمہ کے نزدیک مشہور ایک غار ہے تشریف لیجاتے اور ساتھ اس شغل کے مشغولی فرماتے اُسکے اثر سے حضرت جبرئیل کی صورت ظاہر ہوتے اور وحی اُترنے کی ابتدا بھی یہی ہے اسکے بعد جو کچھ ہوا ہوا اور جناب غوث الاعظم محبوب سبحانی نے اکثر اسکو شغل فرمایا ہے یہ شغل غوثیہ قادریہ عالیہ رضوان اللہ تعالی یون ہے کہ سالک کو لازم ہے کہ بروز پنجشنبہ غسل کرکے لباس فاخرہ زیب تن کرے اور عطر وغیرہ ملے اور بیچ حجرۂ تنگ کے اگر ولوبان وغیرہ روشن کرے اور اوپر بستر کی اسطرح سووے کہ پاشنہ پاے راست کا اوپر ران چپ کے اور پاشنہ پای چپ اوپر ران راست کے رکھکر دست راست بیچ بغل چپ کے اور دست چپ بیچ بغل راست کے رکھکر اور گردنکو سیدھا کرکے بسوی آسمان لیٹے اور لاخطہ تصور اپنے مرشد کا کہ اللہ اور محمد اور علی ہے کرے اور دلکو وسواس اور خطرہ سے پاک رکھے اسم ذات کو ساتھ حبس دم کے بشدت تمام ناف کے نیچے سے کھینچکے اوپر دل صنوبری کے لاوے اور اُسی جا قرار دے اسواسطے کہ دم باری گری ذکر اسم ذات مین مع تصور مشغول ہوا اور دل صنوبری سے کھینچکر سینہ پر لاوے اور اُسیطرح سے ذکر مین مشغول رہے اور سینہ سے کھینچکر حلقوم مین لاوے اور ساتھ ذکر و تصور اسم ذات اشتغال کرے بعدہ اسی اسم کو ہو تصور کرکے ام الدماغ کو پہونچاوے اور وہان احد احد ضرب دے اسیطور سے کیا کرے بعد اسکے بی صورت اور بیحرکت نشان انا انت انت انا انا احد احد اللہ ساتھ معنی الفاظ کے مستغرق ہو

ہرگاہ کہ نفس تنگی نکرے ہوا کبر کہلکر منخر راست بینی سے دم کو آہستہ چھوڑے گر بیچ ایک
جلسہ کے جسقدر کہ اپنے کو بیچ شکنجہ کے کھینچے ترقی پکڑیگا اور ہر روزہ نکرے ہر پنجشنبہ کو
حسب مسطورہ بالا کرے اور اگر زیادہ سے زیادہ شوق طلب رکھتا ہو تو دوشنبہ اور پنجشنبہ
کیا کرے مگر پہلے شروع کرنے مین شغل ہذا کے پنجشنبہ کے روز عروج ماہ مین دو رکعت نماز بنام حضرت
غوث الاعظم قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی رحمت یزدانی ادا کرے پہر شغل مین بحضور
قلب معروف ہو چند ماہ مین فائدہ عظیم دیکھے طریق نفی و اثبات بیچ حبس دم کے معاً
سالک چاہیے کہ بخلیہ معہودہ کے با فکر و تصور نگاہ رکھے و تصور صدائے ہا ہو ہی
بیشتر کرے اور کلمات اثبات کو اوپر دل کے تصور کرے اور دم حبس کرے زیر ناف سے
باہستگی اوپر دل صنوبری کے اور پہر اسکو بام الدماغ پہونچا دے اور کلمہ اثبات الا اللہ
بیحرکت لب زبانسے سات بار کہے اور یکبار ہر روز زیادہ کرتا رہے تا آنکہ سات سو تک
پہونچا دے پہر کمال اس شغل کا دیکھے کہ پردہ ظلمانی سامنے سے اٹھ جائیگا اور منزل
نورانی کو پہونچیگا اس مقام کی ہوشیاری رکھے کہ وہان نور غیر سے مبتلا نہو کہ خطرہ
رجیم علیہ اللعن اکثر ایسے موقو پر درپیش ہوتا ہے اور طریق نفی و اثبات خاص الخاص
واسطے حصول حدث بیچ حبس دم کے سالک کو جذب لازم ہے اور ضروری ہے کہ بیچ حبس دم کے
عروج و نزول ماہ مین ورزش کرے یعنے اول تصور ھَ معہ تلفظ ذکر ھَ بلاحظہ معنی الا اللہ
اسی قلب صنوبری پر ضرب دے اور تصور ھِ بلاحظہ معنی محمد رسول اللہ اوپر دل مدور کے
کہ ام الدماغ ہے چہوڑے یہ نزول عروج کرے ھ ھ ھ اسی قسم سے کہتا اور کرتا رہے
لفظ ھ بمقام ناف نیلوفری اور لفظ ھُ بمقام دل صنوبری اور لفظ ھِ بمقام مدوری
ام الدماغ ہے ان تینونکا ملاحظہ باحتیاط تمام ہر مقامات کا چاہیے تہوڑے ہی عرصہ مین

طالب فیضان الٰہی سے جذب مترشح ہوگا اور یہ ایک طریقہ مواظبت اسم ذات کا سلسلہ عزیزیہ قادریہ مین بہتر ہے سالک کو چاہیے کہ بعد ادای نماز تہجد بیچ خلوت کے جاکر اور آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر اور اندیشونکو خاطر سے علیحدہ کرکے متوجہ بقلب صنوبری ہوکر اسم ذات اللہ یعنے اللہ اللہ ذکر کرے اور یہ خیال کرے کہ مین نہین سنتا بلکہ وہ سُنتا ہے اور جملہ حواس خمسہ کو مصروف ساتھ سُننے اُس آواز کے آمادہ رہے ور رجوع بحق کرے اگر فی الجملہ اُس سے حرکت محسوس ہو یعنے یہ خیال گذرے کہ قلب متحرک ہی یا حرکت نفس یا خیال محض ہی اسی بات پر مدام مستعد رہی کہ حرکت مذکور ظاہر ہے ور بعد ظہور کے یقین کرے کہ یہ ترقی کریگا تا آنکہ تخیل حرکت نفس یا خیال غیر اور وسواس اُٹھ جاسے اور محقق ہو کہ مضغہ قلب متحرک ہی اور بلفظ اللہ قلب ہی ذاکر ہے جبکہ سالک اس سعادت سی مشرف ہو گیا پھر پیوستہ ساعی رہی کہ بیچ خلا اور ملا کے ذکر خدا قلب صنوبری سے بگوش خود سُنے اور زبان ساکت رہے فقط کاروائی قلب پر زور دے بس جب ایسا ظہور مین آگیا تو مرتبہ اس مشقت کا حاصل ہوا اور مُراد اُسکا ملگیا اور بعض کو نہین بھی ہوتا بسبب جریان نفس کہ اکثر وہ مانع اس حرکت کے ظہور کا وسوسون سے ہوتا ہے اسصورتمین لازم ہی کہ نفس کو زیر ناف حبس کرے تا کہ قلب مثل حوض آب کا پکڑے اور اس ضبط سے موج محفوظ ہو کہ اُس صورتسے حرکت دل کی مشہود ہو اور آہستہ آہستہ حبس کو زیادہ کرتا رہی ایکبار نہ بڑہاوے کہ حبس سخت سی ضرر کا اندیشہ رہتا ہے اور بیچ وقت چھوڑنے نفس کے ساتھ آہستگی کی چھوڑی جبکہ حرکت محسوس ہو ذکر قلب کا جاری ہوگا اور حفظ حرکت مین سعی لازم وضرور ہے کہ حرکت ضعیف نہونے پاوے تھوڑی تساہلی مین بہت نقصان ہوتا ہے اور سالک ابھی مشقت سی مایوس نہوا اور اس جریان ذکر قلب کو

ذاکر غنیمت جانے اور جو طالب دوسرے اوراد و تلاوت وغیرہ کا عمل رکھتا ہو تو اُسکو ترک کرے کہ انصرام دو کار کا برابر ممکن نہین اور روز و شب اُسی ذکر مین مشغول رہے ساتھ جوارح کے عادت کرلے اور جبکہ یہ نسبت ساتھ اپنے غالب دیکھے تھوڑی آنکھ کھولے اور توجہ بقلب ہو مثل ابتداء خلوت کی اور جبکہ حرکت بمرتبہ ہو پہنچے اور سُننا ذکر اللہ کا زبان دل سے ظاہر ہوگا تو پھر وہ حرکت قلب صنوبری بیچ سب اعضا کے منتشر ہوگی یعنے دوسرے عضو بھی ذکر کرنا شروع کرینگے اور ذکر سے اعضا کے مراد حرکت سے ہے نہ آواز کی اور بروقت حرکت اعضا کی سالک متوجہ بقلب صنوبری رہے کہ اُس سے مدد کافی اعضا کو ملیگی یعنے کبھی دست راست متحرک ہوگا اور کبھی پاؤن اور کبھی سر طالب کا اور جبکہ نور منبسط ہوا بعد تھوڑی مدت کے جمیع اعضا بدن کے اوپر وہ نور احاطہ کریگا اور سر سے پاؤن تک ذکر نور منور کردیگا اور دوسرے حالات سالک پر ظاہر ہونگے کہ جس سبب سے وہ کبھی شادان اور خندان اور گاہ افسردہ اور حیران اور کبھی گریان و بریان و نہایت پریشان رہیگا مگر ایسی حالت مین ساتھ کسی حال کے سالک ملتفت نہو اور اسدرجہ ذکر مین مستغرق رہے کہ تمام بدن اسکا بھی ذکر اللہ اللہ کرنے لگے اور اس مقام سمجھے کہ مین سُنتا ہون اور سب اعضا ساتھ دل کے موافق ہین اور کبھی غلبہ دل کا اعضا پر اور کبھی غلبہ اعضا کا دل پر ہوا کریگا اور اوائل ذکر مین قلب پر زیادہ زور کرنا اور آخر مین دوسرے اعضا پر زور دینا مناسب ہے اور بعض کو آواز اور حرکت باہم اور بعض کو علیحدہ علیحدہ اور فائدہ دونون حرکت اور آواز کا مساوی ہے مگر اور اگر آواز اور حرکت دونون باہم قوت پر معلوم ہون واہ اسکو نور جلی نور سمجھنا چاہیے الابہا گہہ تو اس ذکر کی زیادہ مداولت کرنا لازم ہے کہ اس ذکر سے امید تکمیل کمال کی ہے اور اصطلاحات بیچ نفی اور اثبات کی بہت ہین لیکن اسطرح بیچ نزول اور عروج کی لحاظ ہے

اول لا معبود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا موجود الا اللہ اور یہ نزول ہی پستر اول
لا موجود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا معبود الا اللہ اور یہ عروج ہی پھر جس طریقے
اللہ
کہ اول مذکور ہوا نزول کرے اول لا معبود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا موجود الا اللہ
برادمن عروج اور نزول کے نو عدد مین ضرور ہی کہ ان نو کو بیچ ایکدم کے کھے اور سعی بلیغ
کرے کہ بیچ ہر دم کے پہلے سی زیادہ دم ٹہرے اور وہ کہ بیچ ایک دم کے نو کہا تو اُن
سبکو ایک دم سمجھے اور نزول بیچ مرتبہ ثالث کے عروج ہوتا ہے اگر روبروے مرشد کے
مرید جمع ہون دورہ حلقہ کا بیٹھا ہو یا کوئی جانب راست سی شروع کرین اور یہی ذکر جہر کرین
اور ایک طریق ذکر کا یہ ہی کہ اول تجدیداً مرید توبہ کرے اور کلمہ ردِّ کفر کا پڑہے یعنی یہ
اللہم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم
بہ تبت عنہ واسلمت واقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بعد اسکے استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب واتوب الیہ ایکبار کہے پستر
الصلوات والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوات والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوات والسلام علیک یا نبی اللہ تین بار پڑہے بعد اسکے کلمہ طیب با تسمیہ تین بار ساتھ
مد دراز کے باواز بلند ساتھ ملاحظہ اور سات صفات سلبیہ اور سات صفات ایجابیہ کے
چنانچہ جزو ذکر ہو کہے اور واسطہ کو بیچ کسی ذکر کے اور بیچ سب حال کے ترک نکرے ۱۰
ترک نکرنیسے یہ ہی کہ اپنے اوپر واجب جاننے اسکو کلمہ لا الہ الا اللہ با واسطہ اور با ملاحظہ
کہ مدام ذوق وانشراح ترقی کرے اور بعد قوت انشراح و ذوق کے شوق ذکر کو کری
سکوت اختیار کرلے اور دم کو کھینچے اور ساعت دو ساعت ساتھ تواضع وانکسار کے
سر جھکائے اور اوپر قلب کے امیدوار واردات کا ہو اور پھر تین بار کلمہ طیب جیسا کہ ذکر ہوا

ذکر آچکا ہی بعد اسکے ذکر لا الہ الا اللہ کرے تا ذوق و انشراح بیچ وجود اپنے کے پاوے اور کتنا پھر لیٹ پر ایکدو ساعت دم کھینچی پھر کلمہ طیب کی کھے بطریق مذکور پھر بذکر اللہ مشغول ہو جبتک کہ شوق و انشراح باقی ہی ذکر کرے اور مستغرق ہو اور لازم ہی کہ ہر کلمہ کو بیچ ذکر کے صحیح اور درست تمام پڑھا کرے اور ذکر الا اللہ زیادہ ذکر لا الہ الا اللہ سی ہو اور ذکر اللہ اللہ زیادہ تر ذکر الا اللہ سی کرے اور بعد فراغت ہونی ان اذکار سی ساکت ہو جیسا مذکور ہو چکا ہی پھر تین بار کلمہ طیب کہی بعد اسکے دونون ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور فاتحہ بارواح حضرت رسالت پناہ اور بارواح علی مرتضیٰ اور بارواح حضرت غوث الاعظم اور جمیع سلاسل حضرات پیران پیر عظام علیہم الرحمۃ والغفران پڑھی کہ اس سی بیشک جمعیت یاران واسطے ذوق وکشود کار و شوق ربانی کے اور فتح ابواب انوار سبحانی کے ہوگا اور چاہیئے کہ اسم ذات کو رات دن مین اکیس ہزار بار تک در صورت ممکن ہی اور ملاحظہ بیچ ذکر اسم ذات کی موجود کا ہی اگر طالب بیچ ذکر کے شوق و انشراح دیکھے بذکر سبحان اللہ مشغول ہو بعد اسکے بذکر الحمد للہ مشغول ہو اور بعد اسکے بذکر لا الہ الا اللہ مشغول ہو اور بعد اسکے بذکر اللہ اکبر کا مشغول ہو لیکن ذوق شرط ہی ساتھ اسم ذات باصفاتکے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور بدرقات نور اللہ قدیراً اور نور اللہ علیماً اور نور اللہ بصیراً اور نور اللہ سمیعاً جو ہمراہ روح خود کے رکھنا ہوتا ہے نفع اسکا دوسری کتابونسے معلوم کر لینا چاہیئے۔ اور مراقبہ رقیب سی مشتق ہی اور رقیب چوکیدار کا لقب ہی کہ جو نگہبانی کرتا ہی اور مراقبہ کی باون طریق ہین عمل اسکا حفظ وسواس غیر کو آنے نہین دیتا اگر قلب طالب کا صاف اور مستقل ہی تو اُسکو مراقبہ کی ضرورت نہین ہی اور تحقیق ہی کہ محبوب اور مقصود اصلی سی ملنے کی ریاضت اور راہ دوسری ہی بلکہ اکثر طالب مراقبہ سی مراقب ہو کر ہلاک بھی ہو گئے اور کچھ نہ پایا نقصان آیا اور مراقبہ مین بہت رخنہ دینا پڑتا ہی تاکہ اُنکہ دل مراقب کا بہت خستہ ہو جاتا ہی اور جگہ دلخستہ ہی

تو وہ دوسرے کام کے لایق نہین رہتا پس مراقبہ مین زور کم کرنا کہ دلکی قوت کم نہو لایق دوسرے کام کے رہی ورنہ جب دل بیکار ہوا پھر کچھ نہوگا طریق کشف ارواح اور ملائکہ اور جو کوئی دوسری روح ہو چاہیے کہ طالب داہنی جانب سبوحٌ اور بائین جانب قدوسٌ اور جانب آسمان رب الملائکۃ اور دل خود مین والروح ضرب کرے دو ہزار بار اگر چار ہزار بار ہو تو بہت بہتر ہی اور توجہ طرف طلب مطلوب کی رہے تو پس وہ روح بیداری مین یا خواب مین ضرور حاضر ہوگی مگر ترکیب اسکی ساتھ طوالت شغل آسمان بعد زوال دوپہر کے دنکو دوسری کتابون مین مفصل لکھا ہی ملاحظہ ہو۔ طریق کشف الوجود کا یہ ہی کہ جانب راست کو یا احد جانب چپ کو یا صمد ہزار ہزار بار پڑہے اور طالب داہنے مونڈہے کیطرف سر کو پھیر کر یاحی اور دل مین یا قیوم ضرب کرے کشف الوجود خود ضرور ہوگا مگر اس سی دینی کچھ نفع نہین ہی۔ اور واسطے کشف قبور کے پہلے اکیس بار یا رب کہی اور آسمانکیطرف یا سبوح اور قبر پر یا روح اور اپنے دل پر یا روح الروح پے در پے برابر نصف شبکو یا ٹھیک دوپہر دنکو برابر حاضر رہکر ضرب کرے علانیہ یا خواب مین حال میت کا مفصل معلوم ہوگا مگر اسکے اہل قبر فاتحہ پڑہکر قبر کے پاس داہنی طرف بیٹھے بعد اسکے آسمان کیطرف الکشف لی یا نور گیارہ بار کہے اور پھر اپنے دل پر بہی گیارہ بار ضرب دی بعد اسکے گیارہ بار بحسن حالہ قبر پر ضرب کرے جب یہ عمل انصرام کو پہونچے ابتدا اگر روز اول سی چالیس روز تک مگر واضح ہو کہ ایسے مکاشفات سی مقصود اصلی یعنے محبوب مرغوب اصلی نہین ملتا وہ بات دوسری ہی اور ایسے اعمال واسطے نمائش حصول اور حصول عزت مشائخ کے ہین بلکہ ایسی باتونکو بزرگان صوفیہ مکروہ تر جانتے ہین۔ اور بیان لطائف ستہ کا دوسرے سلسلہ مین لکھا جاتا ہی ساتھ اذکار و اشغال و افکار کے اور سوا اسکے جو لوازمات سی انکے ہین اس سلسلہ مین بسبب طوالت تحریر کے نہ لکھا۔ اور اس

طریقۂ عالیہ عزیزیہ قادریہ مین پابندی صلوات وطہارت وغیرہ کی زیادہ تر ملحوظ رہتی ہے چنانچہ بعد اداے نماز مغرب کے نماز اوابین چہار رکعت کی بہت تاکید ہی اور ترتیب اسکی یہ ہی کہ اول رکعت مین سورۂ انا انزلنا اور دوسری رکعت مین سورۂ قل ہو اللہ اسکے بعد التحیات پہر دو رکعت سادہ اور التحیات پہر دو رکعت سادہ اور التحیات اور سلام پس منتہی طالب کو لازم ہی کہ مغرب کے بعد اس نماز کو ہرگز ناغا نکرے خواہ مخواہ پڑہے اور طریقۂ عالیہ مین پنج تسبیح کی مداومت واجبات سے ہی اول تسبیح سبحانک لا الہ الا انت یا رب کل شیٔ ووارثہ ورازقہ وراحمہ دوسری تسبیح سبحان اللہ بحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ تیسری تسبیح لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ چوتھی تسبیح وہو العلی العظیم پانچوین تسبیح لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا چھٹی تسبیح ازفۃ الازفۃ لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ ۔ اور سلسلۂ قادریہ بیعت اس فقیر کا اسطرح سے ہی کہ مجھے بیعت حضرت سید نظام الدین احمد سے اور انکو سید قطب الدین سے اور انکو سید عبد اللہ الحسین بغدادی سے اور انکو سید مالک سے اور انکو سید صفاء الدین ثانی سے اور انکو سید درویش سے اور انکو سید نور الدین ثانی سے اور انکو سید حسام الدین سے اور انکو سید نور الدین شول سے اور انکو سید ولی الدین سے اور انکو سید زین الدین سے اور انکو سید شرف الدین سے اور انکو سید شمس الدین سے اور انکو سید محمد تنیا سے اور انکو سید عبد العزیز سے اور انکو حضرت قطب الاقطاب ربانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی سے اور انکو شیخ ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی سے اور شیخ ابو الحسن علی ہکاری سے اور انکو شیخ ابو الفرح یوسف طرطوسی سے اور انکو شیخ ابو الواحد بن عبد العزیز یمنی سے اور انکو شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی سے اور انکو سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بغدادی سے اور انکو خواجہ ابو الحسن سری سقطی سے اور انکو شیخ المشائخ شیخ صفاء الدین سے

اور انکو شیخ اسدالدین کرخی سے اور انکو امام علی رضا علیہ السلام سے اور انکو امام موسی کاظم علیہ السلام سے اور انکو امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انکو امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انکو امام زین العابدین علیہ السلام سی اور انکو امام حسین علیہ السلام سے اور انکو امام حسن علیہ السلام سے اور انکو اسد اللہ الغالب مطلوب کل مطالب علی حیدر کرار ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مظہر العجائب سی اور انکو حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات آئینہ جمال رب المشرقین والمغربین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین سی ملا اور وہ ذات باری تعالی سی فیضیاب ہوی۔ ذکر مختصر سلسلہ عالیہ حضرات چشتیہ قدسیہ مجھ ہیچمدان کے خامہ کو اسقدر قوت نہین ہی کہ شرح حالات کرامات وغیرہ وفیض رسانی اُس جناب خواجہ بزرگ عطای رسول کو مین لکھ سکون مگر اکثر کتابون مین لکھا دیکھا اور سنا کہ لا احد مین کہ تا یوم الورود اجمیر کے سولہ ہزار پہلے وقوع مین آچکے تھے بعد اسکے پھر شمار نہین رہا کہ مورخین نے بسبب طولانی تحریر کے چھوڑ دیا اسکا حساب نہین تصدیق میری تحریر کی دوسری کتاب پڑھنے کر لو کیفیت کما حقہ آشکارا ہو یہ ناچیز کچھ مختصر ضروریات واسطے فائدہ طلباے طریقت کی سلسلہ چشتیہ قدسیہ ممدوحہ جیسا کہ مجھے پہونچا موافق اسکے لکھتا ہون حضرات مخاطب ہوکر اسم مبارک تو خواجہ بزرگ کی بہت ہین مگر یہ گیارہ مشہور ہین حضرت خواجہ بزرگ محمد معین الحق والدین احمد چشتی ہندالولی عطای رسول بن شیخ غیاث الدین چشتی سنجری خواجہ بزرگ محمد امین الدین حسن سنجری قدس سرہ عطای رسول خواجہ بزرگ محمد شمس الدین چشتی عطای رسول خواجہ بزرگ محمد قمر الدین حسن چشتی سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد ضیاالدین حسن چشتی عطائی رسول خواجہ بزرگ محمد امیر الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد سیف الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد

حفیظ الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد مسیح الدین حسن سنجری عطای رسول
خواجہ بزرگ محمد زین الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد فتح الدین حسن چشتی سنجری
اور حضرت خواجہ بزرگ عطای رسول کی غیر تعداد مرید ہین کہ انحصار اُسکا کتب سی پایا نہین جاتا
مگر تحقیق سترہ خلیفہ آپکے کہ جنسے سلسلہ جاری ہوچکے ہین وہ یہ مشہور ہین - خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی - سلطان التارکین حمید الدین صوفی - اوحد الدین کرمانی عرف عبد اللہ بیابانی
خواجہ قمر الدین - سید معین الدین - قاضی حمید الدین ناگوری - شیخ وحید الدین کرمانے
شیخ برہان الدین عرف بدو - شیخ احمد کرمانی - شیخ محسن - سلیمان غازی - شیخ شمس الدین
خواجہ حسن خیاط - شیخ شہاب الدین بغدادی - سید محمود بہاری - حضرت حسام الدین -
حضرت مخدوم حسین ناگوری - اور یہ سترہ بزرگ کہ انکو نہ حضرت خواجہ بزرگ سی اور نہ کہین سے
دوسرے سے بیعت ہوئی مگر از خود سی آکر مجلس خواجہ مین بیٹھا کرتے تھے فقط فیض صحبت خواجہ
بزرگ سی ایسے فیضیاب ہوی کہ بذاتہ لمعات ارشادات خواجہ عطائے رسول سی ولی کامل ہوے
شیخ شہاب الدین سہروردی - شیخ محمد اصفہانی - مولانا بہاء الدین بخاری - خواجہ لعل سنجری
سیف الدین باخرزی - شیخ احمد بن محمد چشتی - شیخ جلال الدین تبریزی - شیخ برہان الدین چشتی
شیخ محمد ابن احمد اصفہانی - شیخ احمد واحد - شیخ برہان الدین غزنوی - خواجہ سلیمان عرف
عبد الرحمن - شیخ اجل شیرازی - شیخ برہان الدین بخاری - شیخ محی الدین سنجری - شیخ محمد علی چشتی
خواجہ عبد الرحمن عرف بہاء الدین گور نشین - یہ پانچ خانوادے طرف چشتیون کے
منسوب کیئے جاتے ہین یعنے خانوادہ زیدیان خواجہ عبد الواحد بن زید سے دوسرا نظامیہ خواجہ
علو دینوری سے تیسرا گاذریان ابو اسحاق گاذری سے چوتھا سقطیان خواجہ سری سقطی سے
پانچوان حبیبیان خواجہ حبیب عجمی سے طلبا کو مخفی نہ رہے کہ اکثر ایک دوسری خانوادہ مین ایک دوسرے

تعلیم و تفہیم مین فرق پایا جاتا ہی ہر چند کہ ہر ایک کی تعلیم کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہو مگر نتیجہ سب کا ایک ہی ہی اس فقیر کے سلسلہ نظامیہ کا یہ طور تعلیم ہی کہ شیخ پہلے مرید کو کلمہ طیب کے جہریہ بتوسط تعلیم زبانی کرواتے ہین اسطرح سے کہ طالب بہت شد و مد کے لا الہ کو ناف سی کھینچکر قلب تک پہونچاوے اور الا اللہ کو ام الدماغ سی کھینچکر زور سے قلب پر ضرب کرے دس بار اور گیارہوین محمد رسول کو مضروب کرے تا آنکہ ایک نشست مین تنہا خلوت مین گیارہ تسبیح ہر روزہ مرید تمام کرے جبکہ اثر اسکا کچھ ظاہر ہووے بعد اسکے بعد طہارت کامل رو بقبلہ چار زانو یعنے مربع بیٹھے اور پشت سیدھی رکھے اور نیم وا چشم رہی اور دونون ہاتھ زانو پر رکھے اور انگلیان ہاتھونکی کھلی رہین کہ جسطرح سے نقش لفظ اللہ ظاہر ہوا اور انگوٹھا پاؤن راست کا کیماس پر رکھے اور کیماس ایک رگ کا نام ہے وہ رگ زانوے چپ مین ہی اور وہ مربوط یعنے ملی ہی قلب مین جب اسکے دبنے کے ذریعہ سے قوت پہونچے تو باطن مین حرارت پیدا ہوتی ہے اور خطرات انسانی دور ہوتے ہین اور اس حرارت باطنی سی تصفیہ قلب ہوتا ہے مگر جس مکان مین خلوت اختیار کرے وہ مکان علیحدہ یعنے کنارے مکان کے گوشہ مین ہوا اور فی الجملہ تنگ اور تاریک ہو یعنے زیادہ روشن نہو اور قیام و قعود اور لیٹنے کے ہو سکے اور اسباب سے خالی ہو اور اس حجرہ مین روشندان وغیرہ نہون اور حتی الموقع وہان لوگونکی آواز بھی نہ آتی ہو بس گوشہ تنہائی بیخطرہ ہو بہتر ہے اور جو یہ بات طالب کے امکان سے باہر ہو مجبوری ہی پھر وہ جیسا موقع پاوے ویسا کرے غرض لا النفی کو زیر ناف سے ساتھ شدت قوت کے باہر لاوی اور دراز کھینچکر داہنے مونڈھے تک پہونچاوے پھر لفظ لا الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور پھر الا اللہ کو قوت سی سطح قلب پر ضرب دے اور لا الہ ایسی نفی معبودیت اور مقصودیت اور محبوبیت اور موجودیت غیر اللہ ملاحظہ کرے کہ وجود غیر اسکی بصیرت سی منفی ہوا اور کلمہ

الا اللہ سے اثبات وجود مطلق اللہ تعالیٰ کا کرے جہانتک کہ طالب اپنی مین قوت پاوے مگر جلدی نکرے اور یہ ضرور خیال رکھے کہ جب لفظ لا الہ کو نیچے سے لیکر دل پر ضرب کرے تو سانس بند کرکے اور پہر کچھ توقف کرے اور جبکہ ام الدماغ سے لفظ الا اللہ کو لاکر قلب پر ضرب کرے تو سانس کو دراز کرکے حبس کرے تا آنکہ حرارت پیدا ہو اور بے حبس کیے حرارت ہرگز پیدا نہوگی اسواسطے ضرور ہے کہ حبس کرنیکا معمول رکھے بیشک فضل محبوب شامل حال ہوگا اور دوسرا طریق نفی اور اثبات کا یون ہے کہ سالک وقت ذکر معنی نفی کے ملحوظ رکھے اور یہ چار طرحسے ہے اول یہ کہ وقت نفی نفی کرے الہ باطلہ کو اور وقت اثبات اثبات حق کا کرے یعنے نہین ہے معبود مگر حق جل شانہ ہے دوسرے نفی کے کہنا نفی کرے جمیع ممکنات کی اور وقت اثبات کے اثبات واجب الوجود کرے یعنے نہین کوئی کچھ ممکن موجود مگر واجب الوجود ہے تیسرے نفی کہنے کی نفی کرے ممکن اور واجب الوجود کو اور وقت اثبات کرے اپنی ذات موجود کو بیچ مرتبہ اطلاق کے یعنے نہین ہے کچھ موجود بیچ شہادت اور غیبت کے مگر یہ وجود مطلق ہے یعنے اشارہ اثبات کا اپنی طرف کرے اور بیچ نفی اور اثبات معنی کہ ساتھ لفظ الا اللہ و اللہ ہی یعنے بیچ اول کے مثل کچھ نہین جانتا ہون مین سوا ذات پاک حق تعالےٰ کے یون تصور کرے ساتھ لحاظ صفات امہات کے اور وہ سات صفتین باریتعالی کی یہ ہین ۔ حیات ۔ علم ۔ وارادت ۔ قدرت ۔ سمع ۔ بصر ۔ کلام پس طالب بوقت اثبات یہ ساتون صفت یعنے حی و علیم و مرید ۔ و قدیر ۔ و سمیع ۔ و بصیر ۔ و کلیم اپنے مین سمجھے اور آپ کو فانی سمجھے اور صورت بہین ہو جانے نفی کے مقامات اثبات مین حاضری و ناظری و شاہدی و سمعی تصور کرے بہتر تر ہوگا کار سالک تمام کو پہنچیگا بمرتبہ عین الیقین کے کہ یہ وحدت الوجود ہے اور یہ بھی تیسرا طریق فقط اثبات کا یون ہے کہ کلمہ اثبات

یعنے الا اللہ یکضربی بطور جہر سالک کو چاہیکہ چار زانو بیٹھے اور فکر اور برزخ کو نگاہ کرے اور پشت استوار رکھے اور دونون ہاتھ زانو پر رکھے اور سر طرف مونڈہے کے لاوے اور آنکھونکو بند کرکے ہزار بار تک الا اللہ کو بشد و مد دل صنوبری پر ضرب دے بخیال نفی کے مقصد طالب آویگا اور چوتھا طریق نفی و اثبات ساتھ حبس دم کے یون ہی اور اسکو شغل خفی بھی کہتے ہین اور واسطے شائق صادق کے یہ نہایت خوبتر ہے طالب کو چاہیے کہ پہلے برزخ اکبر اللہ اور دوسری برزخ کبرا محمد اور تیسر برزخ اصغر مرشد ہی ملحوظ رکھے اور یہ سمجھے کہ یہ تینون میرے وجود خاص ہین ہین پس طالب اپنے وجود سے مشاہدہ طلب کرے قال محمد من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وقال اللہ تعالی لیسعنی ارضی ولا سمای ولکن یسعنی قلب عبد المومنین اور چاہیکہ سالک راہ موفت حق بیچ نفس اپنے کے ڈھونڈہے یعنے وجود اپنے کو برزخ مرشد اور قلب اپنے کو برزخ محمد کہ مقام الہام کا ہے اور روح اپنی کو برزخ اللہ تعالے تصور کرے کسواسطیکہ راہ حق کے آسمان زمین کے بیچ مین نہین ہے یہ سر الٰہی خود وجود طالب مین موجود ہے جبکہ بارکان بالا کے ذکر شغل فکر کرے اور یہ تینون برزخ اپنے مین قائم کرلے ساتھ خیال پختہ کے اسدرجہ کہ ہر وسوسہ کیطرحکا دل دہی ذکر سکے آیہ کریمہ شاہد ہے فی انفسکم افلا تبصرون دیکھے کہ کیا جلوہ نمائی ہی اور اعمال کو چار وقت فتح الباب کے مقرر ہین ایک بعد نماز صبح تا اشراق دوسرا بعد نماز عصر تا غروب آفتاب تیسرا بعد نماز مغرب تا عشا چوتھا بعد نماز تہجد تا طلوع صبح اور بہتر ترتیب مین چوتھا ہی۔ اور پانچوان شغل یون ہی کہ کلمات ستّہ یہ ہین واسطے مبتدی کے لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا معبود الا اللہ لا محبوب الا اللہ لا مرغوب الا اللہ لا موجود الا اللہ اور معنی انکے یہ ہین کہ نہین ہی مقصود بجز ذات پاک حق کے نہین ہی مطلوب بجز ذات پاک حق کی نہین ہے

معبود بجز ذات پاک حق کے نہین ہی محبوب بجز ذات پاک حق کے نہین ہی مرغوب بجز ذات پاک حق ہی نہین ہی موجود بجز ذات پاک حق کے ضرور ہی کہ طالب تصدیق اپنے قلب سے اس شغل مین بہت مصروف رہی اور ہر وقت اور ہر ساعت تصور کو اپنے اس سے خالی نہ رکھے بفضل اللہ سالک ایک راہ سیدہی اور مضبوط پر آجائیگا بہ توجہ مرشد سے جلدتر کامیاب ہوگا۔ اور چھٹا ذکر یہ ہے کہ بیچ سب حال کے کیا خواب کیا بیداری اور کیا خلوت اور کیا جلوت ذکر لا الہ الا اللہ زبان قلب سے جاری رکھے اور ہستی اپنی کو نفی سمجھے اور اثبات ذات مطلق کا تصور پختہ سے تصدیق کر لے کہ بس ایسے سے کار طالب انصرام کو ہو پہنچیگا مصداق اسکے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ مشاہدہ کرے اسیکا نام قرب فرائض ہے اور حسب معمول کلمۂ نفی ساتھ دم اندر کے اور کلمہ اثبات ساتھ دم باہر کے اور دونون حالتین نظر اوپر دل صنوبری کے رکھے اور دلسے ذکر ساتھ استغراق کامل کے کیا کرے اور یہ واضح ہو کہ ذکر چار قسم پر ساتھ منازل استدراجی کے ہی یعنے ایک ذکر ناسوتی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسرا ذکر ملکوتی الا اللہ اور تیسرا ذکر جبروتی اللہ اور چوتھا ذکر لاہوتی ہو ہو اور اسکے ذکر کی یہ انواع ہین یعنے ذکر زبان ناسوتی ذکر قلب ملکوتی ذکر روح جبروتی اور ذکر سر لاہوتی اور ذکر ناسوتی چار قسم پر ہے اسطرح سے کہ ایک حلقی و دو حلقی و تین حلقی و چار حلقی اور انہین کو ذکر قدوریہ و ذکر مرشدیہ اور ذکر طیفوریہ اور ذکر علویہ کہتے ہین اور ذکر ملکوتی سات قسم پر ہے یعنے ایک رکنی دو رکنی تین رکنی چار رکنی پانچ رکنی چھہ رکنی سات رکنی اور رکن سے مراد ضرب ہی اور بعض نے بارہ بارہ ضرب کیا ہی چاہیکہ کلمہ نفی لا الہ کو دل صنوبری سے یعنے ناف سے ساتھ مد سات الف کی کھینچے اور سر طرف آسمان کے رکھے اور کلمہ اثبات الا اللہ کو کھے ۔ اور فردوسیان کلمہ اثبات

الا اللہ کو بقوت اور شدت اوپر دل صنوبری کے ضرب کرتے ہین اور ملاحظہ معنی لا معبود و لا مقصود و لا مطلوب و لا موجود الا اللہ بیچ حالت نفی و دلمین تصور کرتے ہین اور تصور موجود معبود مقصود مطلوب بیچ ضرب کلمۂ اثبات کی دلمین کرتے ہین اور بیچ ذکر مین حبس دم شرط ہی کہ موجب رفع خطرات کا ہے - دوسرا ذکر طیفور لازم کہ دونون ہاتھ باندہ کر نزدیک سینہ اپنے کے رکھے اور کلمۂ نفی لا الہ شروع کرے اور بعد اسکے ہاتھونکو بطرف ہوا کے کھولے اور دم بطرف ہوا کے چھوڑے اور دو زانو بیٹھے او بیچ اس ذکر کے اشارہ کرے کہ جو کچھ غیر حق ہی دل سے نکالا اپنے اور ڈالا اسکو ہوالغنی مین اور اشارات بیچ حالت ضرب کلمۂ اثبات الا اللہ کے کرے کہ انوار الٰہی کو لاکر لامکان سے بیچ اپنے دلمین رکھا اور ہستی اپنی کو ثابت کیا اور اگر یہی ذکر بیچ جلسہ سماع کرے کلمۂ نفی لا الہ کو بطرف ہاتہ بائین کہے اور سینہ سی اٹھاوے اور ہوا کیطرف چھوڑے اور کلمۂ اثبات الا اللہ کو بطرف دست راست کے کہے اوپر قلب صنوبری کے ضرب دے اور یہ دونون ذکر با تاثیر ہین اور اس سے حضوری دل اور حاضر ہونا مردان غیب اور ملاقات روح حضرت الیاس کی ہوتی ہی - اور تیسرا ذکر دوطفی کہ اسکو سہروردیہ اور چشتیہ کہتے ہین بلکہ دونون فریق کرتے ہین جہراً اور خفیۃً یہ بھی سات قسم پر ہی ایک اداے ضرب جلی کہ اسکو سہروردی اکثر کرتے ہین اور دوسری اداے ضرب ہی کہ اسکو اکثر چشتیہ کرتے ہین اور تیسری ضرب جلی و خفی اسکو ذکر الیاس کہتے ہین اور چوتھے ادای ضرب خفی اسکو حدادی کہتے ہین اور کرتے ہین پانچوین ضرب ادای جلی اسکو ذکر خضری کہتے ہین چھٹے ادای ضرب خفی کہ اسکو ضرب عزرائیل کہتے ہین اور حدادی اور عزرائیل مین اتنا فرق ہی کہ حدادی مین دم باہر کو چھوڑتے ہین اور عزرائیلی مین گونہ حبس دم کرکے

چھوڑتے ہین اور ساتوان ذکر کہ اُسکو ذکر معائنہ و ذکر محبوبیہ اور حلفی اور قوسین ورابعہ
و قالمہ کہتے ہین یعنے ضرب کو کہ آمد و رفت دم کی موافق عادت برابر جاری ساتھ ذکر کی بہم
بہتر ہے اور قسم تیسری سہ حلقی کہ اُسکو ذکر معائنہ و اسمائیہ و مرشدیہ و خلوتیہ کہتے ہین اور
طریق اُسکا یہ ہی کہ کلمۂ نفی لا الٰہ کو ناف سے نیچے لاوے اور کلمۂ اثبات الا اللہ کو اوپر دل صنوبری کی
ضرب کرے اور قسم چہارم چہار حلقی کہ اُسکو ذکر قادریہ و داریہ و تحریریہ و نصیریہ کہتے ہین
طرح اُسکی یہ ہی کہ کلمۂ نفی لا الٰہ کو ناف سے کھینچے اور بائین سے داہنی طرف کو لیجا کر طرف ہوا کے
چھوڑے اور بعد اُسکے کلمۂ اثبات الا اللہ کو داہنی طرف سے کھینچکر سینہ پر زور دیتا ہوا اوپر
دل صنوبری کے ضرب دے اور طریق ذکر ہو کا مشترک ہی سالک کو چاہیے کہ بیچ شش جہت
بضم ہا و فتح واو کے کہے اور ساتھ سکون واو اوپر دل کے ضرب دے اور کبھی لفظ
ہو سے واو کو طرح دے فقط بحرف ہا ساتھ تین حرکت کے ذکر کرے اس طریق سے
کہ ہا بفتح طرف داہنی و ہو بضم واو طرف بائین و ہِ بکسر اوپر دل کے ضرب دے
اور طرح واو کی اشارہ ہی اوپر بہا اُسکے اور دلالت واو کی اوپر چھ طرف کی ہی اور چھ جہت سے
مراد یہ ہی آسمان زمین سامنے پیچھے داہنے بائین طالب کے اور بعض کہتے ہین کہ ہا مفتوح
اشارہ ہی بطرف کلمۂ لا الٰہ کے اور ہو مضموم اشارہ ہی بطرف کلمۂ الا اللہ کے، و ہِ مکسور
اشارہ ہی طرف کلمۂ رسول اللہ کے اور حق یہی قول پایا جاتا ہی جو سالک کہ بیچ ذکر تمام
کلمہ کے نوعی تفرقہ معلوم ہو بجائے تینون کلمہ کے تینون کلمہ کو اختیار کرے اور ہر وقت
ذکر کے تینون کلمہ کا لحاظ کرنا ضرور ہی کہ فتحہ اور ضمہ اور کسرہ مین فرق نہونے پاوے اور
سالک کو لازم ہی کہ اپنے نفس کو سہو نکرنے دے یعنے خوب یاد رکھے اور مدام اس
شغل کی مواظبت کرے اور دوسرا طریق اسکا یہ ہے کہ حلقہ ہا کو رنگ اور قلب خود کی

تصور کرے یہانتک کہ خیال اسکو خوب پختہ کرے اور بالکل سالک ذات اس حلقہ کا ہوجاوے بلکہ عین مسمّی ہوجاوے اور بدولت اسی کی یہانتک سالک کو حقیقت اپنی مانند حلقہ کے معلوم ہوگی اور پھر اسوقت سالک تصور کو اپنے بدلے اور یہ تصور کرے کہ حلقہ ہوکر گردا گرد گھیرے ہے اور اپنے کو درمیان اس حلقہ کے سمجھکر ہے مثلاً جیسا کہ سیاہی بیچ دائرہ جانتا ہوتی ہے اور ذکر لفظ ھُو ھُو ھُو زبان سے بے حرکت لب کے کرے یعنی دہن بستہ رکھے اور بیچ دل کے ارادہ کرے الآن کما کان یعنی میں مانند کرہ کے گھیرا ہوا ہوں سب طرف سے اور سب اشیا کی عرش سے فرش تک کیا داہنے کیا بائین کیا فوق کیا تحت اور کیا سامنے اور کیا پیچھے اور کیا اندر اور کیا باہر قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ وقال اللہ تعالیٰ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن اور لازم ہے کہ یہی آن آیات بالا منظور نظر سالک کے ہروقت وہر ساعت بیداری اور خواب میں ضرور ہے اور ایک طریق ذکر کا یہ ہے کہ ساتھ دم اندرونی کے اسم اللہ کو اور ساتھ دم بیرونی کی سمیع کو کہے اور تصور کرے کہ اسکو ساتھ کمال کے پہنچاتا ہے اور ساتھ دم اندرونی کے بصیر کو تصور کرے جسوقت یہ بھی کمال کو پہنچے اور ساتھ دم اندرونی کے علیم کو تصور کرے ساتھ اسی طریق کی ہر اسم کو جسکو چاہے اسمای حسنی سے مگر ساتھ اسم ذات اللہ کے بیچ تصور کے لاوے جو وہ سب کمال کو پہنچین سالک متصف ہو ساتھ صفات نود ونہ نام وجامع ہو صفات الہی کے بس کار طالب بخوبی انجام کو پہنچیگا مگر چاہے غور یہ بھی کہ کوئی شخص ایسا مستعد نہیں ہے کہ نود ونہ نام کا عامل ہوکر خود کو بنایا ہوتا پھر تو ایک اسم کیساتھ کسی کا بنانا دشوار پڑتا ہے اول تو ایسا شائق اور دوسرے اس درجہ کا مستقل اور تیسرے اسقدر مستعد چوتھے زیست مستعار کا کیا اعتبار کہ ہر وقت کھٹکا قضا کا درپیش رہتا ہے پانچوین

ترک تعلقات کرنا چھٹے سطرحکا اطمینان ہوتا ساتوین خطرات ہو جانا بنظر ظاہر حالات کثرت موجودات کی معلوم نہین ہوتا اور انسان توکل پر کیونکر قناعت کرے بہت دشوار ہے

اسمقام پر جو پیر ملک محمد جائسی فرماتی ہین سچ ہی جو پہرا

جیبھ دیو جگ سوہن کو نین دیو دکھ رووَن کو
پاؤن دیو بھوئین ٹوہن کو پیٹ دیو پٹ کہوون کو

سمجھو کہ کھانیکے واسطے زبان ہی بہتر غذا کو اور آنکھین درد مین رونے کو ہین اور چلنے پھرنیکو پاؤن ہین اور بھوک پیاس کو پیٹ ہی بنی آدم سطرحسے مجبور کیا گیا اسپر بھی ہمت اور جرأت بہت ہی المختصر اسپر بھی سالک بعض بعض سابق اچھے ہوگئے اور اب بھی ہونگے کہ جس کسینے ایک دو چار دس اسم حسنی اللہ کے ساتھ اپنے کو مٹاکر مشقت شاقہ سے بذا دلت مستعد ہوکر کے ہوگی اور اب بھی کوئی کریگا البتہ وہ حقیقت طالب مین پیدا ہوگی ہرگز بے نصیب نہ رہیگا دربیہ طریق اسم ذات اللہ قلندری اسطور ہی کہ سالک اگر ارادہ کرے کہ مقام ہویت پر پہنچے وہ اسطرحسے ہے کہ ہمیشہ خلوت مین مربع بیٹھکر اور سر کو دونو زانو کے درمیان لیجا کر ناف اللہ کھینچے پھر سر کو اٹھالے اور دونو ہاتھ زانو پر داب کر ہو کو اپنے دلمین ساتھ حبس کے ضرب دے اسیطرحسے کہ دیر تک مشغول بذکر رہے جہانتک کہ اپنی ذات مین قوت پاوے جبتک کہ سختی کی تکلیف نہ اٹھاوینگا موصوف بصفات اللہ ہو نہ ہوگا۔ اکثر مشایخ رضوان اللہ علیہم نے یہ ذکر کیا اور پہنچے ہین اللہ تعالی جسکو توفیق دے وہ کرے اور فیضیاب ہو اور طریق ذکر قلبی کا یہ ہی کہ طالب چار زانو بیٹھے اور سینہ فراخ اور کمر کو سیدھا کرکے اور کشادہ انگلیان دونون ہاتھ دونون گھٹنون پر جما دیوے جس شکل لفظ اللہ ظاہر رہے غرضکہ طالب حق سمہو کو اسطرحسے کرے کہ اسم حق کو یاد

دم کے اندر حلقوم کے لیجاے اور لفظ سر کو باواز نیم دم اندر سے باہر لاے اور چھوڑ دے بطرف سینہ خود کے اور لفظ ہو کو باواز زور سے ساتھ مد دراز کے اندر حلقوم کی لیجاکر قلب پر ضرب کرکے حبس کرے اور دوسرا طریق اسکا یہ ہے کہ لفظ حق باواز بلند باہر حلقوم کی نکالے اور لفظ سر کو باواز نیم اندر حلقوم کے لیجاوے اور لفظ ہو کو جلد منہ بند کرکے دلیر زور سے ساتھ مد دراز کے ضرب دیکر حبس کرے بس ہر روزہ اسطرح سے ذکر کرتا رہے جسقدر محنت کا متحمل ہو سکے لامحالہ اس مداولت سے ایسا کچھ فیضیاب ہو گا کہ آسودگی حاصل ہو گی۔ اور درحقیقت حال اصلی یہ ہے کہ طالب کو ایک ذکر اور فکر اور شغل بس ہے سالک ایک ہی کو بلاناغہ پورا کرے اور واضح ہو کہ سب ذکروں پر ذکر لا الٰہ الا اللہ کا حاوی ہے کہ کل انواع کے ذکر بیچ اس کلمہ کے داخل ہیں اور مراقبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانکر خطرات قلبی کو علیحدہ کرے اور اوپر حرکات جوارح اور سکنات کی دلکو مطلع کرے اور اسپر ثابت رہے اور تحقیق ہو کہ نزدیک آئمہ طریقت و سادات حقیقت کے یہ ثابت ہوا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جناب محمد رسول الثقلین صلعم سے کہا کہ راہ دکھاؤ مجھے نزدیک تر راہوں سے خدائے تعالیٰ کی بس فرمایا آنحضرت نے کہ آنکھیں بند کرکر دیکھو تم مجھکو اور سنو مجھسے تم اپنے کانوں سے چنانچہ رسول اللہ نے تین بار ذکر لا الٰہ الا اللہ کا کیا ساتھ نفی اور اثبات کے چنانچہ علی نے دیکھا اور سنا اسیوقت تین بار ذکر لا الٰہ الا اللہ کا کیا ساتھ نفی اور اثبات کے رسول صلعم نے سنا چنانچہ بموافق تعلیم رسول الثقلین صلعم کے ہمیشہ علی اسی ذکر کو کیا کرتے رہے اور جناب علی ولایت مآب نے اسی ذکر طیبہ کو اپنے چھ خلفاؤں کو تعلیم فرمایا ان سب پر جناب رسول خدا کے بعد اثر کافی ظاہر ہوا اور اب تک جاری اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم فرماتا ہے آیہ کریمہ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون یعنی ذکر کرو تم مجھکو یاد کرونگا میں تمکو

اور شکر کردتم مرا اور کفر نہ کردتم - اور یہ طریق سلطان الاذکار حبس نفی و اثبات چاروں ضربی یون ہے کہ سالک بیچ طلب کے مربع بیٹھے اور کلمہ لا الٰہ جانب چپ سے اور جانب راست کو لیجائے اور مد لا الٰہ اسقدر کھینچا ہوا رہے کہ وہ مد تینون ضربون کو کفایت کرے اسطوریکہ ضرب اول اوپر زانو چپ اور ضرب دوسری اوپر زانو راست اور ضرب تیسری اوپر مونڈھے راست اور ضرب چوتھی اوپر قلب صنوبری کے بقوت تمام ضرب دے اور تین ضرب اشارہ نفی سے خطرہ شیطانی و نفسانی و ملکی اور ضرب چوتھی اشارہ ہی الا اللہ کا بطرف رحمانی اس تفصیل سے کہ ضرب اول بجہت نفی خطرۂ شیطانی کہ مکان اسکا جانب چپ ہے اور ضرب دوسری واسطے خطرۂ نفسانی کہ مکان اسکا اوپر زانوی راست کے ہی کہ نفس اور شیطان دونون باہم ہین اور ضرب تیسری واسطے خطرۂ ملکی اوپر مونڈھے راست کے کہ وہ مکان ملک کاتب خیر کا ہی اور ضرب چوتھی واسطے اثبات ذات حق کہ وہ مکان خطرات رحمانی اور فضاے دل کی ہی اسی سبب سے قلب کو عرش اللہ قرار دیتے ہین فائدہ جانو کہ محافظت اور نفی خطرات اور رعایت ملاحظات بیچ ذکر نفی و اثبات صورت تفرقہ باطن کا ہے اور مقصود ذکر سے جمعیت دل کی ہی اور حضور اسکے سامنے حق کے نہ ساتھ خواطر پریشان کے اگرچہ حضور حق مین ساتھ سبب نفی کی وہی مراد ہے جا سکیہ مرشد ملاحظہ اسکی بیچ جزوی کہ جامع نفی جمیع خواطر کا ہو تعلیم و تلقین کرے مثلاً لا معبود ملحوظ رکھے و لا مقصود و لا مطلوب و لا مرغوب اور ملحوظ اہل توحید کا لا موجود ہے اور بیچ لفظ لا الٰہ الا اللہ کے ذات پاک حق کی ملحوظ ہو اور اثبات اسکی ذات کا کرے اور لازم کہ ملاحظہ ہاتھ سے نہ دے والا مقصود برنہ آئیگا مشقت رائگان ہوگی ضرور ہے کہ مرشد طلبا کو علم حقائق اور توحید سے بے بہرہ نہ رکھے کس واسطے کہ خطرۂ شیطانی خطرۂ معصیت کا ہی اور خطرۂ نفسانی خطرہ کا لذات اور شہوات کا ہے اور خطرۂ ملکی خطرۂ عبادات و حسنات کا ہے

اور خطرہ رحمانی خطرہ درد طلب و محبت و عرفان و مشاہدہ حق کا ہی اور پوشیدہ نہے کہ جو عاشق اللہ کے ہین اُنکے پاس خطرۂ شیطانی اور خطرہ نفسانی خود نہین آتا اور عاشق خطرہ ملکی سے کہ عبادت ظاہر ہی اور حسنات سی بطمع بہشت و یا کہ باندیشہ دوزخ کچھ غرض نہین رکھتے کہ اُنکے نزدیک دونون ہیچ اور ناچیز ہین وہ خود دور دور اُس سے بھاگتے ہین اب باقی رہا خطرہ رحمانی اسی کے وہ شائق اور طالب ہین اسی مین عاشق اپنے کو نفی کرتی ہین اور دید محبوب اور وصل مرغوب کی اُنکو خواہش ہی سو مرشد رہبر اسکا نہین بدرقہ اسکا عشق ہی بے دستگیری عشق کے کسی مرشد اور مرید سے کچھ نہین ہو سکتا اپنے دلی کا درد مرید کو بکار آمد ہے السّعی منّی والاتمام من اللہ اور یاد رکھو کہ اصل ہیچ شغلون کے حبس دم ہی بدون حبس دم کے کشود کار باطنی کا ہرگز ممکن نہین اور قطب بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا ہے مصداق اور اس سر کے ہی قبض القلوب فی بسط القلوب و بسط القلوب فی قبض النفوس ہرگاہ کہ سالک نے اسپر عمل کیا کام اتمام کو پہونچا اگر عمل نکیا محروم رہا اور یہ طریق پاس انفاس اسم ذات کا واسطے خاص الخاص کے ہی اور خاص الخاص سی مراد یہ ہی کہ طالب مبتدی نہو اور کم شوق بے پروا نازک طبع کم محنت نہو بلکہ دس مین اور سو مین ایک لائق بہتر دیکھا سنا اور کچھ کیا ہوا سمجھا بوجھا مستقل آمادہ شائق ہو اور طالب صادق اور اہل باعقیدت ہو مرشد اُسکو تلقین کرے اس طور سے کہ تنہا خلوت مین سالک بیٹھے اور زبان کو تالو مین اپنی لگا دے اور اوپر کی دم کے ساتھ اسم اللہ کہے اور درمیان دم مین ہون سے کہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ لفظ ہون کے معنی انا کے ہین اور نام اسکا حقیقت محمدی ہی اور اسلئے فرقہ صوفیہ مین اسم اعظم بھی کہتے ہین اور فرقہ یہود مین اس لفظ ہون کو ہنکار کہتے ہین اور بڑے بڑے کامل ہر فرقے کے اسکو صوت

سرمدی کہتے ہین ضرور ہی کہ بیحرکت زبان سالک شب و روز اسی ورد مین اگر مشغول ہو چند عرصہ مین پوشیدہ نہ رہیگا کہ یہ دولت بیقیاس ہیچ وجود طالب کے موجود ہوگی اور یہ باعتبار ظاہر وجود ہی اور باعتبار باطن ذات حق ہے یعنے ہمہ توئی غیر تو کسے نیست بمصداق اس حدیث شریف کے مَن اراد ان یرا اللہ تعالے فلیرانی وبقول حضرت علی ع خداوند ولایت کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ سالک کو چاہیئے کہ بوقت کہنے اس اسم کے ایسا خیال پختہ کرے کہ ظاہر مین مین فریاد کرتا ہون اور باطن مین اللہ سنکر کہتا ہی ہون اور اُس سے جواب آتا ہی اور معنی ہون کے یہ ہین کہ مین موجود ہون اور جبکہ کرنے سے اسکے سالک پر ایسی حالت طاری ہوتی ہی تو گہ گریہ اور گاہ خندہ اور گاہ آہ جگر سوز اور گاہ استغراق سالک کو رہتا ہے اور مستغنی ہو جاتا ہے اور اسکی ابتدا خواہ انتہا مین جو خیالات فاسدہ چپ و راست سے اکثر گذرتے ہین سالک اپنے کو اُس سے باز رکھے اور یہ لاحظہ کرے کہ تو دیکھتا اور تو جانتا ہی اور تو بہرجا ہی مین نہین دیکھتا اور تو جانتا ہے مین نہین جانتا جب خیال سالک کا پختہ ہوگیا پہر گیا ہی کار انجام کو پہونچا طریق شغل بساط جاننا چاہیئے کہ ام الدماغ مین ایک نقطہ روشن مثل سورج کے ہی اور اسکو دل مدور کہتے ہین یہ فضل اللہ کا ہے جسکو وہ چاہتا ہے دیتا ہی یعنے یہ شغل بلا واسطہ حضرت سرور عالم اور علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کو پہونچا ہی اور حضرت ممدوح کو اس شغل کی برکت سے معراج معنوی حاصل ہوی تھی اور اسی سبب سے کہ العلم نقطۃ اوسکا طریق یہ ہے کہ آنکھین بند کر کے زبان کو تالو سے لگاکر اور دم کو ام الدماغ مین بند کرے اور اُسمین گردہ کیطرح آفتاب روشن کی صورت مین مانند سرخ سیاہی اور سرخی مائل کے مثل نقطہ آنکھ کے خیال کرے اور یہ بھی خیال کرے کہ یہ گردہ پھیلنے والا ہے اور اوپر میری سب اعضا کے محیط ہوا ہے سمجھو گویا

بدن سالک کو محو کر کے وجود اُس کا گردہ ہوگا کہ عین ذات بے جہت اور بے کیف بنجاتا ہے بس ایسی حالتمین قائم ہوا یہ مصرعہ صادق آیا مصرعہ رفت او ز میان ہمین خدا ماند جدا اور یہ فیض وہبی سے فیض ملا ہی اور ملتا ہی اور آیندہ ملیگا جو طالب چاہے کر کے دیکھ لے اور اسی مرتبہ فنا کو مسمی برویت کہتے ہین اس شغل مین جو نور زرد نظر آوے وہ نور ملکوت سے ہی اور جو نور سبز نظر آوے وہ جبروت سے ہے اور جو نور صرف سیاہ نظر آوے وہ لاہوت سے ہی اور جو نور صرف سفید نظر آوے وہ ناسوتی فضل اللہ ہی - اور یہ ذکر اسدی اسم ذات اللہ کا ہون ہی اور اکثر خانوادہ عجمیان مین اسکی مداولت ہی اور اسکو حاجی بکتاش رحمۃ اللہ علیہ کیلانی نے بھی بہت کیا ہے واکثر اور خانوادون والے بھی کرتے آئے ہین حضرات غور فرماؤ کہ جیسا قران ایک ہی اور سات طرحکی قرأت اور ساتون کیطرح علحدہ علحدہ ہی اور وہ ساتون اپنے اپنے طور سب بجا تو صحیح و درست ہین ایسا ہی اسم ذات اور کلمہ طیبہ کے ذکر اور شغل کا حال ہی کہ ترکیب مین ایکدوسریکے خلاف ہی مگر نتیجہ فیض ایک ہی اب سنئے ترکیب اسکی یہ ہی کہ لفظ اللہ کو ناف سی ساتھ شد و مد کے کھینچکر اپنے مونڈہے پر رکہکر مونہہ کو بند کر کے اوپر نیچے کے دانتونکو زور سی دبا کے اور پہر مونہہ کو بائین پستان کیطرف پہیر کر گردن کو کج کر کے سانس کے ساتھ لفظ ہو کو زور سے دونون نتہنون سے نکالکر دلپر ضرب درانہ دے کہ جسطرح سے شیر غراتا ہے مگر جلدی نکرے وہ غراتا دیر تک رہے چند روز مین لفظ ہو ہو بعینہ غرانی شیر کی آواز بنجائیگی اور تاثیر اسکی ظاہر ہوگی لیکن اسکی مداولت کا کوئی وقت معین نہین جبکہ سالک کو اپنے حوائج ضروریہ سی فرصت ہو دن ہو خواہ رات اسکی مداولت کا دورہ جاری رکھے کیونکہ زیادہ ورزش سی اسکی تاثیر جلد ظاہر ہوتی ہے تا آنکہ سب اعضا مین حرکت بے ارادہ پیدا ہو جاتی ہے اُسے ذکر اعضا کہتے ہین اور یہ شغل آئینہ کا کہ بہتر اور

شغلوں سے ہی کہ اسکی تاثیر سے جلد جلد جلوہ نمائی ہوتی ترکیب اُسکی یہ ہے کہ ایک گوشہ مقام روشنی کشادہ جا مین چار زانو بیٹھکر اور آئینہ کلان شفاف بہتر بقدر ایک درعہ کی سامنے آڑ دیکر کھڑا کرے اور طالب دونون پنجہ ہاتھ کے انگلیان کھولکر اپنے دونون گھٹنون پر جما دے اور گردن سیدھی کرکے آئینہ مین اپنی صورت کی آنکھون کی مردمک کو یعنی پتلی کو زور سے نگاہ کرے اور حتی الوسع پلک نہ مارے تا آنکہ آنکھون سے آنسو بھی گرینگے مضائقہ نہین ہی البتہ ابتداءً ایک گھڑی سی دو گھڑی تک اسکو نظر جما کر دیکھے جب تک متحمل ہو یہ شغل دید آئینہ کا سالک کیا کرے اور دل مین یہ تصدیق کرلے کہ یہ صورت میری ہی صورت میرے مرشد کی ہی اور یہی صورت مرتضی کی اور یہی صورت مصطفے کی ہی اور یہی صورت خدا کی چنانچہ چند روز کے بعد اس عادت سے طالب کو بیہوشی محویت کی آغاز ہوگی یہانتک کہ سالک اسمین محو ہو کر مشاہدہ مطلوب کریگا اور دوسرا شغل آئینہ کا بہتر پہلے سے ہے اور اکثر چشتیہ اس سے فیضیاب ہوئے اور اب بھی جاری ہی اور اسیکو شغل رائی اور مرئی کہتے ہین اور اسکو کاملین چشتیہ نے اخذ کیا ہی اور نہایت ٹھیک ہی اور ملت چشتیہ مین اسیکی سبب ترقی ہی چنانچہ کسی شاغل کامل کی رباعی ہے —

رباعی

خواہی جمال دوست کنی گر معائنہ — معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ
او در دل من است و دل من بدست او — چو آئینہ بدست من و من در آئینہ

بیت میر درد چشتی

عکس شخص آئینہ مین جلوہ فرما ہو گیا — اسنے دیکھا آپ کو ہم اسمین پیدا ہو گئے

یہ اسطرح سے ہی کہ بیٹھا او مین نے آئینہ سیدھا آڑ مین کھڑا کیا ہے اب متاخرین وا اُس آئینہ کے اوپر دوسرا آئینہ بھی ایک درعہ کا بہتر شفاف اُس آئینہ کے اوپر لگا

اور اوپر والے آئینہ کا سائبانی نیم خم بناکے کھڑا کرتے ہین کہ طالب کے سر کیطرف جھکا رہے
اس نقشہ سے

اور سالک نیچے سامنے کچھ فاصلہ سے بیٹھے اسی ترکیب بالا
چار زانو اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کرکے دونوں گھٹنوں پر جماوے کہ اسمے
لفظ اللہ ظاہر رہے اور سالک گردن خود کو سیدھا سخت کرکے زور دیکر قفا سے سر یعنے
گدی کیطرف جھکا دی تھوڑی دیر نیچے کے آئینہ مین دیکھے پھر اوپر کے آئینہ مین سالک
تمام جسم کا اپنے دیکھے تو یہ طالب اپنے کو اسمین الٹا دیکھیگا یعنے سر تلے اور پاؤن اوپر
معلوم ہونگے اسوقت سالک آنکھونسے اس صورت آئینہ کی مردمک یعنے پتلی سے نظر دیکر
نظر اتنی لگاوے اور دیکھا کرے جبتک کہ تحمل ہوسکے اسیطرح سے چند مدت گوشہ مکانمین ہر
روزہ مزاولت کیا کرے مگر اسوقت کوئی خطرہ ماسوا اللہ کے خاطر مین نلاوے اور اسوقت
یہ خیال پختہ کرے کہ خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنے میری بعینہ صورت میرے محبوب
مطلوب کی ہے اور یہ تصور کرے کہ رب الارباب میرے دلمین ہروقت موجود ہے
حالت خواب اور بیداری مین وہ جدا نہین وہ دیکھتا ہے رب الروح کو جو میرے
دماغ مین سکونت پذیر ہے چنانچہ بعد چند روز کے شکل محبوب مطلوب کیا انسان کیا
حیوان کیا نباتات اور جو کچھ سوا اسکے ہے سب جگہ سب مین مشاہدہ ہوگا اور اسکے
دیکھنے اور سننے اور بوجھنے سے حیوان گاہ گریان اور کبھی افسردہ دل اور کبھی خاموش
ساکت حالت خود رفتہ کریگا اور اس کیفیت کے طاری ہونیسے علاقہ دنیا سے
طالب کا دل برخاستہ ہوجائیگا مگر سالک بروقت مزاولت کے پہلے دلمین اپنے
یہ ارادہ کرلیا کرے کہ مین ایک گھڑی یا دو گھڑی یا چار گھڑی اسمین محو اور مصروف
رہونگا بعد اسکے بحالت خودانہ خود ہوش مین اپنے آجاؤنگا اس ارادہ کا نتیجہ یہ ہے

کہ اُسیقدر عرصہ کے بعد کہ جو ارادہ دلمین کرکے شغل شروع کیا ہے از خود سالک ہوشیار ہوجایا کریگا اور ابتداً سالک تھوڑا تھوڑا ارادہ کیا کرے بعد چندے ایک گھڑی سے دو گھڑی اور دو گھڑی سے تین گھڑی اور تین گھڑی سے چار گھڑی تا آنکہ ایک پہر تک کا ارادہ کر زیادہ نہو سکیگا اور کاشکہ طالب نے کسی روز قیدارادہ نکیا اور حالت محویت طاری ہوگئی تو نہین معلوم کہ کسوقت بحالت اصلی ہوش مین آوے یا نہ آوے تو ایسی حالتین گھبراکر روح پرواز کرجاے بے ارادہ یہ اندیشہ رہتا ہے تو اولاً ارادہ فرض ہوگیا اور اس شغل کو حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور خواجہ موجود چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ فریدالدین شکرگنج اور خواجہ نظام الدین محبوب الہی اور خواجہ نصیرالدین [illegible] اور اسوقت الی الآن تعلیم اسکی مرشدونکے پاس جاری ہے بلکہ اور دوسرے [illegible] بھی یہ شغل شروع ہوگیا کررہے ہین پس جو طالب صادق الاعتقاد اسکو کرتاہی وہ بے بہرہ نہین رہتا اپنے مقصد کو لاشک عامل اسکا پہونچیگا اور اسکی مداولت مین اکثر کو حالت جذب اور سکر بھی ہوتا ہے اور اسمین رو بقبلہ بیٹھنا اور حواس خمسہ کو پراگندہ نکرنا اور لباس پاکیزہ زیب تن رکھنا ضرور ہے اور تحقیق کہ یہ شغل دل طالب کو مثل جام جہان آئینہ کے بنا دیتا ہے اور جبکہ ایک عرصہ مین بخوبی حاصل ہوگیا اور آئینہ نما بن گیا تو قید دوئی اور غیریت سے باہر ہوکر اپنی یکتائی پر مستقل ہوا کیونکہ اسکو اپنی حقیقت منکشف ہوگئی کہ مین کون ہون یعنے سوا میرے دوسرا نہین اور طرفہ یہ کہ جب سالک کو مداولت اسکی پکی ہوگئی اور جو حرکت وسکون اپنا بیچ آئینہ کے دیکھتا تھا اب بعینہ وہی حرکت اور سکون رب الروح مرئی سالک اپنے دل اور دماغ مین اپنے نظر ظاہر اور باطن سے ہر وقت ہر ساعت دیکھتا رہیگا اب اسکو اقتدار بھی امر کا حاصل ہوا جو کہے وہی ہوگا ۔ اور طریقہ شغل لیلی نفی اور اثبات کا

یہ ہی کہ طالب رات کو اندہیری تنگ کوٹہری مین کہ وہ گوشہ مکانمین ہو اسمین بیٹھے اور دروازہ بند کرلے بلکہ دروازہ اندرونی مین پردہ ڈالدے اور اُسی ترکیب بالا سے کہ جسکا ذکر اوپر اور شغلون مین ہوا کیا ہی اُسیطرح سے بیٹھے اور لحاظ رہے کہ کسی دوسریکے دہان آواز بہی نہ آوے کہ خاطر شاغل کو پراگندہ کرنیوالی ہے اور سالک یہ تصور بالتصدیق کرے کہ مین نہین ہون اور سامنے میرے اور پشت پر اور یمین و یسار اور تحت اور فوق سب مین مطلوب کا جلوہ ہی اور زبان کو تالو سی لگا کر لب بستہ سانس خود سی ناف سے لفظ ہو کے قلب پر ضرب مارے اور ام الدماغ سے ہو کھینچکر قلب پر ضرب دے ہر راتکو تین گھڑی اسکو کیا کرے تا آنکہ اُس اندہیرے مین ایک نور کی روشنی ظاہر ہوگی رفتہ رفتہ وہ روشنی شاغل کو گہیر لیگی اور نفی خود اور اثبات محبوب کا تصور قائم کرے طالب اپنے مقصد سی فائز ہوگا گر پہلے شاغل بہت پریشان رہیگا اور گہبرائیگا مگر پہر بعد کو شادان ہوگا اور راحت پائیگا اور نگاہ طالب کی مدام طرف آسمان کے بسبب محویت اور حیرت کے از خود قائم ہو جائیگی اور ہنوز یہ شغل دوسرے خانوادون مین بہی جاری ہی اور فیض پہونچتا ہی اور شغل مین ذکر لفظاً و معناً ضروری ہی یعنی کہ اُس الفاظ کی معنی پر تصور کرے کہ مین نہین ہون سب وہی وہی ہی اور فکر بے ذکر اور ذکر بے شغل مثل عالم بہیل کی ہی اور پوشیدہ نرہے کہ ایسے ہی اسباب کی جمعیت سی اشرف المخلوقات کہلایا ورنہ سواے انسان کے اور مخلوقات بہی اپنی اپنی زبانمین ذکر حق کرتے ہین وہ اشرف نہ کہلاے کہ انکو فکر اور شغل نہین ہے اور نسبت انسان کے یہ حدیث شریف ناطق ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین اور دوسرا یہ شغل لیلی ساتھ فکر اور ذکر کے اسطرح سے ہی کہ سالک شبکو اندہیری کوٹہری تنگ مین چار زانو بیٹھکر داہنے پاؤن کے انگوٹھے سی بائین زانو کی جو رگ کیماس ہی اسکو دابی کہ وہ علاقہ دلسے رکھتی ہی اور اس رگ کے

ضرب سے حرارت بڑھتی ہی اور خون کو جوش ہوتا ہے غرضکہ آنکھونکو بند کرکے لفظ ہو کو
زبانسے نکالکر بسمت سینے ہوا پر چھوڑے پھر لفظ کو جانب پشت چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب
یمین چھوڑے بعدہ لفظ ہو کو جانب یسار چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب فوق اور پھر جانب
آسمان چھوڑے کہ شش جہت عمل سے پورا پورا ہو جاوے کوئی طرف باقی نرہے اسطور
گھڑی دو گھڑی بلاناغہ ہر شبکو طالب کیا کرے کار انجام کو پہونچیگا اور تیسرا طریقہ شغل
لیلی اسم ذات کا یہ ہے کہ رات کو کوٹھری تنگ مین سالک بدستور بالا بیٹھے اور لفظ
اللہ کو اسطور سے بڑھاکے اللہ بہ ناف سی کھینچکر داہنے مونڈھے پر لاوے اور
اللہ سے ملا ہوا ہو کو ساتھ مد دراز کے قلب پر زور سی ضرب دے اور اسیطرح بائین مونڈھے
کیطرف لا کر قلب پر ضرب کرے اور پھر ناف سی اللہ کو کھینچکر دلپر ضرب دیتا ہوا اللہ سی ہو
لا کر ساتھ مد کے زور سی ام الدماغ پر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا پھر اللہ کو ام الدماغ سے
کھینچکر سینہ پر لاوے اور سینہ سے اللہ کے ساتھ ھو کو لا کر ساتھ مد دراز کے زور سی قلب
صنوبری پر ضرب دے چنانچہ دورہ اول مین ناف شریک ہی اور دورہ ثانی مین ناف
شریک نہین بس یون عروج نزول کے ساتھ جسقدر دیر کا طالب متحمل ہو سکے بلاناغہ
اس شغل کی مداومت کیا کرے اگر اس شغل مین آنکھونکو کھلا رکھتے ہین برخلاف پہلون
دون نزد بالا کے اور سالک ملاحظہ کرے نفی کا دمین آنکھونکو بند کرکے اور پھر آنکھونکو
کھولکر ملاحظہ اثبات کرے خیال آنکھ کے کھولنے اور بند کرنے ہر موقع کا بخوبی رہے یہ
شغل نہایت اعلی تر ہے اور چوتھا شغل لیلی کا یون ہے کہ موافق ترکیب بالا کے
کوٹھری تاریک مین چار زانو سالک بیٹھے اور انگلیان پنجونکی کشادہ دونون گھٹنون پر
جماوے اور داہنے پاؤن کے انگوٹھے سے بائین زانو کی رگ کیماس کو پکڑ کے

لا الہ کو ناف سے بہ شد کھینچکر داہنے مونڈھے پر لاکر چھوڑ دے اور کلمہ الا اللہ اثبات کو ام الدماغ کھینچکر بہ شد قلب پر ضرب دی اور اس شغل مین کلمہ نفی مین آنکھونکو بند کر لے اور کلمہ اثبات مین آنکھونکو کھولدے پھر اُسیطرح سے بائین مونڈھے سے لیجاکر ام الدماغ سے کھینچکر بہ شد قلب پر ضرب دے اور پھر سینہ ناف سے کلمہ نفی کو لاکر قلب پر ضرب دے اور ام الدماغ سے کھینچکر سینہ کیطرف مخاطب ہو کر دلپر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا ایسے طور سے جسقدر دیر کا طالب متحمل ہو ہر رات کو کیا کرے چند روز مین بخوبی اثر ظاہر ہوگا مگر سبطرح جمعیت خاطر رکھے اور تنبیہات اوپر کے شغلونکی چن لے اور انکو اختیار کرے یعنی سہو نکرے اور اسبات پر خوب غور کرے کہ اس شغل خاص مین سر اور کمر اور پشت برابر رہین اور تھوڑا کسقدر راستے بجانب پشت کے کج کرکے کلمہ لا الہ واسطے نفی کے قلب پر ضرب دے اور جبکہ ام الدماغ سے کلمہ اثبات کو مخاطب سینہ ہو کر قلب پر ضرب دے تو اسمین کجی پشت کی ضرور نہین ہے اور بعض نے ایسا بھی کیا ہے کہ کلمہ نفی کو دو سو بار اور کلمہ اثبات کو چار سو بار داہنے بائین سے اور اسم ذات یعنے لفظ اللہ کو ام الدماغ سے لیجاکر قلب پر چھ سو بار ضرب اسمین اوپر سے نفی نہین فقط اثبات اثبات ہے کہ اکثر مشائخ چشت کا یہی ہے وجہ ذکر ساتھ شغل اور فکر کے اتنا قدر گرین ہوا کہ خود فانی ہوکر باقی رہجاتا ہے اسی ذکر کا نام سہ ضربی ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ مین بارہ تسبیح کا ورد ہے کوئی بعد نماز مغرب اور کوئی بالحاق نماز تہجد بارہ رکعت کی پڑھتا ہے اُسمین بھی دو ترکیب ہین بعض یہ چارون اسم۔ سبحان اللہ الحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ ملاکر بارہ تسبیح پڑھتے ہین اور بعض تین تین تسبیح ہر اسم کی علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہین۔ اور اس سلسلہ عالیہ مین بارہ رکعت نماز اوابین یون معمول ساتھ نماز مغرب کے ہے کہ پہلا دوگانہ رکعت اول سورۂ الحمد وانا انزلنا۔ رکعت دوم

الحمد وقل ہو اللہ اور التحیات اور سلام۔ دوسرا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد وانا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد وقل اعوذ برب الفلق والتحیات وسلام۔ تیسرا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد وانا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد وقل اعوذ برب الناس والتحیات وسلام۔ چوتھا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد وانا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد وسورۂ قل یاایہا الکافرون والتحیات وسلام۔ پانچوان دوگانہ رکعت اول سورۂ الحمد وانا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد واذا جاء والتحیات وسلام۔ چھٹا دوگانہ رکعت اول سورۂ الحمد وانا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد والعصر ان الانسان والتحیات وسلام بعد ختم التحیات وسلام کے تین بار سورہ اخلاص یعنے قل ہو اللہ پڑھ کے دونون ہاتھ سوے آسمان اُٹھا کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ طَہِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اور بارہ بار درود شریف پڑھکے ہاتھونکو سمیٹ لے تمام ہوئی نماز۔ اور سلسلہ بیعت چشتیہ نظامیہ اس فقیر کا اسطرحسے ملتا ہے کہ مرشد میرے سید نظام الدین احمد اور انکو سید قطب الدین احمد سے اور انکو سید عبد اللہ الحسینی بغدادی سے اور انکو سید مالک حسنی الحسینی بغدادی سے اور انکو ابو یوسف محی الدین یحیی مدنی سے اور انکو شیخ محمد رضی اللہ عنہ سے اور انکو شیخ حسن محمد سے اور انکو شیخ جمال الدین عرف شیخ جمن سے اور انکو محمد راجن حسنی سے اور انکو شیخ علیم الدین سے اور انکو سراج الدین سے اور انکو شیخ کمال الدین علامہ چشتی سے اور انکو مخدوم نصیر الدین محمود اودی سے اور انکو قدوۃ العاشقین محبوب محبوب الٰہی شیخ نظام الدین محمد بدایونی سے اور انکو شیخ فرید الدین محمد مسعود شکر گنج اجودھنی اور انکو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اور انکو خواجہ بزرگ شفیع عاصیان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الحق والدین ہند الولی عطاء رسول بن شیخ غیاث الدین حسن سنجری اجمیری سے اور انکو شیخ ابو النور خواجہ عثمان ہارونی سے اور انکو خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی سے

اور انکو شیخ ابی احمد فرشتافہ چشتی سے اور انکو شیخ خواجہ خواجگان سر سلسلہ چشتیان خواجہ ابی اسحاق شامی سے اور انکو خواجہ علو ممشاد دینوری سے اور انکو شیخ امین الدین ابی ہبیرہ بصری سے اور انکو شیخ سدید الدین بن حذیفۃ المرعشی سے اور انکو شیخ المشائخ سلطان ابراہیم ادہم بلخی سے اور انکو شیخ المشائخ ابو الفضل ابن عیاض سے اور انکو شیخ المشائخ خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید سے اور انکو شیخ اکبر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انکو حضرت امیر المومنین علی اسد اللہ الغالب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ابن ابیطالب سے اور انکو حضرت سید اولین والآخرین محمد مصطفےٰ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے

ذکر مختصر سلسلہ علیٰ ومقدسہ حضرات اویسیہ کا واضح ہو کہ حضرت اویس قرنی قدوۂ عرفان عاشق صادق رسول اللہ زبدۂ اولیاء ہیں قطب عالم اپنے عہد اور خلیفہ چہارم حضرت شاہ ولایت علی مرتضیٰ حیدر کرار کے کہ وہ جنگ صفین میں شہید ہوے قدس اللہ سرہٗ جاوید ہوے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے یہ چودہ خلیفہ ہیں انہیں سب کی سلسلہ اویسیہ جاری ہے اور مرشد اس سلسلہ کے مغرب اور نواح عرب اور ملک یمن میں بکثرت تمام اور یہیں نام خلفا و نقبا ہے۔ خواجہ موسی بن زید۔ خواجہ غلام بن علام۔ خواجہ عبد اللہ بصری۔ خواجہ علی شیرازی۔ خواجہ عبد الصمد نظری۔ سید جمال محمد اصفہانی۔ سید عبد الرحمن۔ سید زین الدین خوافی۔ سید علی موحد ربانی۔ شیخ عبد اللہ شطاری حضرت قاضی۔ شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست۔ شیخ حاجی حضور۔ شیخ غوث محمد اور حضرت خواجہ کے چار فرزند تھے مگر نام فرزند کلاں کا نصیر الدین ہے انکے سلسلہ ملقب بہ نصیریہ ہنوز جاری ہے اور دوسرے فرزند انکے خواجہ افضل اویسی مشہور ہیں ان سے بکثرت اولاد ہوئی اور باقی فرزندوں کی اولاد بھی جابجا موجود ہوگی الغرض

ہندوستان وغیرہ مین اس سلسلہ کی بستہ کم ہین اسقدر کا آپ کو تحقیق ہو کہ ان مقامات مین
مریدا اویسیہ ہین - سوائی جیپور - کرنال - مرنگ بی - لودھیانہ - کپورتھلا
شاہ نظام الدین احمد - دیدار شاہ - خاکی شاہ - دولہ شاہ - غلام علی شاہ
منڈا - لاہور - شہدرہ - ملتان - پاکپتن - قصور - گھوگھیرا
جمدی شاہ - رحمن شاہ - رحیم شاہ - جلال شاہ - پیر شاہ - رحیم شاہ کھگا - عبداللہ شاہ
ست گرا - پٹیالہ - جمبو غیرآباد - دہلی غیرآباد - حیدرآباد غیرآباد
سید جلال - بہار شاہ - سابق تھے - سابق تھے - سابق تھے

کشمیر مین قریب سنگرہی المعروف سری نگر کے بفاصلہ پانچ کوس اوپر کنارہ جہل کے پاڈن پور مین چلہ حضرت کا بعمارت بلند بنا ہوا ہے اور والی کشمیر کیطرف سے جاگیر ہے اور بکثرت خادم مقرر ہین اور عرس ہر سال ہوا کرتا ہے۔ کتاب اخبار الاصفیا کہ مصنف انکا عماد الدین محقق یمنی ہے اور تاریخ تصنیف نام کتاب سنہ ١٠١١ ہجری کی واضح ہو حقیقت حضرت خواجہ اویس قرنی شہید صفین عاشق رسول اللہ خلیفہ چہارم علی ولی اللہ کے یون ہی کہ جوار یمن مین ایک قریہ کا نام انکا قرن ہے اور زمانہ جناب رسول الثقلین خاتم النبوت سے وہ جاے احرام باندھنے اہل نجد کی قرار پائی ہے چنانچہ اویس نام تابعی کا ہے اور اصل انکا ابو عمر اویس بیٹے عامر قرنی کے ہین اور قرن اسکو کہتے ہین کہ جو شخص گیسو بافتہ اور ابرو پیوستہ ہو چنانچہ یہ لقب قرن منسوب بطرف جد اعلی اویس مرحوم کا ہے وہ قبیلہ بنی ہلال عرب سے ہین اور وہی قریہ کہ انکے جد اعلی کا آباد کیا ہوا ہے وہی تولدگاہ حضرت اویس کا ہے غرض اس قریہ کا نام اسی لقب سے مشہور ہے اور انکے جد کے گیسو بافتہ اور ابرو پیوستہ تھے آجتک جہان مین جو انکی نسل سے ہے ضرور یہ دونون

نشان

علامت موجود ہونگی چنانچہ ہمنے بچشم خود دو مقام پر دو شخص کو جو انکی نسل کا دعوی کرتے تھے دیکھا ایک اُسمین تجارت پیشہ اور دوسرے فقیر بدمشرب بیسلاح تھے ضرور ہی کہ اگر خلاف اُن علامتون کے کوئی اُنکی نسل کا دعوی کرے تو بیجا ہے اور اصل مین حضرت اویس قرنی کے جدا علی قرن بن رومان ہین اور رومان رہنے والے نجد کے تھے وہانسے آکر اِس قریہ شریف کو آباد کیا جب سے وہ قریہ قرن کہلایا اب جائے غور ہی کہ وہی سال اور وہی مہینہ اور وہی تاریخ اور وہی روز کہ پیدائش جناب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہی موقع تولد خواجہ ابو عمر اویس قرنی کا ہی مگر اتنا فرق ہوا کہ چار ساعت پہلے آنحضرت رسول مقبول اور پانچوین ساعت مین یہ خواجہ عاشق رسول اللہ پیدا ہوے مگر یہ مشہور ہی کہ خواجہ پورے چالیس مہینہ حمل مادر مین رہے اور جسوقت کہ پیدا ہوے غسل کے بعد لفظ اقعدونی تین بار متواتر کہا اور بعد تولد کے چالیس روز سوئے بھی نہین اور روئے بھی نہین اور چالیس دن تک دودھ بھی نہین پیا اور بول و غائط بھی نہین کیا اور برابر چالیس روز تک آنکھین بند رکھین مگر ہاتھ پاونکی جنبش اور از خود کروٹون کی بدلنے سی بے اعانت دوسرے کے لوگ سمجھتے تھے کہ بیدار ہین اور مونہہ سوی آسمان زیادہ رکھتے تھے اور جنبش لبونکی برابر تھی کہ جیسا کوئی کچھ پڑھتا ہے یا کسی دوسرے سے باتین کرتا ہے یہ دیکھکر جو دوسرے لوگ اپنے کانونکو انکی مونہہ کے پاس لیجا کر تمیز کرتے تھے تو کچھ کسیکی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیا کہتے ہین اور چالیس شب و روز تک جس حجرہ مین پیدا ہوے تھے اُسی جا زمین پر لٹا دیا تھا وہ لیٹے رہے چالیس روز مادر نے بھی آغوش مین اپنی نہین لیا بعد چالیس دن کی مادر ماجدہ نے اہتمام غسل اور بچون کی پرورش کے کیا گود مین لیا دودھ پلایا زانو پر سلایا ان حالتونسے معلوم ہوتا ہی کہ ضرور نہایت غیبی انکی والدہ ماجدہ ولیہ کو ان حالتونکی

ہوئی ہوگی۔ اور کتاب مفتاح القلوب کہ مصنف اسکا فخرالدین طوسی ہی اور نام کتاب سے
تاریخ [illegible] معلوم ہوتے ہی ربیع اکرام سے روایت ہی کہ ماموْنہ نام مادر اویس قرنی کا ہے
اور وہ ولیہ کاملہ تھین شب و روز کسیوقت کوئی لمحہ خدا سے غافل نرہتی تھین انکے دلمین فکر
و ذکر اللہ کا رہتا جبکہ اویس پیدا ہوے تو حسب عادت اویس کی پرورش کی مگر کبھی آنکھ سے
نگاہ لطیف سے غیر خدا نہ دیکھا کہ کون ہی اور کیا ہے جبکہ اویس بارہ سال کے ہوے تو ایکروز
اویس سامنے والدہ ماجدہ کے کھڑے تھے تو اسوقت اتفاقاً ماموْنہ نے بچشم لطیف و کرم نگاہ
نرم سے اویس اپنے فرزندکو دیکھا بس اُسیوقت ندائے غیب آئی کہ ای عاشقہ آج تو نے محبت ہماری
کم کی اور ہماری محبت کا حصہ دار اپنے بیٹے کو بنا دیا معاً ولیہ صادقہ اس نداکو سنکر بہت تھرا
لرزی اور ایسا روئین کہ جام خالی سامنے رکھا تھا وہ سب اشکونسے لبریز ہوکر چھلک گیا بعد اسکے
ماموْنہ نے دست بستہ سوئے آسمان نظر کرکے جناب باری مین عرض کی کہ اسوقت مجھسے خطا ہوئی
اب مین توبہ کرتی ہون اور اس قصور کا عفو چاہتی ہون اور بعد عفو کے تین خواہش میری ہین
اُسکو تو قبول کر پھر تا زیست خود کوئی استدعا تجھسے نکرونگی بس آواز غیب آئی کہ قصور تیرا بخشدیا
وہ تین خواہشین اپنی بیان کر یہ سنکر ماموْنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور یہ عرض کیا کہ ایک خواہش میری
یہ ہے کہ اُسیوقت دونون آنکھین میری بے نور ہو جائین کہ پھر مین چشم بے ادب سے اویس کو
نہ دیکھون اور دوسری خواہش یہ ہی کہ میرے دلسے محبت اُسکی بالکل محو کر دیجائے
کہ بار دیگر مجھکو حصہ دار تیرا نہ بناؤن تیسری یہ کہ تو اسکو پیاسا قتل کروانا کہ جسکی محبت نے میری آنکھ اور
دلکو فریب دیا ہی ندا آئی کہ قبول کیا اوسیدم ایک مرغ سفید بلندقامت ظاہر ہوا اور اُس
مرغ نے بازو اپنا ماموْنہ کی آنکھوں پر مارا فوراً دونون آنکھونکی بینائی جاتی رہی دوبارہ مرغ نے
پر اپنا پہلوے چپ ماموْنہ پر مارا محبت اویس کی دلسے ماموْنہ کے محو کردی سامنے اویس

ٹکڑے تھے پھر مرغ نے پرونکو اپنے ہلایا تو پرون سے قطرات خون بہے سارا لباس اویس کا سرخ ہوگیا پھر مرغ نظر سے غائب ہوگیا چنانچہ خواجہ اویس وہی لال کپڑے اپنے بجائے کفن گلے مین شب و روز باندھے رہتے تھے اور قضا کو ہر ساعت حاضر سمجھتے کبھی غافل نہ رہتے اور بروز شرکت جنگ صفین وہی کپڑے سر وپا زیب تن کر لیے تھے کتاب حلیۃ الاولیا مین کہ مصنف اُسکا حبیب اللہ کونی ہے اور نام کتاب سے تاریخ سنہ [illegible] معلوم ہوتے ہین اُسمین یہ روایت مندرج ہی کہ جناب محمد مصطفےٰ سرور عالم کبھی کبھی مدینہ منورہ مین متوجہ جانب یمن ہوکے بیشتر صحبت صحابہ مین ارشاد فرماتے تھے کہ مین نسیم رحمت اور محبت والفت کی یمن کیطرف سے پاتا ہون اور وہ حبیب میرا ہی اور مین خلیل اُسکا ہون اور اُسکے حوالی مین جو مقام قرن ہی وہی نسیم رحمت اور محبت والفت کا معدن ہی اور جبکہ قیامت کا روز آویگا ستر ہزار فرشتے بصورت پاک اویس کے حق تعالیٰ غایت لطف و کرم سے پیدا کریگا تا اُس دن اویس اُس جماعت کے ساتھ درمیان جنت اعلیٰ مین جلوہ افروز ہو کہ نہ پہچانے کوئی بندہ اُسے مگر جسکو اللہ تعالے چاہے کسواسطے کہ وہ بندگی پوشیدہ دنیا مین کرتا تھا اور خلق سے دور تھا اتنا اور حقتعالیٰ کے ساتھ دل لگایا تھا اغیار کی چشم سے محفوظ رکھنا اور دیدار سے اپنے محظوظ رکھنا باری تعالیٰ کو منظور ہوگیا۔ اور زبدۃ الانوار مین کہ مصنف اُسکا احسان الحق مازندرانی ہی اور نام کتاب سے سنہ [illegible] واضح ہی یہ حدیث مخبر کی درج ہی کہ میری امت سے ایک مرد ہی بروز قیامت بشان رفیع اپنے عاصیونکا شفیع ہوگا قوم مضر اور ربیعہ کا کہ یہ دو قبیلہ عرب مین بڑے ہین اور وہ دونون قبیلے گوسفند پرور ہین تو جسقدر اُن کے گوسفندونکی بال ہین اسقدر شمار اُن دونون قومونکے عاصیون کا باتفاق صحابہ کرام نے آنحضرت سے پوچھا کہ اُس باصفا بندہ کا نام کیا ہی ارشاد فرمایا

کہ اویس اسکا نام ہی اور مسکن اسکا قرن ہی اور اسنے مجھے بدیدہ ظاہر نہین دیکھا دیدہ دل سی ماہر ہی اور وہ عاشق صادق میرا اور اسکو میری محبت نہین دو وجہ سی اولاً تو غلبہ حال دوسرا پاس حکم ملت وہ میری شرع کی رعایت ہی اور مادر مومنہ اسکی نابینا وہ مادر کا خدمتگذار ہی اور وہ اونٹونکو اجرت پر چراتا ہی وہی اجرت نفقہ اسکا اور اسکی مادر کا ہی صدیق اکبر نے عرض کیا کہ انکو ہم دیکھ سکتے ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین مگر عمر و علی عنقریب دیکھینگے اور پہچان اویس کی یہ ہی کہ دو نشان سفید بقدر درہم ایک بائین پسلی اور دوسرا کف دست داہنی پر عیان ہوگا کوئی اسکو مرض برص نہ سمجھے کہ وہ نور وہی سی معمور ہی پھر فرمایا کہ جو تم مین سے اسکو پاوے میرا اسلام اسکو پہونچاوے اور یہ پیغام کہے کہ میری امت کی حقمین دعا کرے کہ وہ اولیا مین بزرگ اور اکرم اتقیا اخفیا عالی شان ہین اور بڑے پرہیزگار اور انبیائے سلف کی امتونمین مثل اویس کے کوئی دوسرا خلق نہین ہوا ہے تم اسکو نواح مین مقام قرن مین پاؤگے اور ایکبار وہ باشتیاق میری ملاقات یہان آویگا مجھسے ملاقات نہوگی واپس جاویگا اور اسکو اسدن تم مجھمین بنظر ظاہر دیکھوگے ۔ اور کتاب مفتاح القلوب مین کہ جب خواجہ اویس چالیس سال کے ہو چکے تو فقط ایکبار احتلام ہوا پھر تمامی عمر نجاست احتلام سے پاک رہی وسوسات شیطانی انسے ہمیشہ دور رہی پھر ساتھ ایک زن پارسا کے اپنا انھون نے عقد کیا اسکے بطن سی چار فرزند ہوے کہ جس سے ہنوز نسل انکی موجود ہی اور جس حجرہ مین کہ خواجہ پیدا ہوے تھے تمام عمر وطن مین اسی حجرہ مین رہا کرتے تھے اور یہ عادت تھی کہ دن خواہ رات بیداری مین طرف آسمان کے نظر رکھتے اور گاہ آنکھین بند کرکے سر جھکا کر بیٹھے رہتے اور عادت رفتار بغیر ضرورت کم تھی اونٹونکو چرانے لیجاتے تھے تو چراگاہ مین ایک جا بیٹھے رہتے چلتے پھرتے نہین تھے اور جو کوئی دوسرا پاس آیا اور کلام کیا تو جواب

مختصر ادا کر کے خاموش رہتے اور کسی سے اپنی طرف سے کلام کرنے مین سبقت نکرتے تھے اور یہ بھی عادت تھی کہ کسی سے کسیطرح کی بحث نکرتے اور جواب کلام مین بھی پیچ نکالا کرتے اور ہر وقت دونو آنکھین پانی سے بھری رہتی تھین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھونسے اشک گرا چاہتے ہین اور خالی وقت کشادہ چشم نہین نیم وا چشم رہا کرتی اور کلام نہایت نرم اور گداز تھا اور جب راہ چلتے تو نگران طرف زمین کے رہتے اور رفتار اگر سکون کرتے تو طرف آسمان کے دیکھتے اور اُس حالت نگرانی مین پے در پے تبسم کرتے جیسا کہ کوئی دوست سے کلام کرتا اور مسکراتا جاتا ہے اور گاہ ایسا بھی ہوتا کہ رنگ چہرہ متغیر ہو جاتا اور آنکھونسے دو چار آنسو بھی ٹپکتے اور آٹھ پہر شب و روز مین جو میسر آتا اتنا بس ایکبار قلیل کھاتے اور ایکبار پانی پیتے اور یہ بھی معمول تھا کہ برابر ایک روز صوم سے رہتے اور ایک روز غذا کرتے اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ بسبب عدم استطاعت کی دو دو چار چار فاقے بھی ہوتے مگر جو یوم روزہ کا ہوتا اُسمین نیت صوم کی کرتے اور جو غذا کا دن ہوتا اُسمین نیت صوم کی نکرتے کہ وہ دن مجبوری کا طرف سے عدم استطاعت ہوتا تھا اگر اُسدن بھی نیت صوم کی کرتے تو وہ نیت فاسد ہوتی خواجہ کا ایسا باریک خیال تھا اور غذا کسی شی پر نہ رغبت اور اور بے رغبتی دونون حال مساوی تھے لیکن فواکہ مین موز یعنی کیلے سے رغبت تھی اکثر لوگ ہدیہ لایا کرتے اور عادت تھی کہ رات مین ایکبار بول و براز کرتے تھے اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے کسی سے ملاقات نکرتے ایکبار خواب استراحت کو حجرہ مین جا کر زمین پر لیٹتے اور میت کی شکل سی چت طرف آسمان کے منہ کر کے سوتے اور چار ساعت کے بعد بیدار ہوتے قضائے حاجت کو جاتے فراغت کر کے وضو کرتے اور اونٹونکو لیکر چرانے کو جاتے اور بعد ادائے نماز ظہر کے واپس آتے اور یہ دائم دستور تھا کہ جب کوئی بسبیل [illegible]

نام مبارک جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو آنکی زبان سے لیتا تو اُسوقت سنکر بیتاب
ہنس دیتے کہ جیسا عاشق معشوق کا نام سُنتے سے بیہوش محبت مین اگر بشاش ہوجاتا ہے
گویا دونون جہانکی دولت پاتا ہی اور اسی حالت گوش زد ہونے نام مین خواجہ کی تمام جسم کو
ایک گونہ جنبش ہوتی اور بے اختیار وجد سے سرشار ہوتے اور سر سے پاؤن تک لمعہ نور
بنجاتے جیسا کہ روشنی فانوس مین جلوہ دیتی ہے اُسوقت جو لوگ دوسرے موجود ہوتے وہ
تعجب کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہی حضرات غور کرو عشق کی یہی صورت اور یہی رہبری ہے
کہ بدرجہ عشق سے عاشق معشوق حلول کرجاتا ہی ہرچند کہ خواجہ نے آنحضرت کو بچشم ظاہر نہین
دیکھا مگر بعدم حضوری مین اسدرجہ عشق تھا کہ اصحاب حاضر کو نہوا۔ آپ سُنیئے کہ ایکبار خواجہ کے
شوق ملاقات نے نہایت ترقی کی والدہ ماجدہ سے رخصت طلب کی کہ مین حبیب اللہ محمد مصطفےٰ
کی ملاقات کو جاتا ہون چونکہ والدہ ماجدہ کو کسی حالتمین ناراض نکرتے تھے اُنھون نے
اجازت دینے مین تامل کیا یہ خاموش ہو رہے چنانچہ تین روز پے در پے خواجہ والدہ سے
عوض کرتے رہے آخرکار چوتھے روز والدہ نے اجازت اسی شرط سے دی کہ اچھا جاؤ مگر
وقت پہونچنے مدینہ کے تم سے وہ ملین یا نہ ملین انتظار نکرنا اُسیوقت واپس پھرنا اس شرط کو
سُنکر قبول کیا اُسکے صبح خواجہ منزل بمنزل مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے بعد طے منزلون کے
قریب برآمد ایک پہر روز کے پہونچے جناب فاطمۃ الزہرا بھی اُسدن جناب عائشہ صدیقہ کے
گھر مین مہمان تھین خواجہ اویس در دولت رسول مقبول پر پہونچے باہر سے آواز دی کہ
اویس حاضر ہی جناب سیدۃ النساء نے جواب دیا کہ دعوت مین تشریف لیگئے ہین ٹھہرو اور
جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر حال محبت
اور خلوص اویس کا زبان مبارک جناب رسول اللہ سے سنا تھا باہم دونو صاحبہ مخدومہ کونین

قدوم اُٹھاکر دروازہ کو بند کرکے دروازہ کی درازسے پہلے حضرتہ خاتون جنت اور بعد اُنکے جناب صدیقہ ام المومنین نے خواجہ اویس کو بچشم غور دیکھا اور اُسیوقت خواجہ نے باواز بلند کہا کہ مین ٹھہر نہین سکتا میرا اسلام میرے مولی آنحضرت کو پہونچا دینا یہ کہا اور خواجہ واپس گئے اب سُنیے کہ بعد فراغت دعوت گھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جناب رسول الثقلین ساتھ اپنے چارون یار کے کہ وقت نماز ظہر کا قریب آگیا تھا مسجد مین تشریف لائے اور بعد ادائے نماز کے آنحضرت مع چارون صحابہ کرام کے دولت سرا مین تشریف لائے اور دروازہ کے اندر حضرت تشریف لیگئے جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب عایشہ صدیقہ حسب عادت استقبال کو صحن مکان مین آئین آنحضرت نے پہلے دست مبارک سر اشرف ام الحسنین پر رکھا اور پھر نظر مبارک کو مخاطب کیا طرف ام المومنین کے اور یہ ارشاد فرمایا ام المومنین سے کہ آج اسوقت مین تمھارے چہرہ کو جو دیکھتا ہون تو دوسری بات یہ ہے کہ فیض وہبی سے چہرہ تمھارا ایسا نظر آتا ہے کہ پہلے اِسکے مینے کبھی نہ دیکھا تھا کہ لمعہ نور چاند سے زیادہ روشن اور خوشتر معلوم ہوتا ہے شاید کہ کسی عاشق صادق عارف باللہ کا گذر ہوا کہ اُسکے واسطے سے یہ نزول نور قدسی ہے صدیقہ رضی اللہ عنہا سنکر خاموش رہین مگر جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے حبیب خدا تاج سر انبیا باعث ایجاد کائنات خلاصہ موجودات آج خواجہ اویس قرنی یمن کی جانب سے تمنائے حصول شرف ملاقات آپ کی آئے تھے جو کہ آپ تشریف نہ رکھتے تھے یہ کہکر کہ میرا اسلام پہونچا دینا اور جسطرف سے آئے تھے اُسی سمت کو واپس گئے حضرت نے سُنکر جواب سلام فرماکر یہ پوچھا کہ تمنے ہمارے دوست روحانی کو بچشم خود دیکھا اور پھر دوبارہ اب دیکھکر پہچان سکتی ہو عرض کیا کہ ہان مینے دیکھا اور پھر دیکھکر پہچان سکتی ہون فوراً اُسیوقت آنحضرت باہر دروازہ کے تشریف لیگئے اور جاتے وقت فرمایا کہ جہانسے جسطرح دیکھا ویسا ہی دیکھو

جناب بتول پاک نے دروازہ بند کرکے درار دروازہ سے دیکھا تو اُسوقت بعینہ صورت حضرت کی شکل خواجہ اویس کے نظر مین کچھ فرق نپایا دیکھکر اندر مکان کے آئین باہر سے حضرت بھی تشریف لائے اندر آکے پوچھا کہ کیون اویس کو دیکھا عرض کیا کہ ہان وہی اویس تھے کہ جنکو آج دیکھا تھا اُسوقت حضرت کہان تھے فرمایا کہ اے جان پدر اُسوقت مین اور اویس ایک جان ایک قالب تھا جسنے اویس کو دیکھا مجھے دیکھا اور جسنے مجھکو دیکھا گویا اویس کو دیکھا بس جناب سیدہ یہ سنکر ساتھ تعجب کے خاموش رہین پھر حضرت نے پانی نوش فرمایا باہر تشریف لیگئے اور طرف حضرات صدیق اکبر و عمر و عثمان و علیؓ کے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آج دوست روحی ہمارا اویس قرنی آیا تھا اور ہم اُس سے نہ ملے وہ واپس ہوگیا کیا تم اُس سے ملنا چاہتے ہو چارون یار نے باتفاق عرض کیا کہ جو دوست روحی حضرت کا ہے اُسکے دیکھنے کو ہمارے آنکھین بھی بہت مشتاق ہوئین حضرت نے یہ سنکر اُسیوقت چارون صحابہ کرام کو دروازہ دولت سرا کے اندر کرکے دروازہ بند کرلیا اور آپ باہر کھڑے ہوئے باہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ اس درار دروازہ سے دیکھو الغرض صحابہ نے اُسی مقام سے دفعۃً دیکھا تو سراپا حلیہ اویس کا سبکی نظر وہین سما گیا بعد دیکھنے کے چارون یار باہر نکل آئے اور سبنے عرض کیا کہ ہم سبنے اویس کو سراپا دیکھ لیا مگر اسوقت کہ اویس کو دیکھا حضرت یہان نہین تھے اور اب حضرت جلوہ افروز ہین مگر اویس نہین اس عرصۂ قلیل مین کدہر گئے یہ سنکر حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مین اسوقت اویس کی روح کے ساتھ ہم قالب ہم روح تھا وہان نہ اویس حاضر تھے اور نہ مین غائب تھا یہ اسرار ارشاد مبارک کا سنکر سبنے تعجب کیا اور دلمین سمجھے کہ یہ بھی معجزہ نبوت ہے خاموش ہو رہے پھر آنحضرت نے عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابیطالب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ تم دونون کو واسطے ایک کارخاص کے پاس

اویس قرنی سے مشہور [illegible] ہوگا آج بصورت اویس کی تمنے دیکھی تو اسکو یاد رکھنا ہان اسوقت رنگ ہوئے ریش مین اُسکے البتہ تفرقہ ہوگا اور داغ دو جو سفید ایک بائین پسلی اور دوسرا ہاتھ پر ہوگا اُسکو مرض نہ سمجھنا بلکہ وہ نور ہے اور جب اویس راہ مین چلتا ہے تو لڑکے اُنکو دیوانہ سمجھکر پتھر مارتے اویس اُنسے کہتا کہ چھوٹے چھوٹے پتھر مجھے مارو مجھے تلف جان کا غم نہین مگر خون نہ نکلے کہ خون کے نکلنے سے وضو ساقط ہوجاتا ہے نماز کا ہیچ ہوتا ہے غور ہو کہ کسقدر ساتھ طہارت کے بندگی خالق کا پاس اور خیال ہے اور جو کوئی اُنکے پاس جاتا ہے تو سوائے ترک تعلقات دنیا کے دوسری بات نہین کرتا اور وہ خود بھی دلمین اپنے دنیا کو جگہ نہین دیتا یہانتک کہ وہ کفن سرخ پاس اپنے ہر وقت ساتھ رکھتا ہے وہ میرا عاشق صادق ہے یہ سُنکر صحابہ کرام اپنے مکانونکو گئے ۔ واضح ہو کہ جس تاریخ کو جناب محمد مصطفٰے ﷺ رسول الثقلین نے مدینہ مین رحلت فرمائی اُسیدم علاقہ روحی سے خواجہ اویس قرنی کو اپنی جائے قیام پر معلوم ہوگیا کہ آج میرے محبوب ﷺ کا وصال ہوا اسی اُسوقت حضرت ماموصوف والدہ ماجدہ اپنی سے کہا کہ جبتک مین با ارادہ خود اس جگہ سے نہ اوٹھون دوسرا کوئی نہ اوٹھاوے اور نہ کوئی مجھے اپنا ہاتھ لگا دے چنانچہ آپ جس حجرہ مین پیدا ہوے تھے اور اسمین رہا کرتے تھے اُسی مین ایک چادر سر سے پاؤن تک کھینچکر بشکل میت لیٹ گئے منہ سوے آسمان دونون آنکھہ بند کرکے ہاتھ دونون سینہ پر رکھے ہوئے آکر بے آب ودانہ اور ترک حاجت بشری کے ایک لخت چالیس راتدن برابر ایک حالت سے لیٹے رہے سانس بھی کسیکو محسوس نہوتی تھی اکثر روزانہ لوگ آتے دیکھتے پھر جاتے لیکن دونون آنکھہ نیم وا [illegible] اشک جاری رہے یہانتک کہ سیل اشک انکا کانون کے نیچے پہنچتا تھا و گردن کے نیچے ہی سے [illegible] کر دونون بازوؤن کے نیچے سے دو نالیان زمین پر بنگئین اور

دونون نالیان پاؤنکی ایڑیون کے نیچے سے گذر کا مین نہر آب جاری تھی اسمین جا ملین غرضکہ چالیسوین دن کہ جو وقت لیٹے تھے اویس از خود اٹھہ بیٹے اور حسب عادت اپنے پر کھانا پانی کھاتے پیتے اور اونٹ چرانیکو جایا کرتے اور معمول وقت پر آکر خاموش اسی حجرہ مین رہا کرتے بعد سوگ چالیس یوم کے دوسرے چلہ کے ختم تک کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور کان اپنے بند کر لیئے دوسریکا کلام بھی نہ سنا۔ قرآن مجید سے یہ تو صاف ظاہر ہو چکا کہ بحکم خداوند تعالی قضا آتی ہی تو نہ جلدی ہوتی نہ تاخیر وقت معین پر رخصت اس جہان سے سب کی قرار پائی ہی آیہ کریمہ فاذا جاء اجلهم لا یستأخرون ساعة ولا یستقدمون مختصر یہ کہ قیامت تین طرح کی اول وہ قیامت کہ ہر واحد انسان کی جب موت ہوے دوسرے وہ قیامت کہ جو امت عاصی کی شفیع جناب انبیا علیہم السلام اس دار فانی اپنے عہد مین رخصت ہوے اور تیسری وہ قیامت کہ جو آیندہ آنیوالی ہی وہ عام ہی کہ جو کچھ اسکی کائنات ہے سب فنا فی اللہ ہوگا مگر ہمارے حضرت آئینہ جمال رب المشرقین کی رحلت کہ سخت تر گذری روز رحلت جو اہلبیت نبوی اور اصحاب کرام اور مدینہ والو پر سخت تر تھا اسکا بیان نہین ہو سکتا الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آثار قرب موت کی ظاہر ہو گئے تو آپ رضاے حق تعالی پر بہت راضی اور خورسند تھے کہ کب تک حضوری میرے خالق کی نصیب ہوگی جسوقت کہ سکرات شروع ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ بعد میری مفارقت روح کے جب تمکو الم میری جدائی کا مہلت دے اور اطمینان ہو جاے تو تم دونو میرا جبہ لیکر ملک یمن کو جانا اور اویس قرنیکا وہان تلاش کر ملاقات کی بعد میری طرف سے خواجہ کو سلام لکھکر یہ پیغام پہونچانا کہ اس جبہ کو زیب تن کرکے میری امت کی بخشش کی دعا جناب باری تعالی مین کرین چنانچہ کتاب

مدارج العرفامین کہ مصنف اُسکا سراج الدین تبریزی ہے اور نام کتاب ستی تاریخ سنہ ۶۴۰
واضح ہی اُسمین بحوالہ روایات بالا کے بصراحت لکھا ہے کہ جب خاتم المرسلین رحلت
فرما چکے تو بعد چند ماہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب وصیت
جناب رسالتمآب کی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے پہلے شہر کوفہ مین پہونچے صبح کو اُسکی
جمعہ تھا بکثرت خلق اللہ فراہم ہوکر شریک جماعت نماز جمعہ کے ہوئے بعد خطبہ و ادای نماز کی
خیل نجدیونکی طرف مخاطب ہوکر حضرت عمر فاروق اور علی حیدر کرار آواز بلند پکارے
کہ اے لوگو تم مین کوئی اہل قرن سی یہان اسوقت موجود ہی کہ نام اُسکا اویس ہو یہ سنکر
نجدیون نے جواب عرض کیا کہ ہم اویس کو نہین جانتے مگر ایک دیوانہ شخص بستی قرن مین ہے
کہ خلق سے اُسکو وحشت اور تنہائی سے رغبت اور وہ اپنے گھر کے حجرہ مین اور کبھی
جنگل مین رہا کرتا ہی اور قبیلۂ بنی ہلال سی ہی وہ نان خشک کھاتا ہی کسی شی کے ذائقہ کا اور غم
وشادی کا اُسکو وقوف نہین اگر سامنے اُسکے کوئی ہنسے تو وہ روتا ہی اگر کوئی روئے تو
وہ ہنستا ہی یہ سنکر حضرت عمر فاروق نے پوچھا کہ وہ کسی سے ملتا بھی کہا کہ ہان قرن کے
صحرا مین اونٹونکو چراتا ہی وہین ملتا ہے یہ سنکر دوسرے روز دونون حضرات اُسطرف کو
روانہ ہوے کئی دن کے بعد قرن مین پہونچے شب باش ہوکر صبح کو مکان تلاش کرکے
وہان مکانپر اویس کے گئے حضرت علی پکارے کہ ای اویس ہم آئے ہین گھر کے اندر سی
آواز آئی کہ اونٹ لیکر گئے ہین کسیطرف اس بستی کی جنگل مین ڈھونڈھو دونون حضرات ایک
طرف کو بستی سی باہر جنگل شروع تھا صبح سی تا وقت ڈھونڈھا دور سی دیکھا کہ کچھ اونٹ ہین قریب گئے
وہان اویس کو پایا اور دیکھا کہ ساتھ خشوع و خضوع کے نماز ظہر پڑھ رہے ہین اور دور دور
چند فرشتے بشکل اویس اونٹونکو چرا رہے ہین اسی عرصہ مین نماز ختم ہوئی حضرت عمر فاروق

اور حضرت مرتضی حیدر کرار کو خواجہ اویس نی دیکھکر پہلے سلام علیکم کہا حضرات نی علیکم السلام جواب ادا کیا اور پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے کہا کہ عبد اللہ پھر پوچھا تمھارا نام پکارنیکا کیا ہے جواب دیا کہ مجھے اویس پکارتے ہین یہ سنکر حضرات نے کہا کہ تم اپنے نشانات دکھاؤ کہ جناب رسالتمآب نکی خبر ہمکو دی تھی یہ سنکر اویس نے بائین پسلی اور کف دست داہنا دکھایا دونون حضرات نے دیکھکر اُن نشانون پر بوسہ دیا بعد اُسکے علی مرتضی نے اسطرح سے کہا ای اویس قبل وفات خیر الانام نے تمکو سلام کہا یہ جبہ تمکو عطا کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم میری امت عاصی کے حق مین دعا کرنا سنکر اویس نے کہا کہ اے اصحاب رسول تم واسطے دعا کے اولیٰ تر ہو اور مین تو ہمیشہ دعا کیا کرتا ہون یہ وصیت نبی کی تم بجالاؤ اور یہ کہا کہ جسکو پیغمبر نے حکم فرمایا ہے وہ شخص دوسرا ہوگا تامل سے غور کرو یہ سنکر عمر فاروق نے جواب دیا کہ بالیقین تمہین ہو کہ موافق نشاندہی سرور دین کے ہم نشانیان پا گئے یہ سنکر خواجہ اویس وہان سے اُٹھے علی کرم اللہ وجہ سے جبہ شریف لیا اور کہا کہ تم تھوڑا صبر کرو یہ کہکر اویس وہانسے اُٹھے چند قدم دور جاکے سجدہ مین سر کو رکھکر کہنے لگے کہ یا الٰہی اس جبہ کو نہ پہنونگا مین اپنی رغبت سے اور خوشی سے جبتک کہ تو اپنے رحمت اور احسان سے امت محمد کو نہ بخشیگا اور یہ جبہ تیرے حبیب نے اپنے لطف عمیم سے مجھکو بھیجا اور علی مرتضی اور عمر فاروق اپنا کام کر چکے اور باقی ہی تیرا کام بخشنا امت کا اور مجھے بھی تیرے رسول کی یہ فرمایش گران تر ہے اب تو احسان کر بحق محمد مجھ پر۔ اُسوقت دونون صحابی نے سنا کہ آواز غیب سے آئی کہ انھین دونون حاضرین کو بخشا اویس نے سنکر عرض کیا کہ اے مالک سارے جہان کے تو کل امت کو بخش پھر دوبارہ آواز آئی کہ مغفرت آل محمد اور جملہ اصحاب کی ہی اویس نے عرض کیا کہ بخش تو ساری امت محمد کو پھر سہ بارہ آواز آئی کہ بخشدیا ان سبکو جو روبرو محمد کے ایمان لائے ہین پھر اویس نے عرض کیا کہ بخش تو پوری امت محمد کو

کہ جو ایمان لائے رو برو اور جو ایمان لاوینگے غیبت مین قیامت کے روز تک اور جو دریا مین لاوینگے سبکو بخشدے ندا آئی کہ سوائے رو برو کے بعد تیس سال تک جو ایمان لاوینگے پھر اوس نے عرض کیا کہ اے بار خدایا تو ہی پروردگار کل بخشنے والا ہے اور آبرو دہیری رکھنے والا ہے یوم الحساب کو سوائے تیرے دوسرا نہین ہے یہ کہکر زار زار سجدہ مین رونا شروع کیا کہ پھر آواز غیب آئی کہ ہمنے بخشا ساری قوم ربیعہ اور پورے قبیلہ مضر کو یہ سنکر اویس نے زیادہ رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ بخش تو ساری امت کو اور نہ رہے باقی گنہگار کوئی امت محمدؐ سے پھر ندائے غیب آئی کہ بخشا پروردگار عالمیان نے دو قبیلہ مضر اور ربیعہ اور باقی ماندہ ساری امت سے نصف امت محمدؐ کو کہ جو اب تک ایمان لاچکی اور آئندہ لاویگی یہ سنکر اویس نے چاہا تھا کہ پھر عرض کرین کہ اس عرصہ مین حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جلدی کرکے پاس گئے یہ دیکھکر اویس نے سجدہ سے سر اوٹھا لیا اور کہا کہ کیون جلدی کی اگر تم جلدی کرکے قریب نہ آتے تو سب امت بخشواتا کوئی امتی باقی نہ رہتا یہ کہکر وہ جبہ شریف اویس نے پہنا علی مرتضی خاموش رہے مگر حضرت عمر فاروق نے کہا کہ اویس تم مدینہ مین کیون نہ آئے جوابدیا کہ ہان مدینہ کو مین گیا تھا مگر حبیب خدا سے ملاقات مجھسے نہوئی مین واپس آیا مگر تم بھول گئے مدینہ مین میرے آنیکی خبر کر دی تھی تاکہ تم چارون یارونکو محمدؐ نے اپنے جمال مین صورت میری دکھائی تھی یہ سنکر حضرت عمرؓ تو خاموش رہے مگر حضرت علیؓ نے تصدیق کی کہ درست ہے مین ان چارون مین داخل تھا پھر خواجہ اویس نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ نبی محمدؐ کو دیکھا تھا جوابدیا کہ ہان اویس نے کہا کہ تم کیسے دوست محمدؐ کے تھے کہ اپنے دانت تمنے نہ توڑے جنکے دانت کانسے سنا تھا کہ ایک دانت ٹوٹا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کونسا دانت ٹوٹا اس سبب سے مینے سب دانت

اپنے آن واحد مین توڑے جب مجھکو قرار ہوا جواب دیا کہ شریعت مین ایسا جبر کرنا نفس پر کراہت کا حکم رکھتا ہے پھر اویس نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے پوچھا کہ تمنے تو آغوش محمدؐ مین پرورش پائی ہے مگر یہ کہ تم نے کبھی محمدؐ کو دیکھا تھا آپنے فرمایا کہ بدیدۂ ظاہر پھر اویس نے کہا کہ فاطمہؑ نے ایکبار محمدؐ کو دیکھا ہے تم مدینہ مین پہنچکر فاطمہ سے پوچھنا یہ سنکر خاموش رہے پھر جناب عمر و حضرت علی رخصت ہوتے وقت یا اویس سے کہا کہ ہمارے واسطے دعائے خیر کرنا سنکر اویس نے جواب دیا کہ مین ہر نماز مین بندگی ادا کرکے خواستگاری مغفرت سب مومنین کرتا ہون اگر تم مومنون مین شریک ہو تو تمھاری اس درخواست کی کیا ضرورت ہی جب تم اس دار فنا سے با ایمان گئے تو دعا میری تمکو گھیر لے گی ورنہ دعا میری ضائع ہوگی سوائے اسکے خدا کو تم پہچانتے ہو اور تمکو خدا جانتا ہے بس کافی ہے خدا تمکو اور اگر خدا کو تم نہین پہچانتے تو دعا میری ہرگز کام نہ آئیگی بس ضرور ہے کہ مومن نہ پہچانے غیر حق کے تئین یہی بہتر ہے سبکے حق مین یہ سنکر رخصت ہوے منزل بمنزل مدینہ طیبہ مین واپس پہنچے بعد رفع کسل منازل کے جناب علی مرتضی حیدر کرار نے ایک روز جناب سیدۃ النساء جگر گوشہ رسول ام حسنین سے پوچھا کہ خواجہ اویس قرنی نے ہمسے یہ کہا کہ ایکبار بنت رسول نے اپنے پدر بزرگوار کو بچشم حق دیکھنے کا تھا اسطرح جسے دیکھا ہے اب مین چاہتا ہون کہ جسطرح سے تمنے بچشم ظاہر دیکھا ہو بیان کرو یہ سنکر جناب فاطمۃ الزہرا مخدومہ کونین ام السبطین نے کہا کہ ہان اسقدر مینے دیکھا کہ ایکدن جناب رسالتمآب آئینہ جمال رب المشرقین و المغربین حمام مین غسل فرما رہے تھے آواز فرمائی کہ کوئی کپڑا اچھا ایسا لاکر دو کہ مین اس سے جسم کو خشک کرون دوسرا حاضر نہین تھا مین چادر سفید لیکر عرض کیا کہ مین لائی ہون ارشاد ہوا کہ لا دو ہاتھ سے میرے چادر کا لینا چاہا مینے عرض کیا

کہ اسوقت یہ خدمت مین کرون تبسم فرماکر یہ کہا کہ بہتر ہے اور اسوقت عمامہ سر مبارک کا میرے سر پر رکھدیا اور مینے سر مبارک سے تا ناخن پا اس جانب سے جسد مبارک حضرت کا تری آب سے خشک کیا بعد اسکے ایکبار اس چادر کا پٹکا بناکر ناف مبارک کیطرف سے دونون جانب سے زیر بغل پشت مبارک مین اگر اُسکو واسطے خشک ہونی نمی آب کی قفائے پشت سے دونون طرفسے کھینچا تو دونون کونے چادر کے میرے ہاتھ مین رہی اور وہ پٹکا کمر شریف سے صاف نکل آیا اور یہ دیکھا کہ ایک لمعۂ نور درخشندہ آسمان سے زمین تک ہے اور کوئی دوسری شکل انسانی معلوم نہ ہوئی مین خاموش باہر حمام کی آئی پھر تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خود باہر تشریف لائے بس اسقدر تو البتہ مینے دیکھا یہ سُنکر جناب مرتضوی نے تسلیم کرکے کہا کہ درست اور صحیح ہے ۔ غرض کہ انسے صحابہ کرام کے پاس خواجہ اویس قرنی زیادہ تر شہرہ خواجہ ہوا اب روز بروز لوگ حرمت خواجہ کی زیادہ سمجھنے لگے مگر اویس اس زیادتی حرمت سے گھبراکر بعد چندے کوفہ کیطرف چلے گئے ایک عرصہ کے بعد قرن مین آکر گوشہ گزین رہتے اور حسب عادت واسطے مدد معاش کے اجرت پر اونٹونکو چرایا کرتے کام اُنکو تین اول یاد خدا دوسرے رنج رحلت محمد مصطفیٰ تیسرے خدمتگزاری والدہ ماجدہ کی اب یہ کرامت خواجہ اویس قرنی کی غور اور ملاحظہ کیجیے کتاب مفتاح القلوب مین کہ مصنف اسکا فخر الدین طوسی ہی اور نام کتاب ہے تاریخ ۶۹۵ھ معلوم ہوتی ہین حرم بن حیان سے روایت کی ہی کہ جب مین باشتیاق تمام خواجہ اویس کی تلاش مین طرف کوفہ کے گیا وہان نہ پایا انکو مین وہانسے پھر کر فرات پر گزرا تو کیا دیکھتا ہون مین کہ کنارہ فرات کی خواجہ اویس وضو کررہے ہین مینے انکو سلام کیا جواب سلام دیا نماز ظہر کو ادا کیا تشنگی نے خواجہ پر

غلبہ کیا فرات پہ جاکر دونون ہاتھ سطح آب فرات پہ مارکر کہا کہ ای فرات تیری امواج کا فیض عام ہی مگر ایک روز وہ آنیوالا ہے کہ نبی ہاشم مع ساتھیون اپنی کی تیری پانی کو ترسینگے آنکھون سے محروم رہینگی اور تشنگی دفع نہ ہوگی چنانچہ مین اس رمز کو نہ سمجھا مگر اس سطح موج پر جو مینے نظر کی تو نشان دونون پنجون کی اوپر سطح آب کی قائم رہی چارطرف سے موج آتی تھی مگر وہ نشان قائم رہا اسکو موج نہ ہٹاتی نہ مٹاتی تھی غرض مین اپنی جا سے قیام سے تین روز تک متواتر جاجاکر اس نشان کو دیکھا کیا برابر قائم پایا واقعی نقشبند کی معنی یہ ہین کبھی کسینے آب روان پر نقش بناتے کسیکو نہ دیکھا ہوگا مگر یہ کرامت خواجہ کی دیکھی پھر چوتھے روز مین وطن کو روانہ ہوگیا۔ الغرض اس مختصر مین اب کہانتک طول کرون خلاصہ یہ کہ خواجہ اویس قرنی مادرزاد فیض وہبی سے سرفراز تھے بعد ترحیل جناب رسالتمآب کی خداکیطرف سے ایسے اتفاق چوبیس سال تک گزرے کہ جناب مرتضوی خلافت ظاہر سے علیحدہ رہی جبکہ حضرت علیؑ حیدر کرار مسند خلافت ظاہر پر جلوہ گزین ہوئے تو شروع سال خلافت نشینی مرتضوی مین خواجہ اویس قرنی مدینہ منورہ مین آئے اور ایک انصاری کی مکانمین کہ نام انکا زبیر تھا وہان شب باش ہوئے اور جنتبک کچھ جالی وغیرہ مزار شریف جناب رسالتمآب کی بنائی نگئی تھی جو لوگ واسطے زیارت کی وہان حاضر ہوتی انکو قبر منور کا مسا نصیب ہوتا تھا چنانچہ بعد شب صبح ہوتی ہی نماز پڑھکر خواجہ اویس قرنی مکان سے اٹھکر مرقد مبارک تک گئے فاتحہ پڑھا مگر حسب عادت دوسرونکی مزار شریف کا مسا نلیا اور ردی مبارک کیطرف منھ کرکے رونا شروع کیا اور یہ عرض کیا کہ مین مصافحہ روحی سے تو مدام مشرف ہوا کرتا تھا کہ ایکبار قبر شریف سے دونون دست مبارک نکلے اور ادہر سے خواجہ نے بھی ہاتھ بڑھائے مصافحہ ظاہری سے خواجہ سرفراز ہوئے

سلم الا مصافحہ ظاہری سے ابتک محروم ہوا سوقت بھی یہی تمنا ہی اویس کا یہ عرض کرتا ہی تھا

اور حضرت سے یہ آواز آئی کہ جاؤ پاس اسکے کہ جسکے تصرف مین مفتاح باب ولایت ہے پس یہ اویس سنتے ہی چلے طرف فرودگاہ مرتضوی کی اور پہونچے قریب دروازہ مکان کے تو دیکھا کہ حضرات حسنینؑ باہر دروازہ کے کھڑے ہین خواجہ نے دونون صاحبزادون کو سلام کیا حسنین نے جواب سلام ادا کرکے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے جواب دیا کہ مین اویس ہون یہ سنکر جناب حسنؑ نے فرمایا کہ ہم دونون حسب ارشاد پدر بزرگوار کے تمھاری استقبال کو کھڑے تھے یہ سنکر خواجہ نے دوبارہ سلام ادا کیا اور حسنین سے معانقہ کیا اور آنکھون اور پیشانیونکا بوسہ لیا اور اسی مقام پر خواجہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کرکے طرف آسمان کی شکر رب العزت کا ان الفاظ سے ادا کیا کہ ان دونون آئینہ جمال محمدی سے عالم ظاہری مین آج مین مشرف اور سرفراز ہوا پھر اویس نے حضرات سے پوچھا کہ مجھے اپنے والد بزرگوار کے پاس لیچلو یہ سنکر حضرت امام حسن داہنے جانب اور امام حسین بائین جانب اویس کی ہوکر بولے کہ چلو اس مکان مین غرضکہ چلے اویس اور در آئے اندر مکان کے جسوقت کہ قریب پہونچے اویس تو اُسوقت جناب مرتضوی کے دست مبارک مین جام شربت تھا امام حسنؑ کی ہاتھ مین دیدیا امام حسنؑ نے اُس جام کو امام حسینؑ کے ہاتھ مین دیدیا پھر جناب مرتضوی نے پہلے خواجہ اویس سے مصافحہ کیا پھر سینہ سے اسطرح لگایا کہ سینہ سے علم کا مقام دل تک برابر تھا بعد اسکے سامنے بٹھالیا اُس صحبت مین خواجہ کمیل ابن زیاد اور ابو نعیم اور سلمان فارسی اور دوسرے احباب قریب چالیس کے روبرو موجود تھے پس اُس جلسہ مین خواجہ اویس نے نیچے ہاتھ علی مرتضیٰ مظہر العجائب کے بیعت کی اُس ہنگام مین سب کی زبانون سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ید اللہ فوق ایدیہم بعد اسکے وہ جام شربت حضرت ولایت مآب نے امام حسنؑ کے ہاتھ سے لیکر اپنے لب مبارک سے لگا کر

خواجہ اویس قرنی کو دیا اور تاج چار ترکی عنایت کیا خواجہ نے پہلے اُس جام کو پی لیا اور معاً میتری تاج عنایتی کو سر پر رکھ لیا چنانچہ اُس تاج کے رکھتے ہی خواجہ اویس قرنی کی حالت بطور حیرت کی ظاہر ہوئی اُسی حالت حیرت میں خواجہ نے زبان خود سے کہا کہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ بعد اسکے صحبت برخاست ہوئی خواجہ تنہا حاضر رہے بعد اسکے ذکر کی خواجہ اویس قرنی رخصت ہوکر اپنے وطن کو پھرے تو روز تک جناب مرتضوی کے تین خلیفہ ایک امام حسنؑ دوسرے امام حسینؑ تیسرے خواجہ کمیل ابن زیاد ہو چکے تھے کہ اُس روز چوتھے خلیفہ خواجہ اویس قرنی ہوئے بعد ان چاروں کے پانچویں قاضی ابی المقدام شریح بن ہانی چھٹے خواجہ حسن بصری ہوئے اور انھیں چھ خلیفہ سے سلسلہ عالیہ ولایت حیدریہ روے زمین پر اب تک جاری ہے اور ہر فرقہ بیعت انھیں خلفای ستہ سے سلسلہ جناب مرتضوی تک منتہی ہوتا ہے اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سوائے ان چھ خلیفہ کے گیارہ اور بھی صاحب اجازت تھے یعنے بدیعیہ سلسلہ شاہ بدیع الدین جنکو مداریہ کہتے ہیں اور سلسلہ سلمانیہ کہ سلمان فارسی سے مشہور ہوا اور سلسلہ قلندریہ جو مرزا قلندر سے منسوب کرتے ہیں اور ایسے ہی کتاب شیعہ وغیرہ آٹھ اور ہیں ان سب کا نشان مغرب اور عرب اور عجم میں جاری ہے وہاں سے مفصل معلوم ہو سکتا ہے اب غور کرو جبکہ خود خداوند ولایت علی مرتضی حیدر کرار مظہر العجائب مسند خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے بہت سی معاملات دنیاوی پیچ در پیچ الجہاد کے سبب امیر معاویہ نے آپ سے جنگ آغاز کی شمار میں قریب ستر کے پے در پے محاربات جاری رہے مہینہ صفر ۳۷؁ ہجری میں اندر تیرہ دن کے خواجہ اویس قرنی بروز جنگ صفین [illegible] بعد نماز صبح وہ سبز لباس کہ جسکا ذکر پہلے اوپر ہو چکا ہے اُسکو پہنا [illegible]

جو بوقت بیعت عنایت ہوا تھا اُسے سر پر رکھکر [illegible] سے شمشیر نکالکر شمشیر برہنہ دست
بہ تیغ ہوکر بے تحاشا واسطے مقابلہ کی جانب [illegible] دوڑے سیکڑون کوس کی راہ
چشم زدن مین طے کی لشکر حضرت علی حیدر کرار [illegible] مین پہلے پہونچے جناب حیدر کرار سے
ملاقات کرکے اُسیوقت اجازت حرب کی چاہی حضرت نے فرمایا کہ آج ہمارے لشکر پر پانی
بند ہی تمہاری دعوت کیونکر کرین خواجہ نے جواب دیا کہ سابق جو جام شربت کا دست
مبارک سی مجھے عطا کرچکے تھے اُسکی لذت ابتک میری زبان پر باقی ہی اور آج تو پیاسا ہی
لڑونگا مجھے موقع ملا ہی کہ میری والدہ ماجدہ کی دعا قبول ہوئی تھی اُسکا یہ ظہور ہی کہ مجھکو
نصیب ہوا یہ سنکر حیدر کرار نے رضا دی کہ بسم اللہ یہ سنکر اویس چند قدم جانب
جنگ چلے اور پھر ٹھہرے آواز دی کہ یا حضرت مجھے عرض کرنا ہے جناب ولایت مآب یہ
سنکر پیشقدمی فرماکے پاس اویس کے گئے اویس نے لب اپنے گوش جناب امیر علیہ السلام سے
ملاکر ایسا کچھ عرض کیا کہ حضرت مرتضوی سنکر ہنسدیے بس اُس مقام سے خواجہ اویس
بارادۂ جنگ بڑھے پھر مونہہ نہ پھیرا اور یہان سامنے عبد الرحمن کھڑے تھے حضرت ولایت
مآب سے پوچھا کہ خواجہ اویس نے آپ سے کیا کہا حضرت نے فرمایا کہ اویس نے میری
شہادت کی خبر دی ہی کہ سن چالیس مین رمضان کی تیئسوین ۲۳ کو مین واسطے استقبال کے
حاضر ہونگا یہ سنکر مین بشاش ہوا — بس عبد الرحمن کو یہ سُنتی ہی بہت ملال ہوا حضرت نے
اُنسے ایسا کچھ فرمایا کہ انھین تشفی حاصل ہوئی غرضکہ خواجہ اویس میدان کارزار مین
خوب خوب لڑے مشہور ہی کہ خواجہ اویس کی شمشیر آتش فشان یعنے ہر حربہ مین چنگاریان
آگ کی نکلتی تھین تا آنکہ قریب ظہر خواجہ پیاسے شہید ہوے اور دعا اُنکی والدہ ماجدہ
کی قبول ہوچکی تھی ظہور مین آئی اب جاے غور ہی کہ وہ کمل کہ جو مثل کجاوہ شتر کے

منقش تھا اور وہی چادر صوف مشہور تھی اور وہی چادر تطہیر کہلاتی تھی کہ جسکا حضرت سارا
بنوایا تھا اور حضرت جبرئیل لائے تھے کہ جسکا ذکر مفصل اوپر لکھا گیا ہے الحاصل بروز جنگ
صفین علی مرتضی نے اُسی کملی میں لاش خواجہ اویس قرنی کو لپیٹ دیا اُسی روز سے یہ
خطاب صوفی مشہور ہوا چنانچہ لشکر اسلام نے بعد ظہر نماز جنازہ خواجہ اویس کی ساتھ اور
شہدا کے ادا کی جبکہ دوسرا سلام پھیرا لاش خواجہ اویس قرنی مع کملی اسمقام پر نہ
پائی غائب ہوگئی چنانچہ ایک نشان گنج شہدا کا اُس مقام پر بنا دیا گیا ہے اُسیکو برادر اویس
مشہور کرتے ہیں تو حضرات خیال کریں کہ کس شان کی وہ کملی تھی کہ جو کفن خواجہ اویس قرنی کی
ہوئی اور وہ شخص کیا تھا کہ جس کملی میں پنجتن ایکبار باہم تھے اور پھر وہ کملی کفن دیگر
جسکی نسبت یہ سرفرازی ہوئی سبحان اللہ کیا رحمت پروردگار عالمیان ہے اور وہی
کملی چادر صوف کے سبب جناب رسول اللہ کملی والے مخاطب بہ خطاب ہوئے تھے
اور نواح میں بخارا وغیرہ میں ابتک تقلید لباس سرخ خواجہ کی بروز جنگ جاری ہے
مگر خال خال لوگ مقلد ہیں اور واضح ہو کہ جب تک خواجہ اویس نے بیعت جناب
ولایتمآب نہ کی تھی اُسوقت تک خواجہ کو تصرف نسبت دوسرے حاصل نہ تھا کہ کسیکو
مرید کرتے بعد بیعت کے تصرف کافی حاصل ہوا تھا۔ اب اسمقام پر اسباتکو بھی سن لینا
چاہیے کہ خواجہ اویس کو عالم طفلی سے کسیکے چہرے کیطرف نظر کرنیکی عادت نہ تھی مگر وطن
مالوف سے جب کبھی خواجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تو خلاف
عادت مخصوص حضرت علی مرتضی کے چہرے مبارک کو دیکھا کرتے ایکدن جناب خداوند
ولایت مآب نے خواجہ اویس قرنی سے پوچھا کہ دیکھنا تمہارا میری طرف کو خلاف عادت کے
کس سبب ہے خواجہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف رسول کریم کی ہے کہ چہرہ علی کا دیکھنا عین

عبادت ہے یہ سنکر حضرت نے جواب دیا کہ یہ درست ہے مگر دیکھنا تھا راسلام تحیرت کے پایا جاتا ہے اسوقت خواجہ نے عرض کیا کہ شیخ حضرت کی جمال باکمال کو اکثر اور کہین دیکھا مگر وہ مقام یاد نہین ہی یقیناً حضرت کو یاد ہوگا یہ سنکر تبسم فرماکر ارشاد کیا کہ ہان درست عالم ارواح مین اویس نے عرض کیا کہ شیخ آپ کو زینہ حاشیہ عرش معلی پر چڑھتے دیکھا تھا مجھی وہی خیال تھا کہ اس زینہ عرش معلے کے اوپر جاتے اور آتے تھے اور مجھے فیض روحی سے سرفراز فرماتے تھے اسوقت تحقیق ہوا کہ آپ ہی تھے یہ کہکر خواجہ نے حضرت کے گرداگرد تین بار طواف کیا اور قدم مبارک کا بوسہ لیا فقط اے حضرات ان مقامات کو ذرا دل مین غور کرو کہ جہان دیکھو وہان علی تھے علی تھے علی تھے اور خاموش رہو اگر کچھ دوسرا خیال آیا تو موافق شریعت مستوجب سزا کے ہوگے اب کوتاہ اس بحث کو اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہ جو صدر الصدور گروہ اویسیہ مین نسبت باطنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے رکھتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف بیعت حاصل کی کہ تابعیت ظاہری سے دوسرونکو فیض پہونچے اور گروہ اویسیہ کے لقب کی یہ وجہ ہی کہ باطن سے فیض ان طالبونکو کہ جو لائق اسکے ہوتے ہین طرف سے باریتعالی کے نازل ہوتا ہے مگر بے وسیلہ جلیلہ ممکن نہین خواہ باطنی سے ہو یا ظاہری سے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ بہ نسبت اور خلفاؤنکے خواجہ اویس قرنیکو زیادہ تر رتبہ ملا اور حلیۃ الاولیا مین یہ روایت سلسلے کی لکھی ہے کہ ہرمان اور ہرم دونون فرزند حیان کے راوی ہین کہ بعد رحلت رسول اللہ خواجہ اویس قرنی نے علی مرتضیٰ سے بیعت کی در بعد اسکے سنہ ۲۶ ہجری مین خواجہ اویس کا اصلی نام انکا ابو عمر اویس بیٹے عامر قرنی کے ہین کوفہ مین آئے تو اکر

اُس کوفہ کی مجلس کی صحبت مین ہم پاس خواجہ کے موجود تھے دیکھا ہمنے کہ مردان کوفہ گرداگرد سے خواجہ کو گھیر لیا بسبیل تذکرہ کے خواجہ نے یہ فرمایا کما کان یدی فیض علیٍّ علی یدی من عالم الغیب الی ھذا العالم کذلک کان یدی علی کل اولیاء سلسلۃ الاویسیۃ الوھبیۃ ما تقدم وما تاخر وکائن وسیکون الی یوم القیمۃ یعنے جیسا کہ دست فیض روحی علی مرتضی کا عالم غیب سے اس عالم ظاہر تک اوپر میرے ہاتھ کے رہا ویسا ہی ہاتھ میرا اوپر ہاتھ کُل ولیون سلسلہ اویسیہ وہبی اویسیہ ماسبق وحال وآیندہ کے تھا اور ہے اور تا یوم القیام رہیگا فقط اب بیان سے ذکر تعلیم فرمانا شاہ ولایت کا ایک روز جناب ولایت مآب نے خواجہ سے پوچھا کہ تمنے بروقت تولد اپنی ولادت کی جو ایک لفظ متواتر تین بار چپکے زبان سے نکالی تھی بیان کرو جواب دیا کہ عمر میری گیارہ سال کی جب ہوئی تو والدہ ماجدہ نے ایکروز مجھسے پوچھا کہ بروقت تولد تین بار اقتمونی اقتمونی اقتمونی کہا تھا یاد ہے اُنکو جواب دیا مینے کہ نہین وہ سُنکر خاموش رہین یہ سُنکر حضرت نے یہ فرمایا کہ انکشاف اُسکا اسوقت پر ہمین تھا تمکو بشارت اُسکی نیک ہو کہ وہ لفظ اقتمونی زبان عبرانی مین ہے اور اُسکا نام اسم سبعہ ہے حکم اللہ تعالے کا لفظ کی تسبیح کو پڑھنے کیواسطے ہوا تھا نسبت آدم خلیفۃ اللہ کے اور تا زیست ورد اپنے مدام اُسکو پڑھتے رہو تم سمجھو کہ یہ ساتون نام باری تعالی کے اس لفظ اقتمونی سے یون پیدا ہین۔ الف سے اللہ۔ قاف سے قیوم۔ دوسری قاف سے قادر۔ میم سے محی۔ واؤ سے وہاب۔ نون سے نور۔ یا سے بصیر۔ اور اعداد مجموعہ ساتون اسم کے ۱۱۶۵ ہوتے ہین اب تمکو اجازت اُسکی دیجاتی ہے کہ ہر روزہ اس لفظ کی تسبیح ۱۱۶۵ مرتبہ کیا کرو اور وقت خاص معین پر ذکر لا الہ الا اللہ زبان

سے

قلب سے کیا کرو اور رات کو مقام تنگ تاریک مین دونون آنکھ بند کرکے شغل اپنے نفی اور اثبات مرشد مین مصروف رہا کرو اور تصور بحیثیت سے چھ جہت کیطرف مقام مستقل کرو یہانتک که اسمین محویت حاصل ہوجاے اور آخرکار ایک تجلی ایسی ظاہر ہوگی که تمکو آہستہ آہستہ وہ شش جہت سے گھیرا کریگی اسطرحسے که پہلا درجہ جیسا کبوتر ہوا مین دوسرا درجہ جیسا که مچھلی پانیمین تیسرا درجہ جیسا که نمک پانی مین بس کار تمھارا تمام کو پہونچیگا اور یہ فرمایا که تم بازی مہندی اسطرحسے کیا کرو که دونون ہاتھونکا جھولا بنا کر دونون ہاتھونکو ہمیشہ کر سورہ اخلاص کو ایک سانس مین پڑھو تا آنکه ایک سانس مین اکیس بار تمام کیا کرو اور دونون ہاتھونکی قوت پر جھولتے رہو یہانتک که تمام روز و شب مین اکیس بار یہ بازی کیا کرو اور پھر یہ فرمایا که اے اویس بعد نماز عشا کے اس نماز دو رکعت کو بلا ناغہ پڑھا کرو چنانچہ سنکر خواجہ کل ارشادات جناب مرتضوی پر تا شہادت خود عمل کرتے رہے اور حضرت عبداللہ قدس سرہ مصری تیسرے مرید اور خلیفه خواجه کی ہین وه فرماتے ہین که یہ وہی نماز ہے که خواجه صاحب ہمیشه مشاہدہ مطلوب سے سرفراز اور فیضیاب ہوتے رہے سمجھو کہ یہ پوری ترکیب نماز مذکورہ بالا کی ہر کوئی مہینه ہو عروج ماہ مین پہلا دن یکشنبه سے بعد نماز عشا جو مرید که لیاقت اس نماز کی پڑھانیکی رکھتا ہو ساتھ جماعت طریقت کی یا تنہا شروع کرے۔ رکعت اول اسطرحسے ہی اولاً تکبیر الله اکبر چار بار کہے اشہد ان لا اله الا الله دو بار کہے اشہد ان آدم خلیفة الله دو بار کہے اشہد ان داؤد نبی الله دو بار کہے اشہد ان موسی کلیم الله دو بار کہے اشہد ان عیسی روح الله دو بار کہے اشہد ان محمد رسول الله دو بار کہے حی علی الصلواة دو بار کہے حی علی الفلاح دو بار کہے قد قامت الصلواة دو بار کہے پھر الله اکبر دو بار کہے لا اله الا الله دو بار کہکر پھر کہے که مین نیت

کرتا ہون دو رکعت نماز قضاء حاجت مشاہدہ جمال اللہ تعالی کی مونہہ میرا طرف کعبہ کے
مونہہ میرا طرف بیت المعمور کے مونہہ طرف اقصلی مونہہ میرا طرف عرش کے مُنہہ میرا
طرف کرسی کے مُنہہ میرا طرف لامکان کے پھر ایکبار کہے کہ واجب قربتًا الا اللہ اللہ اکبر
پس دونون ہاتھ کی انگلیان کشادہ کرکے ہاتھونکو اٹھاکر برابر کانون کے لیجاکر پھر
دونون ہاتھونکو سینہ کے نیچے فم معدہ پر کہ جسکو کوڑی کہتے ہین اسکے اوپر بائین ہاتھ کے
اوپر داہنے ہاتھ کو رکھکر ایسا کہ اس سے سطح قلب دبتا رہی چسپیدہ باندھے اور دونون
پاؤن برابر کرکے سر اور پیشانی اور ناک اور مُنہہ بسمت راست گردن سیدھی کرکے
نگاہ سوے آسمان اوسط درجہ بلند کرکے قرات سے شروع کرے بسم اللہ سے
سورۂ الحمد کو ولا الضالین کے آخر آمین تک پڑھے پھر بلا فاصلہ سر جھکا کر نیچی نگاہ
کرلے اور امین سے یہ ضم کرے للہ الحمد انہ ابد الابد للہ الحمد انہ واحد الاحد
اسمقام پر نظر سوے آسمان کردے اور بلا فاصلہ گردن جھکا کر یہ ضم کرکے پڑھے
للہ الحمد انہ فرد الصمد للہ الحمد الہ رافع السماء بغیر عمد للہ الحمد
من بسط الارض علی ماء جمد للہ الحمد انہ خلق الخلق فاحصٰہم عدد للہ الحمد
انہ من قسم الرزق ولم ینس احد اسمقام احد پر پھر نظر سوے اسمان کرکے گردن
جھکالے اور یہ پڑھے للہ الحمد انہ لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد پھر سورہ قل ہو اللہ کو
ضم کرکے تمام پڑھے مگر لفظ احد پر سوے آسمان نگاہ کرکے سر جھکالے مد لم سر جھکانیکا
خیال لفظ احد کیا کرے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع مین جاکر دونون ہاتھ کی کشادہ انگلیونسے
گھٹنا پکڑکے تین بار سبحان ربی العظیم کہے پھر حرکت استادہ مین اللہ اکبر کہتا ہوا
سیدھا کھڑا ہو کہے ان اللہ سمیع بصیرًا علیمًا علا ہر بصیر فی العباد پھر رکوع

مین

جھکنے کیوقت یہ کہے سبحان ربنا لک الحمد ملاء السموات والارض وملاء ما شئت من شئ بعدہ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جا کر پیشانی ناک تک جما کر چشم کشادہ تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھکر ہاتھ دونون گھٹنونکو چھوکر دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا اٹھکے بیٹھے اب یہ تمام پڑھے اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر اٹھا کر دوبارہ سجدہ نکرے سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر کو اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِکَةُ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کرکے اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْرَآئِیْلَ وَمِمَّنْ هَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ۝

اللہ اکبر کہکر سجدہ مین جاے فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سیدہا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ وَ
مَنْ یُّہِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ اور اللہ اکبر کہکر سجدہ مین
جاے پھر فوراً سر اٹھاکر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدہا بیٹھے یہ تمام پڑھے وَاِذَا قِیْلَ لَہُمُ
اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَہُمْ نُفُوْرًا ۝
پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھکر اسمقام دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاے اب تین بار
سبحان ربی الاعلی کہے پھر سر اٹھاکر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسری رکعت کیواسطے کھڑا ہوجاے
سورہ الحمد کو ولا الضالین تک پڑھکر یہ اُسکے ساتھ ضم کرے سبحان اللہ الابد
الابد سبحان اللہ الواحد الاحد اسمقام پر ساتھ ادا ہونے لفظ احد کے بطور
رکعت اول نظر سوے آسمان کرے پھر سر جھکاکر سبحان اللہ الفرد الصمد
سبحان اللہ رافع السماء بغیر عمد سبحان اللہ باسط الارض علی ماء جمد سبحان
اللہ من خلق الخلق فاحصہم عدد سبحان اللہ قسم الرزق ولم ینس احد
پھر ساتھ ادا کرنے لفظ احد کے نظر سوے آسمان کرکے گردن جھکاکر یہ پڑھے وَ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ
مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع مین جاکر تین بار سبحان ربی العظیم
کہے اور پھر حرکت سیدہا ہو اللہ اکبر کہکر یہ پڑھے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ
بَصِیْرٌ فِی الْقُلُوْبِ پھر رکوع کیوقت جھکنے مین یہ پڑھتا ہوا سجدہ مین جاے سبحانک
ربنا ولک الحمد حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین سر رکھکر تین بار

ختم

سبحان ربی الاعلیٰ کہکر اللہ اکبر کہتا ہوا دونون ہاتھ گھٹنون پر لگا کر اللہ اکبر کہکر پھر دوبارہ
سجدہ مین جائے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہکر اٹھکر سیدھا بیٹھے بدستور رکعت اول
یہ تمام پڑھے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَیَّنَ لَهُمُ
الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ
یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جا کر فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر
کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِکَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ
کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
قَلِیْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ۔ اللہ اکبر
کہتا ہوا سجدہ مین جائے اور سجدہ سے فوراً اٹھکر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے
وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ
یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ اللہ اکبر کہتا ہوا فوراً سر اٹھا کر سیدھا
بیٹھے یہ تمام پڑھے فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کرکے فوراً سر اٹھا کر
سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ
لَا یَسْجُدُوْنَ ۝ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جائے فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھا کر سیدھا
بیٹھے اور یہ تمام پڑھے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ کَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِبْ ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جائے اب تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے
سجدہ سے سر اٹھا کر دونون ہاتھون کو گھٹنون پر جما کر پھر سجدہ مین جائے اللہ اکبر کہتا ہوا پھر

تین بار سبحان ربی الاعلی کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور
یہ التحیات تمام پڑھے مگر دونون ہاتھ کی انگلیان کشادہ گھٹنونپر جمائے رہے بسم اللہ
کہکر شروع کرے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک یا ایہا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین واشہد ان لا الہ
الا اللہ بوقت اس کہنے کے واسطے تصدیق اشہد کے انگشت شہادت کو بیچ
دست سے سیدھا کرکے بشکل لا گول کرکے بعد ختم کلمہ واحدانیت کی پھیلا کر ان تینون
انگلیونسے ملاکر نر انگشت کو اپنے مقام پر جیسا کہ پہلے تھا جمادے کشادہ انگلیون کر رہنے سے
مراد یہ ہے کہ اُس سے صاف لفظ اللہ ظاہر ہوتی ہے اور اس انگشت شہادت اور
نر انگشت کی ملانے سے اصل مراد یہ ہے کہ پانچوان حرف اسم ذات کا ھای ہوز ہے
اور تلفظ مین اُس سے ہو ہوتا ہے اور اُسی ہو کا جلوہ اور قیام اور قوت اور قدرت
اور علم باطن اور ظاہر اور اول اور آخر اور نمایش اسکی شش جہت مین بس آگئی ہے
دوسرا نہین وہ حلقہ دونون انگشت کے ملانے سے ہا ے ہوز کیصورت معلوم ہوتی ہے
پھر بعد الحاق اسکے یہ پڑھے واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللہم صلی علی النبیین
والصادقین والشہداء والصالحین اب اس ختم کے بعد داہنی جانب کو منھ پھیرکے
یہ ساتون سلام پڑھے۔ سلام قولا من رب الرحیم سلام علی نوح فی العالمین سلام
علی ابراہیم سلام علی موسی وہارون سلام علی الیاسین سلام علیکم طبتم
فادخلوہا خالدین سلام ہی حتی مطلع الفجر پھر اسی مین ختم کرے یعنی السلام
علیکم ورحمۃ اللہ علی ملائکۃ المقربین یہ کہکر فورا منھ کو بائین جانب پھیر کر اسیطور بالا
ساتون سلام ختم کرے پھر سیدھا سامنے منھ کرکے دونون ہاتھ کشادہ انگلیان رکھکر

سوئے آسمان بدرجہ اوسط بلند کرکے اور نظر اپنی سوے آسمان رکھکر یہ دعا بآواز بلند پڑھے بسم اللہ الصمد ھو سمیع العلیم الکریم الحکیم الرحیم اللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ السّٰاجِدِیْنَ الْعَابِدِیْنَ الْبَاسِطِیْنَ الرّٰاغِبِیْنَ سبحان ربی الاکبر سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلی اور اس دعا مین یہ ضم کرکے پڑھے اللّٰھم صلّ علی محمد خیر الخلائق وافضل البشر وشفیع الامۃ یوم الحشر والنشر سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک وصلی علی آلہ الطاہرین وصلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملائکۃ المقربین وعلی النبیین والصادقین والشہداء والصالحین وصلی اللہ علی محمد بارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین جب یہ سب ختم ہوچکا ہاتھونکو اپنے سمیٹ لے نماز از اول تا آخر بارکان کامل پوری پوری ہوگئی اب ضرور ہے کہ پیش نماز عرب ہو خواہ عجم یا ہندی ویا اور کوئی ہو اپنے محاورۂ زبان سے بالحاح وزاری بآواز نرم ہاتھ سوے آسمان بلند کرکے کہے کہ اے اللہ تعالی تو اپنے فضل سے بطفیل کل کائنات کہ جس جس لباس مین نور تیرا داخل ہے حاضرین جماعت کو کہ جو مشتاق مشاہدۂ نور ذات پاک تیری کے ہین بحیثیت خاص ذات اپنی کے تو سرفراز کر تا آنکہ سات بار یہی دعا طلب کرے اور سب مقتدی بخیال پختہ سنکر آمین آمین کہا کرین جبتک پیش نماز دعا طلبی موقوف نکرے اور جبکہ پیش نماز مصلے پر کھڑا ہوکر سب مقتدیون سے مصافحہ کرے بعد اسکے سب جماعت والے خاموش رخصت ہون اپنے اپنے جاے قیام پر پہونچکر اپنے اپنے بستر و نیز تصور مشاہدہ مین بتصدیق قلب اس خیال سے کہ اللہ تعالی اپنے جمال پاک سے مجھ بندۂ ناچیز کو ضرور سرفراز کریگا اور دلسے یہ یقین کرے کہ اب مین سویا اور مشاہدہ سے سرفراز ہوا

اور سونیکی شکل یہ ہی کہ سر سمت شمال کے اور پاؤں طرف جنوب اور منہہ طرف کعبہ کے
بشکل میت سویا کرے مگر داہنے ہاتھ کی انگلیان ملا کے پنجہ کو زیر رخ داہنے کے رکھکر سوے
اور مدام یہی معمول رکھے اگر سونے مین دوسری کروٹ بدل جاے مضائقہ نہین ہے
اور زیر رخ بائین کے ہاتھ رکھنے کی ضرورت نہین ہی اور خطرات کا خیال نکرے اور ضرور ہے
کہ پڑہنے والا اس نماز کو تین سو ساٹھہ روز ملاومت کرے یا کہ ہفتہ مین تین بار یا دو بار
یا ایکبار کہ ذکر آگے آنیوالا ہے الغرض ہر شبکو بستر پر اسی نیت سے سوتی وقت اعتقاد
رکھے کہ مجھے اللہ تعالی اپنے مشاہدہ سے محروم نہ رکھیگا جبکہ صبح کو بیدار ہو نماز صبح حسب
عادت قدیمہ ادا کرے اور جس ورد کا اسکو شوق ہو جب سے یہ نماز شروع کری اُسے
ترک نکرے کسواسطیکہ ایک دل دو جگہ نہین ٹھہر سکتا اور پڑھنے والا اور سننے والا
اس نماز کا مگر یان مرشد نے اس طریقہ جو دگر شغل فکر تعلیم کیا ہو اُسکو ضرور کیا کری اور
اگر اس نماز کا پڑھنے والا صاحب اہل ہی یعنے زوجہ رکھتا ہو تو اُسکی حق تلفی نکرے کہ
کہ ترک سنت مکروہ ہوتا ہے ہر رات کو پہلے اُسی ترکیب سے سوے جب بعد ایک نیند کی
بیدار ہو اُسوقت وہ پاس اپنی بی بی کی جاے مضائقہ نہین ہی مگر اُسیوقت فی الفور غسل
کرے اگر پابند نماز صبح کا ہی تو فرض کو بھی ادا کرلے کہ حق شریعت ہی ایسے اوقات کی پابندی
اور مستعدی سے طریقت اور شریعت کے دروازے فرض اور سب کی کھلسکتے ہین ہمت
اور جرات انسان کے شوق اور استقلال کو ہمیشہ مدد دیتے رہتی ہے اور واضح ہو کہ
کسی مذہب غیر سے بھی علیحدہ ہو کر تازہ اسلام قبول کیا ہو اور وہ شوق اسرار الہیہ کا رکھتا
ہو کہ حاصل کرے بیشک تین سو ساٹھہ نماز کے بعد وہ فیضیاب ہوگا لیکن جو شخص کہ ولد الزنا
اور ولد الحرام ہوگا ہرگز وہ فیضیاب نہو گا اگرچہ والدین بھی اُسکے اہل اسلام سے ہون اگر

وہ محروم رہیگا اور ہر شخص کو بعد ہونے تحسین سو ساتھ نماز کی حال اصلی اپنے نطفہ پدری کا معلوم ہو جائیگا کہ نقصان نطفہ پدر کا ہی یا نہین بے اظہار اُسکے دوسرے کسیکو معلوم نہ ہوگا کہ اللہ تعالی ستار العیوب ہی اور پوشیدہ رہی کہ یہ وہ نماز عاشقونکی ہے کہ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت جس سے سب پیدا ہی اور یہ نماز فقط واسطے دید مطلوب کے ہی سیر اسکی مقام ہو کا ہے لذت اسکی اہل تصوف کو نصیب ہوتی ہی کہ جسکے واسطے ملت عاشقونکا ہدف تیر نگہ یار کا ہی اسکو مقامات اور ملاقات اور تفرقات کونی سے علاقہ ہی اور استدراج اور کشف و کرامات اور مراقبہ اور طلسم اور شعبدہ اور جنتر اور منتر اور تنتر رمل و نجوم و علم تکسیر و جفر و شانہ بینی و پیشین گوئی و تسخیر خلایق و ملائک و اجنہ و جنایت اور سحر و قہر علوی اور سفلی اور الوپ انجن و کشف الوجود کہ جسکو سرودہ کہتے ہین و حاضرات وغیرہ اور جو اس قسم کی چیزین ہین سب واسطے دنیا پیدا کرنیکی ہی ہان البتہ لطیفہ ستّہ اور مجاہدہ اور مراقبہ وجودیہ اور محاربہ اور محاسبہ اور مواعظہ اور دوسرے مقامات و مقالات قلبیہ کی دل کے قائم اور اوقات درست ہونیکے واسطے حسب ضرورت مقرر ہین مگر طالب اسی کی مداولت اور شوق مین گرفتار ہو کر نہ رہجائے کہ مقامات کونی انتہیات کی ہین وہ دوسری بات ہی کہ جس سے طالب بہرہ مند ہو کر اپنے مقصد کو پا جاتا ہی اور ناظرین حال زمانہ خوب غور فرما کر انصاف کرین کہ یہ جو جمیع پیشوایان سلف اہل طریقت کے ارشادات اور خیالات سے زمانہ کو بخوبی ثابت ہی کہ واصل حق ہونا طالب کو اپنی ہستی سے گذرنے پر ہے تو مقدم ہی اسصورت مین پہلے اپنی ہستی طالب کو مٹانا ہے بجز عشق صادق کی رہبری سے دوسری بات پائی نہین جاتی پہلے اسمین

موت آنیکے پہلے مرنا پڑتا ہی جب عاشق بنتا ہے اور حیات جاوید ہوتی ہے ایسے بہا عاشق اللہ کے دنیا مین کم ہین اب اس زمانہ مین بعض شیخ فقط ذکر و شغل پر اکتفا کرتے ہین اور بعض جو حکمت اور منطق مین بہرہ رکھتے ہین مثل فلسفی کے گفتگوی موحدانہ کرتے مرید کی طبیعت کو ابتدا ہی رجوع اپنی کرکے خراب کر دیتے ہین ایسونکی ذات مین خود رفتگی کے آثار مطلق پائے نہین جاتے کہ آپ خودی سے گذر کر خدا کی پانے کے واسطے اشارات و نکات ترک تعلقات ماسوا اللہ کو خواب و خیال مین اُنکی نہین ہی شاید کہ اُنھون نے بطور افسانہ کسی سے سُنکر سیکھ لیا ہی یا کہ مطالعۂ کتب ملکہ بہم پہونچایا ہی کہ جس سبب سی تیز زبانی حاصل ہے درحقیقت کہ اُنسے تعلیم پانا طالب کو بہت دشوار ہی ہر شیخ اُس سے مجبور ہی اب یہ طریقہ زمانہ سے حکم قلت کا رکھتا ہے ہان جو کوئی کچھ اس مذاق کو جانتا ہی وہ عزلت بستہ ہی بذات خود حیرت مین رہتا ہی اُسکو دوسرے کے تعلیم کی فرصت نہین پھر یہ راز کسطور افشا ہوا اور ہر مولوی شریعت کا دُرّہ ہاتھ مین لیے موجود ہی اور ہر منطقی مناظرہ پر آمادہ اور ہر مشائخ کو ذکر و شغل سو سو طرح کے بر زبان مگر عمل ایک پر نہین الغرض تینون فریق اپنی اپنی چرب زبانی اور لسّانی سے مسائل توحید بسلیقہ ایکدوسرے کے بیان کرتے ہین قال زبان تیز تر مگر اسکے بیخبر ہزارون مین ایک کا بھی پتا نہین عاشق کی صدائے ہو کی صدا نہین اگر عاشق کی ہو کی آواز اُن تینون فرقونکے کان مین پڑتی تو دوسری دہی بیداری مین سونیوالیکی طرح چونک پڑتے ہین اُنکے دل دھڑکنے لگتے ہین ڈرے سہمے جاتے ہین واہ کیا شان فی زمانہ ان حضرات کی ہی بمصداق اس شعر کے بڈھ ولے نہ کیون کمال جہالت کا کہ جب حفیظ ٭ دس ناقصون نے ایک کو حضرت بنا دیا ٭ اور مولا صاحب اور مشائخ

جبہ کرتا کنٹھا جریب ناسدانی سنبھالے ہوے اور معتقدان کج فہم انکو چار طرفسے گھیرے بیٹھے ہین ایک مدرسہ یا مجلس جماے ہین انمین کوئی اپنے جد کی تعریف کرکے جد فروشی کرتا ہی اور کوئی علم کی تعریف کرکے خواہان عزت ہی فقط اس غرض سے کہ اب ہمکو معتقدین سے کچھ نذر یا پارچہ و یا غلہ و یا ٹٹو بھینس وغیرہ جوتا لنگی ہاتھ آجائیگا تا آنکہ ایک وقت کی دعوت طعام پر اکتفا کرتے ہین مختصر یہ کہ وہ بیچارے پیٹ کی مارے کیا کرین اپنی زندگی کے دن اسیطرح پورے کرتے ہین پرورش اہل وعیال تو دنیا دار پر فرض ہی اللہ تعالی انکو رزق ایسے حیلونسے پہونچاتا ہی مگر شیخوخت کا اعتبار جاتا ہی کہ ایسے شیخ بجز قال رسمی کے کچھ نہین جانتے اور تعلیم بیعمل کی ہرگز تاثیر پذیر نہین ہی مصداق اس بیت کے

مرشد اند بیعمل مکار
خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

سمجھو کہ عاشقونکا یہ جادہ ہے بقولیکہ

کر حصول بیخودی کی فکر کچھ
ہی خودی جب تک خدا ملتا نہین

اور سچ کہی ہی کسینے یہ بیت

جس گھر مین غم عشق کی بنیاد نہووے
گر خانہ خدا ہو کبھی آباد نہووے

اور اس کمترین نے جو حقیقت واقعی تھی وہ لکھا ہی کہ الحق مرٌّ خواہ کوئی خوش ہو یا ناخوش اور فی المثل اسکا یہ صلہ کلام ہی وہ سچی بات حق اللہ کہین سبکے دلسے اُترے رہین اور یاد رکھو کہ عاشق اللہ کو کہ وہ حق پسند ہین فرض اور سنت اور نفل و واجب و مستحب اُنکو سب برابر ہین کسواسطے کہ عاشق کا فرض شوق ہی وہ ہر وقت اُسی تصور مین محو رہتا ہی یہ رفرف دل عاشق سے پوچھو دوسرے کسی افسانہ گو کو کیا معلوم حبشہ۔ اور حتی الوسع طالب طریقت اویسیہ کا یہ نماز مشاہدہ جماعت سے پڑھے ترک نکرے اور

طبیعت پر سہل انگاری کو دخل نہ دے کہ سہل انگاری بھی ایسے موقع مقامات
عبادتمین وسوسۂ شیطانی سے ہی اور اگر کسی وجہ خاص سے ایکدو روز ترک بھی ہوجاے
تو پھر اسکے دوسرے روز بتوقع قبولیت خداوند تعالیٰ ضرور پڑھے اور بسبب ترک
ہونے ایکدو روز کسی سبب سی بے امید ہوکر قطعاً ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہ نماز فریضہ سی
نہین ہی اسکو بھی مرشدون نے یون سہل راستہ نکالا ہی کہ ہفتہ مین چھ روز ناغہ کا یہ
قرینہ ہی کہ اگر مرشد یا خلیفہ یا تیسرا کوئی اس طریقت کا موجود ہو اور یہ نماز ہر شب نہ پڑھا سکے
تو ہر ہفتہ مین تین شب یعنے شب یکشنبہ شب دوشنبہ شب جمعہ ورنہ دوبار شب یکشنبہ
شب دوشنبہ ورنہ ایکبار شب یکشنبہ مقدم رکھے اور واضح ہو کہ ہفتہ مین انھین تین شبونکی
فضیلت اور منزلت ہی اسطرح سے کہ اول شب یکشنبہ دن پہلا ہی اور شب دوشنبہ دن
میلاد ختم المرسلین کا ہی شب جمعہ کہ یوم العید جملہ مومنین کا ہی اور مرید راسخ الاعتقاد جو
مشتاق مشاہدہ ہو اقتدا مرشد یا خلیفہ کی لازم ہی کیونکہ وہ قاری اور یہ سامع ہو اور
اگر کوئی دوسرا اسطریقہ والا موجود نہو تو شائق تنہا خود بھی بشرط یاد نماز ساتھ تمامہ ترکیب کے
پڑھ سکتا ہی ہر صورت مین اللہ جلشانہ تین سو ساٹھ شب کی نماز کی برکت سی مشاہدہ
جمال خاص سے طالبونکو فرداً فرداً سرفراز فرماویگا مگر ناغہ یوم پورے ہونا ضرور ہی
اور تین سو ساٹھ شبکی قید کیوجہ یہ ہی کہ زمین و آسمان کی تقسیم مین ساٹھ درجہ پر ہے
اور ہر ہر شبکے ساتھ ایک ایک درجہ ملا ہوا ہی اسواسطے یہ تعداد مقرر ہی کہ کوئی درجہ سے
نماز خالی نرہی کسواسطیکہ نہین معلوم کہ کسدرجہ کی نماز کس شبکو قبول ہوا اسکا خداوند تعالیٰ
عالم ہی اس سبب سے تاکید سب درجونکی ہی تاکہ مشقت شائق کی رائگان نہو اس
خیال سے جو درجہ ناغہ ہوا اسکی خانہ پری ہوجاے کہ شاید وہی درجہ قبولیت کا ہو

اور ہفتہ مین ایک شب نماز پڑھنے والیکو بہت زمانہ درکار ہے اور دو شب کی پڑھنے
والیکو اس سے کم اور تین شب کی پڑھنے والیکو اس سے کم اور ہر روزہ کی پڑھنے والیکو
نہایت قریب اور سہل ہے ایک سال مین پورا زمانہ درجات کا طے ہوگا اور طالب
اپنے مطلب کو جلد پہونچیگا اور درمیان تین سو ساٹھ شب کی نماز کی جب طالب
ایکبار مشاہدہ سے سرفراز ہوا تو بعد اسکے گاہ گاہ بسبب قبولیت عادت مشاہدہ کی
ہوجائیگی مگر لازم ہے کہ تین سو ساٹھ شبکے بعد بھی اس نماز کو مدام پڑھا کرے جب وہ
قبولیت قائم رہیگی اور عادت کچھ نہ دے سکیگی مصداق اسکی کہ جیسے جسکی محنت ویسا ہی
اسکی اجرت تصور کرنا چاہیے اور عادت اختیار رکھے سے شائق کو روز ترقی ہوگی
یہانتک کہ دن رات سوتے جاگتے چلتے پھرتے تنہا اندھیرے اجالے مین غم و
خوشی مین ہر وقت چمک برق سے زیادہ سامنے داہنی بائین جانب پشت اور
فوق اور تحت سے خود بخود بے ارادہ معلوم ہوا کریگی اور ہر بار اسکی ویسی ہی چھپا
ہوا کریگا بعد چند روز کے دیکھتے دیکھتے شائق کی نظر قائم ہوجائیگی اسوقت
یقین کا مرتبہ ہوگا پھر اسیطرح وہ روشنی بڑھتے بڑھتے شائق کو گھیرا کرلیگی
شش جہت مین وہی درخشندگی معلوم ہوگی اور شائق کی ذات کو یون ترقی ہوگی
پہلا درجہ جسطرح کبوتر ہوا مین دوسرا درجہ جیسا کہ مچھلے پانی مین تیسرا درجہ جیسا کہ نمک
پانی مین بس کار طالب اتمام کو پہونچا اور اس تجلی کے دیکھنے سے آنکھونکو بہار کا رنگ
کیفیت دلکو مزا انتظار کو قرار سر سے پاؤن تک سرشار جیسا کہ کپڑا سفید کسی رنگ مین
ڈوب پاکر دوسرا رنگ پیدا کرتا ہے اور اصل حال اسکا بیان نہین ہوسکتا تا وقتیکہ
ایسی مشاہدہ کبریٰ مین روح علوی شائق کے عدم مین جاتی ہے وہان عالم محویت مین

ابد الآباد محفوظ رہتا ہے اسیکا نام وصل ہی پس ضرور ہی کہ ہر شائق نماز ایک جز کاغذ لیکر
حساب نمازونکا جو ناغہ ہوئی ہون لکھتا رہی اور اگر خواندہ نہو تو دوسرے سے لکھاتا رہی
تاکہ تعداد شبونکی کم نہو پوری پوری تمام کرے اور لازم ہی کہ صاحب مشاہدہ کبھی کچھ حال
مشاہدہ کا کسی دوسرے سے تاآنکہ مرشد سے بھی بیان نکرے ورنہ روز بیانسے مشاہدہ موقوف
ہو جائیگا پھر کبھی نہوگا مرشدان سلف نے واسطے اظہار اسرار الٰہیہ کے ہمیشہ ممانعت
کی ہی اور اب بھی ممانعت قطعی ہی ہان مرشد سے کبھی نہونا مشاہدہ کا تو البتہ بیان کرسکتا ہے
کہ مرشد بھول چوک کو اسکی بتاوے اور سنبھالے کہ تا مرید درست ہو جاوے اور
چاہیئے کہ یہ نماز آواز بلند سے پڑھی جاوے کہ مقتدیونکو بخوبی الفاظ تکبیر سے تا آخر سلام
نماز تمیز ہو اور قاری نماز مین جلدی نکرے اور مقتدی منفرد و پیش ولیں اگر شریک
ہون اولاً سب جمع ہو جائین ایکبار کھڑے ہون اسباب کی تاکید رہی قبل نماز ہمیشہ اہتمام
اسکا لازم ہی اگر پیش نماز کسی مقام پر قرأت مین سہو یا غلطی کرے تو جائز ہی کہ ہر کوئی مقتدی
جو قابل ہو وہ لقمہ دیسکتا ہی کہ قاری اسکو سنکر اعادہ کرے تاکہ نماز ناقص نہو اور عورت
بھی جو مریدہ اور شائق مشاہدہ ہو مردونکی جماعت مین سب مقتدیونکی عقب کھڑی ہو کر
یا بیٹھ کر پڑھ سکتی ہی اور اگر قابل ہو تو اپنی مکانمین تنہا بھی پڑھ سکتی ہی مگر امامت نہین
کر سکتی الا قطار اول مین سب کی برابر کھڑی ہو کر باآواز بلند پڑھ سکتی ہی کہ دوسری عورات
جو شائق اور مرید طریقت ہون اسکی قرأت پر اس نماز کو ادا کر سکتی ہی مگر قطار سے
کوئی عورت بطور پیش امام کے کھڑی نہین ہو سکتی کہ اطلاق امامت کا نسبت عورتونکی
نہین ہی اور جو عاشق اللہ ہین انکی حالات کہانتک تحریر کرون کہ عمر کافی نہین
ہوتی اور وہ اذکار ناتمام رہتی ہین اور سیر علماء ظواہر خالی پانچ وقت کی نماز پڑھکر جو

دعوی کرتے ہین کہ علما وارث الانبیا ہین محض غلط ہان وہ کہ جو علم باطن کے ماہر اور عامل اسکے ہین لاشک دعوی انکا درست ہی اور نکہ جو عاری از بیان حقیقت اور گم گشتہ منزل معرفت اور سد باب طریقت وہ مسافر بے توشہ [illegible] وارث الانبیا کو علم سینہ مقدم ہی۔ **نقل عالم مکار**۔ ایک مولویصاحب نے بہت زر و مال جمع کیا تھا اور سامان ظاہری کی انکو آرایش محظوظ خاطر رہتی تھی چنانچہ انھون نے ایک زرگر سے اپنے گھوڑے کے واسطے زیور نقرئی بنوایا مگر اسکی تیاری مین توقف ہوا مولویصاحب زرگر سے روز تقاضا کرتے وہ وعدہ کیا کرتا مگر زیور کو حاضر نہ لاتا اور مولویصاحب کا معمول یہ تھا کہ جامع مسجد مین باجماعت کثیر نماز جمعہ ادا کرتے ایکروز کہ وہ جمعہ تھا مولویصاحب حوض پر وضو کر رہے تھے کہ ایک فقیر رند مولویصاحب کی پاس آیا کہ مولویصاحب حسب توفیق اسوقت کچھ للہ دلواو جواب دیا کہ نماز کی بعد یہ سنکر فقیر نے کہا کہ مین نماز نہین پڑھتا مولویصاحب نے کہا کہ ہم بی نمازی کو للہ نہین دیتے یہ جواب سنکر فقیر نی کہا کہ آپ بے نمازی سے اسقدر خفا ہوتے ہین اللہ تعالی تو نماز گذار اور بے نمازی اپنے دوست دشمن سبکو رزق دیتا ہی سمجھ تمھارے خداوند تعالی کے خلاف ہی اچھا اب مین تمھارے کہنے سے نماز پڑھتا ہون یہ جواب دیکر فقیر نے بھی وضو کیا مولویصاحب پیش امام ہوے فقیر بھی جماعت مین شریک بعد تکبیر تا ختم ایک رکعت کے شریک رہا جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو مولوصاحب نے دلمین خیال کیا کہ نماز جلدی تمام ہو جاے تو زرگر کو بلا کر شدت سے تقاضا زیور کا کرون کہ ابتک وعدہ خلافی کی کیون نہین لایا الغرض فقیر کو انکے ارادۂ قلبی سے جو خبر ہوئی فوراً جماعت سے

علیحدہ ہوکر الگ جا بیٹھا اور رونا شروع کیا الغرض جب مولوی صاحب نماز پڑھ چکے فقیر پر غصہ فرمایا کہ تو کیون جماعت سے علیحدہ ہوکر بیٹھ گیا اور طرفہ یہ کہ پھر روتا کیون ہے فقیر نے جواب دیا کہ آپ نے رکعت اول کو خلوص قلب سے ادا کیا دوسری رکعت مین تمنے ارادہ کیا کہ نماز جلدی تمام ہوجاے تو زرگر کو بلاکر واسطے زیور گھوڑیکے تمدید اور تاکید کرون تو انصاف فرماؤ کہ اسوقت نیت تمھاری خدا کیطرف سے برگشتہ ہوئی اور خلوص تمسے بھاگ گیا تو دوسری رکعت خدا کی ادا نہوئی بلکہ گھوڑیکے زیور کی نماز ہوئی اور میرے پاس گھوڑا کہان ہے جو مین عین نماز مین ایسے نیت کو جائز رکھتا تمھاری تقلید سے مجھکو علیحدہ ہونا ضرور ہوا اور ایسے نماز عوض ایک جو کے قبول نہوگی کیا آپ اسیطور سے بے اندیشہ روزانہ نماز مین جوڑ ہلا کر تکلیف کیا کرتے ہین مین ایسے ریا کو پسند نہین کرتا اور رویا مین اسبات پر کہ میری ایک رکعت نماز تمنے ضائع کردی آپ ہر روزہ یونہین جماعت والونکی نماز کو ضائع کیا کرتے ہونگے افسوس ہے کہ آپ خلق اللہ کو دکھانیکے واسطے نماز پڑھتے ہین اور خدا سے اپنے حیا نہین کرتے چنانچہ یہ باتین فقیر کی سنکر مولوی صاحب از سرتاپا عرق مین ڈوب گئے اور نہایت درجہ نادم ہوے اور جیب پیراہن سے زر سرخ نکالکر اُس فقیر کو دینے کیواسطے ہاتھ بڑھایا اُسکو فقیر نے قبول نکیا اور یہ کہا کہ مین بے نمازگار خدا کے چور سے نہین لیتا کہ ایسا لقمہ فقیر کو حرام مطلق ہے بس یہ کہکر وہ وہ فقیر وہانسے غائب ہوگیا کسینے نہ دیکھا کہ فقیر کسطرف کو گیا چونکہ مولوی صاحب کا ظرف اچھا اُسی روز مولوی صاحب نے سب مال اپنا راہ حق مین لٹا دیا اور توبہ کرکے گوشہ نشین ہوگئے اور مولوی صاحبکو یہ انتظار رہا کہ کوئی شخص ایسا ملے کہ مین اُس سے بیعت کرون اُسدن سے روزانہ مولوی صاحب نماز پنجگانہ کو خشوع وخضوع سے خدا کو حاضر ناظر جانکر

ادا کرنے مولویصاحب کو گوشہ گزین ہوے ساتھواں روز تھا کہ وہی فقیر ایک اسپ قیمتی پر کہ طلائی زیور اسکو پہنایا او سپر سوار مولویصاحب کے پاس آئے اور مولویصاحب کا دل تو رجوع بحق ہوچکا تھا بعد سلام علیک اس فقیر کے قدم پر جا گرے اور خواستگاری بیعت کی کی فقیر صاحب نے مولویصاحب کو اسیوقت غسل کروا کر مرید کر لیا اور یہ کہا کہ آنکھونکو بند کر لو اور کانونکو میرے منھ کے پاس لاؤ فی الفور مولویصاحب نے چشم بند کانونکو نزدیک فقیر صاحب کے کیا فقیر صاحب نے انکی کانمین کچھ ایسا کہا کہ مولویصاحب بیہوش ہو کر بسر سجود ہو گئے اور وہانسے فقیر صاحب غائب ہو گئے اور وہ گھوڑا کہ جسپر فقیر صاحب سوار آئے تھے وہ وہین کھڑا رہا تھوڑے عرصہ کے بعد مولویصاحب ہوش مین آئے فقیر کو تلاش کیا نپایا ناچار گھوڑیکو مع زیور پاس رکھنا پڑا تو جاے غور ہی کہ مولویصاحبکو ایمان کامل باطنی بھی ملا اور گھوڑا معہ زیور ملا سمجھو کہ جب اللہ تعالی چاہتا ہی تو یون ہدایت کر کے سرفراز دیتا ہی تو یہ خیال کرو کہ جسکو اللہ تعالی ملا اسکو سب کچھ ملا خیالات ظاہری اور متاع ظاہری کسی کام نہین آتے جب عاشق مطلوب ہوے تو بظاہر مرد اور باطنمین ہمیشہ زندہ اور تونگر ہے اور خلق اللہ کے نزدیک فی لیل خدا کے روبرو وہی سربلند مین ۔ طلب طالب شائق کو لازم ہی کہ ہمیشہ شیطان پر لاحول پڑھا کرے اور تعلقات دنیا کو حتی الامکان قطع کرے اور ہر قسم کے حرام سے حذر کرے اور مدام طہارت کا خیال رکھے کہ اس سے قلب شائق صاف اور پاک رہتا ہی اور قوی ہوتا جاتا ہی اسوقت مطلوب کی رغبت طرف طالب کی ہوگی اس طول کو کہانتک لکھون مختصر کیا ۔ اور سلسلہ بیعت خانوادۂ عالیہ قدسیہ خواجہ اویس قرنیکا اس احقر فقیر کو اسطرح سے پہونچا ہی کہ مجھے مولانا سید نظام الدین احمد شاہ سے اور انکو حضرت

سید قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ بغدادی سے اور انکو عین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ سمرقندی سے اور انکو سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نجفی سے اور انکو نور الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ مسقطی سے اور انکو فضل الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ مشہدی سے اور انکو سید بدر الدین رحمت اللہ علیہ شیرازی سے اور انکو سید ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ تبریزی سے اور انکو سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ شوستری سے اور انکو سید نصیر الدین رحمت اللہ علیہ تبریزی سے اور انکد سید رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور انکو سید شفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سمرقندی سے اور انکو سید رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ طوسی سے اور انکو سید کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ گردیزی سے اور انکو سید صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مغربی سے اور انکو ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ بنطی سے اور انکو شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ملتانی سے اور انکو شیخ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری سے اور انکو مخدوم حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی سے اور انکو شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ بخاری سے اور انکو حضرت قدرت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مکی سے اور انکو شاہ شمیع اللہ رحمۃ اللہ علیہ خراسانی سے اور انکو حضرت خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ عراقی سے اور انکو حضرت محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور انکو انوار اللہ مکی رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت عبد اللہ رحمت اللہ علیہ بصری سے اور انکو حضرت خواجہ اویس قرنی بابگاہ رسول شہید صفین قطب عالم رضی اللہ عنہ سے اور انکو علی مرتضی حیدر کرار مظہر العجائب کرم اللہ وجہہ سے اور انکو جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سرور عالمیان سے اور انکو حضرت جبریل علیہ السلام سے اور انکو حضرت رب العزت خلاق عالمیان سے ملا حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار اولیائے اکبر [illegible]

اور یہی اسم مبارک حضرت کا مشہور ہے اور مجھے مطالعہ کتب سے یہ واضح ہوا کہ عمر ایکہزار ایک سو سال کی تا وقت تدفین آرامگاہ ظاہری اندر ارض کے ہوئی اور مطالعہ ثمرات القدس کہ مصنف اُسکا لعل بیگ بخشی سلطان مراد فرزند اوسط جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی سے ہی اُنمین لکھا ہی کہ یہ بزرگ عرفاے دیار ہند سے بڑے عالیقدر اور صاحب آیات ظاہرہ و عنایات فاخرہ اور مقامات علیہ و کمالات جلیہ و مواہب جزیلہ و احوالات سنیہ رکہتے تہے اور حضرت نے فرمایا ہی کہ بیچ زمانہ حضرت عیسی علی نبینا علیہ الصلوات والسلام کے مین بیچ دنیا کے تھا اور جبکہ عیسی اوپر چوتھے آسمان کے مقرر ہوے یعنے گئے اور مین بھی وہان گیا یعنے چوتھے آسمان پر گیا اور اُنسے وہان ملاقات کی مین نے اُنھون نے ساتھ ترتیب کی میرے سر کو مسح کیا اور خنکی اور خوشوقتی مجکو حوالہ کی اور مجھسے یہ کہا کہ بشارت ہو جیو تمہارے تئین تا میرے بیچ عالم شہادت کی زندہ اور قائم رہوگے اور تم اور جملہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو وقت اُنکا پاؤگے بیچ اُنکی کر دوڑکے جانا کہ اب جو کچھ باقی پاؤگے اُنکے قدم سے پاؤگے اور ساتھ کسیوجہہ کے روے خدمت و ارادت کا اُنکی طرفسے نہ پھیرنا اور میری طرفسے اُنکو تحیت پہونچانا جو خلاصہ عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم بیچ زمین کی متولد ہونگے انواع مسرت و بہجت کرونگا مین اور طرف اُنکے شتابی جانا تم اور مبارکباد و سلام میرا اُنکو پہونچا کر اُنسے فیض حاصل کرنا چنانچہ موافق ارشاد اُنکی عمل کیا مینے اور حاضر تھا مین پاس محمد رسول اللہ کی کہ جسوقت نزول کیا اس آیہ کریمہ نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور جو کچھ اقوال و افعال و اعمال و احوال اُن سرور عالم کا تھا دیکھا مینے اور سنا مینے اور اوپر تصدیق اور تحقیق اُسکی صادق تھا مین اور جسوقت

که وه حضرت نے اس سراے فانی سے بعالم جاودانی انتقال فرمایا چندین سال دوسیر مین بیچ حقیقت آباد مکه و شریعت اساس مدینه متمکن تھا اور بعد اُسکے که سلطان محمود غازی بیچ دیار ہند کے در آیا مین بھی ساتھ اُسکے لفتح فتوح وغیره که معظم بلاد کفار سے تھے اُسطرف توجه کیا اور یه فرمایا که ہر آسمان پر ایک ایک نام میرا ہے اس تفصیل سے - که آسمان اول پر زین الله کہتے ہین - اور آسمان دوم پر نجم الله - اور تیسرے آسمانپر فتح الله - اور چوتھے آسمانپر مجمع الله اور پانچوین آسمانپر محبة الله اور چھٹے آسمانپر برید الله - اور ساتوین آسمان پر بدیع الله کہتے ہین - اور بیان اب آٹھوین صدی ہجرت مین نام میرا مدار ہوا اور مدار قطب کو کہتے ہین اور حق تعالے نے مجکو فیل سفید مست ایسا فرمایا ہی اور یه بھی حضرت نے فرمایا که عالم کامل قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی ثم الجونپوری رحمة الله علیه نے اپنی خدمت سی چند سوال معرفت اپنے تلامذه سے شیخ چراغ کے بھیجے که اُسکے جوابات لیکر واپس آجاے وه سوال یه ہین که سنا ہے تم دائم برقع اپنے مُنھ پر رکھتے ہو دوسرے یه که خلق تمکو سجده کرتی ہی اور تم ممانعت نہین کرتے اور تیسرے تم شہر مین مدت سی اقامت رکھتے ہو اور نماز نہین پڑھتے اور چوتھے فتح باب عنایت کا مخصوص ظاہر یه ہی اور مجھ شہاب کیطرف منھ نہین پھیرتے اور سید طاہر ایک اکابر سادات شہر جونپور اور معارض اور معاصر مجھ قاضی کا ہی اور پانچوین وه که معنی العلماء ورثة الانبیا جیسا که ہی نہین جانتے ہین ہم وه شاگرد خدمتین تمھاری پہونچتا ہی اور ان سوالونکا جواب چاہتا ہے - جواب یه ہین که جواب سوال اول اور دوسریکا یه که اگر مین برقع اوپر مُنھ کے نه ڈالون خلق زیاده اس سے گمراه ہون اگر یقین تجکو نہین ہی دیکھ یه کہا اور برقع مُنھ سے اپنے اٹھایا

اُس شیخ چراغ نی اُسیوقت سجدہ کیا اور پہر چہوڑا اور یہ فرمایا کہ جواب سوال تیسریکا
ہی کہ تم خود فقیہ ہو اور مسئلہ شرعی کو بہتر میریسے جانتے ہو تم اگر کوئی شخص کسی شہر مین نیت
سکونت کی نکرے تو نماز قصر کر سکتا ہی اور مین نیت ٹہرنے کی تمہارے شہر کی نہین رکھتا
ہون اور جواب چوتھے سوال کا یہ ہی کہ گوشہ پکڑنیوالے خانقاہ عدم کے وہ مرد ہین کہ او
مرکب نفخت فیہ من روحی کے سوار ہین اور مقام قربت قریب ہین اور حدوث نفس
اپنے سے دور ہین اور ساتھ ایک دوڑ کے دو عالم سے باہر آتے ہین اور صحراے
الوہیت مین سیر کرتے ہین اور عالم لامکان لامحدود اور لا متناہی مین جولان کرتے
اور منزل مین لیس عند اللہ صباح ولا ساء کے مقام رکھتے ہین اور ساتھ عالم
یمحو اللہ ما یشاء محو در محو ہین بے نشان تمام خلائق سے حق تعالی بسبب غیرت اُن
مردونکی نظر سے برخلاف لوگونکے محفوظ اور پوشیدہ رکھتا ہی اور یہ درویش مامور
بامر اللہ ہی کہ مقالید السموات والارض کلید ابواب سعادت اور کہولنے والی حقیقت
کی ہی نور حقیقی اپنے کو وہ جس شخص کو دکھاتا ہی خرقہ بشریت مین جلوہ دکھاتا ہی اور صورت
بشر مین آتا ہی اور نہین تو تمام کام اُسی سے ہین اور تمام وہی ہی ہر شخص اور ہر فرقہ
حاصل کرنیمین علوم رسمیہ کے مکتب خانۂ نفس و ہوا اور مدرسۂ جلال اور استدلال مین
مشغول ہین اور جس جماعت نی کہ جانا کہ العلم حجاب الاکبر ہی اوپر اس علم کے توجہ نکیا
اور وہ کہ وارثۃ الانبیا ہین وہ ایسے سعادتمند ہین کہ خطاب علم ازلی سے جاننے والے
ہوکر اوپر مکتوبات لوح محفوظ خبردار ہوے ہین اور جمیع حقائق اللہ کو بموجب وآتیناہ
من لدنا علما کے جانتے ہین اور جو جماعت کہ اس علم کے مغرور اور ساتھ تھوڑے
زہد کی مشہور ہوتی ہین کیا کیا جاے کل میسر لما خلق لہ اور وارثۃ الانبیا وہ علما ہین

کہ اوپر آگاہ رہنے ہزار اسرار کے کہ مقام قاب قوسین اور ادنی کے معلوم حضرت مصطفوی
ہوئے ہین خبردار ہین اور یہ بھی فرمایا کہ قاضی محمود قنوجی کہ اوپر جادۂ شرع مستقیم کے
استقامت تمام رکھتا تھا جبکہ اُسنے حال سماعت قاضی شہاب الدین کا سنا تو یہ بھی
مانند قاضی بالا کے واسطے معارضہ کی اُٹھا اور ساتھ جماعت ملت اپنی کے میری جانب
آیا اور قدم محاوطہ مین رکھا مینے نقاب منھ سے اپنے اُٹھایا مجرد کہ نظر قاضی اوپر
چہرے کے پڑی ساتھ ہمراہیون اپنے کی سر سجدہ مین رکھا اور بیٹھا اور پوچھا تم فقیر کے
پاس کسواسطے آئے ہو جواب دیا کہ چند باتین تمھاری سے گوش زد میرے ہوئی ہین
کہ وہ خلاف شرع بیضاے مصطفوی کی ہین چاہتا ہون کہ اُنکو تمھاری سے استفسار
کرون کہ سچ ہین یا نہین اول یہ کہ سنا مینے کہ تم خلق کو واسطے سجدہ کرنیکے فرماتے ہو
جواب دیا کہ یہ مقولہ غلط گوش زد تمھارے ہوا ہی ہمنے کسیکو واسطے سجدہ کے حکم نہین دیا
اور تمنے کہ ساتھ اپنے تابعین کے اسوقت سجدہ کیا ہی ہمنے نہین کہا تھا قاضی لاجواب اور
متحیر ہوا اپنے ہمراہیونسے پوچھا کہ درحقیقت سیرلیسے یہ بات ہوئی ہی اُن لوگون نے
کہا کہ ہان درست ہی — اور یہ سولہ خلیفہ شاہ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کاملین سے
ہوئے۔ خلیفہ سید حمزہ — شیخ طاہر متبنی حضرت سالک — شیخ مطہر نقیب سالک — شمس زمانی — میان مٹھی مدار —
سید جمن بہاری سالک — قاضی محمود قنوجی سالک — قاضی مطہر سیر سالک — حاجی عبد الملک بہرائچی سالک —
سید خاصہ سالک — سید راجی دہلوی سالک — شیخ بھیکھائی مجذوب — شیخ بھیکھائی بھیکھو ثانی — شیخ الائی سالک
شیخ محمد جھنڈہ بدایونی — شیخ احمد بامی بائی سالک — اور مخفی رہے کہ ہندوستان مین مجذوب
واقع دوآبہ ایک مقام کہ نام اُسکا مکن پور مشہور ہی وہان آکر مقیم ہوئے تو اس
مقام پر ایک جن قوی تر بنام نہادکمنا کے رہتا تھا اور وہانکے ساکنین اطراف

کے

جوانب کے لوگونکو نہایت اذیت پہونچاتا تھا اور وہ سب پریشان رہا کرتے اور
اور حضرت کی وہان گذرنے پر سب خلقت حاضر آئی اور یہ عرض کیا کہ آپ نے بعد
غزوات قنوج وغیرہ کفرستان کی اسلام کو شائع فرمایا اور ہم بھی اسلام قبول
کرتے ہین مگر اس ظالم جن کی ایذا رسانی سے چھڑاؤ حضرت نے سنکر فوراً اُس
مکنا جنکو حاضر کرکے پاس اپنے خدمت خاص مین مقرر کرلیا اُس روز سے
خلائق نے وہان کی پناہ اور امن پائی ایک وجہ تسمیہ مکن پور کی یہ ہے کہ اُسی
جن کے نام پر نام رکھا اور دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی پائی جاتی ہے کہ خداوند عالم کی
طرف سے شاہ ممدوح کو یہ خطاب ہوا کہ تو ہمارا فیل سفید مست ہے اور ہندوستانی
زبان مین فیل مست کو مکنا ہاتھی کہتے ہین شاید کہ اس خطاب کی سبب اُس مقام کا
یہ نام پکارا گیا ہو غرض دو علت سے خالی نہین یا تو اُس جن کے نام یا اس خطاب سے
حضرت سے مشہور ہوا لفظ مکنا سے الف کو حذف کیا تو مکن رہا اُسمین پور اضافہ
کر دیا تو مکن پور ہو گیا اب وہ مقام حضرت کے قیام سے بہت آباد اور روشن ہے اور یہ
بھی مشہور ہے کہ وہ جن مکنا آجتک حضرت کی مزار شریف پر حاضر ہوا اور وہ اکثر بحیثیت
انسان ہو کر لوگون سے ملتا ہے بلکہ ہر سال عرس شریف مین زندہ شاہ مدار کی مدد حاضرین
عرس کی از قبیل نگہبانی مال و رہنمائی آیندگان و روندگان مین مصروف رہا کرتا ہے
ہان مگر ہمکو اسبات پر بہت ناز ہے کہ اولاد آدم مین حضرت عیسیٰ نبی چوتھے آسمان پر
زندہ ہین ویسا ہی زندہ شاہ مدار بھی زمین کے اندر زندہ ہمارے نبی کی امت مین
موجود ہین اور اس ناز کا ہمارے بھید یہ ہے کہ جناب رسالتمآب ختم المرسلین پر سب
نعمتین ختم ہوئین ازانجملہ دو شہادتین ایک سریہ اور دوسری جہریہ بواسطہ حسنین کے

کہ وہ آئینۂ جمال آنحضرت اور جز آنحضرت کے تھے وہ شہادتین بقدرت رجوع طرف آنحضرت
ہوئین ویسا ہی یہ حیات جاوید ظاہر بشکل عیسیٰ بواسطۂ زندہ شاہ مدار کہ امت آنحضرت مین
داخل ہوئے یہ نعمت بھی طرف آنحضرت کے رجوع ہو گئی مقصود یہ کہ یہ دلیل قوی ہے
اور یون تو باطن مین بالذات آنحضرت قبر منور کی اندر زندہ اور تازہ گذارہے اس تقریر
خلاف مذہب والوکو مقام دم زدن نہین کہ کوئی اعتراض اتممت علیکم نعمتی کی
تصدیق مین کر سکنے کا ارادہ کر سکے بلس اور تحقیق ہے کہ تا یوم قیام آسمان کے
اوپر عیسی اور زمین کے اندر شاہ بدیع الدین امت شریف آنحضرت سے یہ دو زندہ
رہینگے یہی شرف امت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو اور نبی کی ذات کا
وصف ہے وہ وصف آنحضرت کے امتی کو حاصل ہوا اور سوا ان دو کی سبکی
واسطے موت کا نتیجہ مقرر ہے اور یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس
اور حضرت دانیال بھی زندہ ہین اور فلان فلان خدمت پر مقرر ہین محض غلط ہے اسکا ثبوت
کسی کتاب معتبر سابق سے نہین ہے حالانکہ ان نبیونکے قبور کے نشانات بھی اب باقی
نہین ہین کہ اُن قبرونکو بارش اور ہوانے صفحۂ زمین سے نابود کر دیا ہے تاہم عوام
بیان کرتے ہین کہ انکا مزار وہان اور انکا مزار وہان ایک ایک کی جاے مقام پر بھی
نشان نشانہی کرتے ہین چونکہ زمانہ بہت گذرا کچھ پتا نہین ملتا ہان نام تو ان کے
ظاہر مین کتابون مین لکھے ہین اور خلق اللہ کی زبان زد ہین اور یہ بھی بروایات
مختلف بطور افسانون کے اظہار ہوتا ہے کہ فلان وقت مین فلان موقع پر فلان
ولی اور فلان مقدسہ مین یون ہدایت کی خضر ملے اور الیاس ملے اور دانیال ملے
اور یون دستگیری کی ہے یہ بات تعجب کی نہین ایسا ہوا ہوگا اور ہو سکتا ہے اور دو تھا

ہے

بھی ہین اور اب اُنکے بعد ہی ہمارے نبی کی امت والے ولیونکا فیض روحی بہت جاری ہی اور ہوتا ہی اور رہیگا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ بظاہر وہ لوگ جو خاص سے ہین مردہ ہین مگر باطن مین زندہ ہین اور وہ خدا سے دور نہین نزدیک ہین اور کیا بعید ہی کہ روحین اُنکی جسم پاک نوری پکڑ کر رہبری اور اعانت ہر قسم کی حسب الامر اللہ تعالی کے مینک کرسکتے ہین مگر بعد موت آنیکے وہ دوبارہ جسم خاکی مین داخل ہوکر کاروائی نہین کرسکتے کہ خلاف عادت ہی اور ہر بشر کو فنائے ظاہری قالب خاکی کیواسطے مقرر ہوچکی ہی دوبارہ عود کسیکا قالب خاکی مین ممکنات سی نہین ہی اور یون قدرت حق تعالی سے سب کچھ ہوسکتا ہی اور ہوا ہی از انجملہ حضرت جرجیس کا قصہ مشہور ہی کہ اُنکی امت باغی نے انواع و اقسام سے اُنکو مارا تا آنکہ ایک بار جلاکر خاک مین ملا دیا دوسری بار جلاکر ہوا مین اڑا دیا تیسری بار جلاکر پانی مین بہا دیا چوتھے بار دار پر چڑھا دیا پانچوین بار پانی مین غرق کر دیا چھٹی بار ارّہ سے جدا ازسرتاپا دولت کر دیا ساتوین بار گردنکو تن سے جدا کرکے ہلاک کیا تو اول کی چھ بار ہلاک کرکے بعد اللہ تعالی نے اُنکے قالب کو خاک سے درست فرماکر زندہ کیا مگر ساتوین بار عادت عام جاری رکھی اور بپاداش اُن ظالمون کے ظلم پر اُس امت کی قوم پر قہر و غضب نازل کیا اور طرح طرح کی عذابین وہ لوگ گرفتار ہوکر فی النار ہو گئے تو حاصل کلام یہ ہی کہ عوام کے اظہار کے موافق عادت خداوند تعالی جاری نہین ہی کہ جیسا حضرت جرجیس کیواسطے ہوچکا ہی خواہ مخواہ دوسرونکے واسطے بھی جاری ہوا ہو اور وہ قصہ حضرت جرجیس کا دوسرونکے واسطے متمسک گردانا نہ جائیگا جیسے قیاس ناقص کو کوئی عاقل تسلیم اور تصدیق نہین کرسکتا چنانچہ پیدایش بھی اُنکی

موافق ایک طرح سے ہی اور غیر عادت تین طرح سے ہوئی یعنے حضرت آدم بے مادر پدر کے اور حضرت حوا بے مادر کی اور حضرت عیسی بے پدر کی اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پدر اور مادر دونون سے پیدا ہوے تو ایک ہی عادت قائم ہی اور وہ تین عادتین واسطے نمایش قدرت کی ہوئین مگر جاری نہین رہین الغرض چوتھی عادت والے لوگ دوبارہ قالب خاکی مین نہ آوینگے ہان بعد ہنگامۂ قیامت یوم الحساب مین کہ وہ دوسرا عالم ہی وہ بدن خاکی نہین ہین تو اب کیا ضرور ہوا کہ سواے حضرت عیسی اور زندہ شاہ مدار کے دوسرے بھی بیرنج حیا ہنوز زندہ ہون بالکل عقل کے خلاف ہی اور ظاہر ہی کہ زندہ شاہ مدار صاحب اہل نہین تھے دنیا اُنسے یہانتک جدا و بیعلاقہ ہی کہ اب بھی کوئی عورت اُنکے مزار کے قریب گذر نہین سکتی اگر احیاناً سہواً کبھی کسی عورت کا گذر ہوگیا ہی تو وہ سوزش سے آبلہ تن ہوکر فوراً ہلاک ہوجایا کی ہی اور جب سے عوام کو یہ ثابت ہوا کہ تو قریب مزار کے جانا اور مزار سے مس کرنا نسبت عورات کی ممانعت قطعی ہوگئی ہی چنانچہ یہ فقیر بھی ایکبار مکن پور گیا اور دیکھا قبر پُر نور شاہ بدیع الدین والی اکبر ہند کو ساتھ عظمت وجلال کے کہ قبر پاک کی عجب نور تابان ہی اور نہایت جلال ہی اور انواع واقسام کی کرامات حضرت کی اب تک جاری ہین جو مستدعی کسی غرض کے واسطے وہان پہنچ جاتا ہی اور موافق حوصلہ خود کے صدق دل سے خواستگاری مقصد کی کرتا ہی وہ بیشک مستدعی مراد کو اپنی بحکم اللہ تعالی سے بسفارش اور وسیلہ اُنکے پاتا ہی محروم نہین پھرتا اور سواے اُن سولہ خلفاے راشدین شاہ بدیع الدین کے یہ چار خلیفہ سید جمن بہاری کے بڑے نامور صاحب کرامات متقی پرہیزگار تھے

پرہیزگار پابند شریعت غرا ہو گئے - شاہ فخر الدین اکبرآبادی سالک - شیخ صدر الدین محمد فرید - شیخ فضل اللہ - شیخ خوند میان - اوران چارونسے سلسلہ بدیعیہ کی بڑی ترقی ہوگئی لاکھوں آدمی اس خاندان بدیعیہ مداریہ کا مرید ہے اور اب مکن پور مین مزار مبارک پر قریب سات سو کے خادم ہوگئے انمین اکثرونسے مینے ملاقات کی ہے انمین بعض بعض کو نہایت قابل پایا اور انمین اکثر اچھے اچھے عامل باعمل ہین مگر فن درویشی مین کہ جو شرائط اور قواعد معینہ ہین انمین سے کوئی قابل معلوم ہوا اور طور ذکر اور فکر اور شغل مین انکا طرز لطیفونہ انکا پایا جاتا ہی یا تو یہ تو مداریونکا لطیفہ یونہیں ہے یا کہ یہ تو لطیفہ یونکا مداریونہیں ہے کسواسطے کہ دونون متحد الاطوار ہین اور عوام لوگ جو اس گروہ کی ہین انکا جادہ خاص خاص سے علیحدہ پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مرید کرنے پر بہت حارص ہین اوران عام کو طریقت کے مراتبات سے کماحقہ آگہی نہین کہ انکو تعلیم نہ پہونچی ہوگی حتی کہ وہ اکثر اس اختصار پر تعلیم کو اکتفا کر لیتے ہین کہ انکے یہان تین اسم اصول کے یہ ہین ایک اسم مولا دوسرا اسم محمد تیسرا اسم مدار اور تین اسم مقام کے ایک اسم مکہ دوسرا اسم مدینہ اور تیسرا اسم مکن پور کا اور یہ چھ اسم انکے چھ لطیفونکے ہین کہ جنکا نزول اور عروج ہے اسم مکالمہ رجوع بخدا بطرف ہوا بیرون دائرہ عنصری بیرنگی نور بہت صرف کیف اسم مواصلہ رجوع بخدا پیشانی کے مابین ابرو نور سفید مطلق ہے - اسم معائنہ روح رجوع بطرف محمد نور سرخ ناری - اسم معانقہ قلب رجوع بطرف محمد نور زرد بادی - اسم مقابلہ زیر پستان چپ رجوع بطرف مدار نور سیاہ آبی - اسم مطالبہ ناف رجوع بطرف مدار نور سبز خاکی - واضح ہو کہ ان چھ لطیفونسے نتیجہ بالتفصیل یون ہی کہ مکالمہ یعنے خدا سے کلام کرنا اور مواصلہ یعنے خدا سے وصل ہونا اور معائنہ یہ ہے کہ روح دیکھنا محمد کو

اور مشاہدہ یہ ہی کہ محمد سے ملنا اور مقابلہ یون ہی کہ مدار کے سامنے رہنا اور مطالبہ یہ ہی کہ بواسطہ مدار کے طلب کرنا ۔ الغرض اس شرح لطائف سے آگاہی تو ہوئی مگر ترکیب پوری میری سمجھ مین نہ آئی کہ کیونکر کیا ہی کہ اس قرینہ سے ذکر اور فکر اور شغل کرے ہان نکات اسکے انہین کو معلوم ہونگے کہ جو جسکے بیان کا ارشاد اور عمل ہو خواہ مخواہ وہ اُنکے طور پر درست ہے دوسرے کو کیونکر معلوم ہوسکتا ہی اور مثلاً گروہ بدیعیہ مداریہ بھی اویسیہ کہلاتا ہے اور جماعت کی نظر بہت بڑا گروہ ہے اب بیان سے سائر حالات ضروریہ کا کہ متعلق شوق و کسب سالکون کے ہے اس فقیر نے تحریر سے اُنکی ساتھ اختصار کے دریغ نہین کیا اب قبول اور غیر مقبول کرنا باختیار حضرات طالبان ناظرین کے ہی امید ہی **بیت** اسراف معانیم نظر کن * در گنج بہ مفلسان خبر کن * پوشیدہ نرہے کہ جو طالبین معتقد ہم گمرا اور چودہ خانوادی ملت حیدری کے ہین اور سوا اُنکے متاخرین مین ابتک چالیس خانوادونکی قریب اور شائع ہوے ہین اور بعد گذرنے سو دو سو سال کی عجب نہین کہ اور بھی خانوادے اضافہ ہون مثال اسکی یہ کہ ایک دانہ سے خرمن ہوتا ہے چنانچہ حضرت خداوند ولایت علی کرم اللہ وجہہ حیدر کرار مظہر العجائب سے چہ خلیفہ اور دوسرے تابعین اُنکے گیارہ کہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہی اُنکی صورت یہ کہ جب کوئی کسی خانوادہ کا مرید نامی گرامی ہوا اور وہ اپنے مرشد کے ذریعہ خلافت کہ صاحب اجازت ہی اپنے اپنے مریدونکو تعلیم کی اور فیض الہیات سے وہ مرید بہرہ مند ہوا تو وہ مرید اپنے اپنے نام سے خانوادہ مشہور کردیتے ہین اور وہ بمقبولیت جماعت عام سے جاری ہوجاتا ہے اور اُس گروہ کا جو خلیفہ ہے حسب راے خود اذکار و اشغال جو تفرقہ کرکے اپنی قوت طبعی سے تجاوز و تفاوت کرکے ایجاد کردیتا ہے اور اوسکے موافق تعلیم ہوتی ہے

وہ درست اور بجا اور حق ہے کیونکہ کامل کی طبیعت کا تصرف بھی تعلیماً کامل ہوتا ہے
جو حکایات کہ بالا گذرے اور درج کتاب ہذا ہین وہ اس تقریر کے شاہد ہین اور غور ہے
کہ شجر ولایت کا تخم لائق اور بہتر اور ثمر آور ہے کسیطرح سے بھی تخم ریزی اُسکی زمین
قابلی پر کرو لاشک بارور ہوگی اور تخم تعلیم کا ضائع نہوگا کہ سابق سے اب تک ایسا ہی
افزونی اور سرسبزی کشت ولایت کی ہے اب سمجھو کہ قدما سے اذکار اشغال افکار ہوتے چلے
آئے جاتے ہین بعد اُنکے اب بکثرت لا انتہا شغلون متاخرین کے تفرقات سے
ظاہر ہوے اور جسکو جسطرح سے پہونچا اُسکو طالب کر رہے ہین اب خیال کرو کہ متعدد
ذکرون شغلون فکرونکو ایک واحد نہین کر سکتا غرض تو مطلب برآری انصرام کار سے ہے
ایسی حالتین مرشد سے جس مرید کو ایک ذکر و شغل و فکر کی اجازت ملی وہ مرید باعتقاد
تمام اُسکا عمل ہو کر فیضیاب ہوا اور ایسا ہی ٹھیک ہے چنانچہ مرشد نے اپنے
دس مریدونکو ایک دوسرے کے خلاف ذکر و شغل و فکر جداگانہ یعنی کسیکو ذکر لا الہ الا اللہ
اور کسیکو ذکر الا اللہ اور کسیکو ذکر لا الہ الا ہو اور کسیکو ذکر حق ہو اور کسیکو ذکر اللہ ہو
اور کسیکو ذکر ھو تعلیم کیا اور اسیطرح سے شغل و فکر کو بھی ساتھ ترکیبون جداگانہ کے بتا
دیا اور فرداً فرداً ہر ایک نے عمل کیا ہر واحد اُس عمل مفرد سے اپنے اپنے مقصد کو
پہونچ گیا یہ بات کچھ تعجب کی نہین ہے ایسا ہی سابق بھی ہوا اور اب بھی ہوتا ہے اور
آئندہ بھی ہوگا اسمین فقط شفقت اور اعتقاد اور استقلال اور آمادگی ساتھ بدرقہ
عشق صادق کے ضروری ہے الا مقدر بھی شرط ہے اور مقدرہ و مشیت اور منظوری اور
قبولیت مطلوب کی ہے ورنہ ہزارون بے نصیب ہی پیر اور مرید دونون سے
کچھ نہو سکا اور واضح ہو کہ اس رسالہ مین تفصیل اذکار و اشغال و افکار وغیرہ مین بہت

اختصار کیا ہے درصورت خواہش طالب کہ جس خانوادہ مین شوق رکھتا ہو اُنکی کتابونکو تلاش کرکے اخذ کرسکتا ہے جیساکہ شغل آفتاب و ماہتاب و شغل چراغ و دیا وبالہ شغل قرص سیاہ و شغل قوسین ابرو اسی قبیل کی اور بہت ہین مگر یہ طریق شغل سلطاناً نصیراً و طریق شغل سلطاناً محموداً اور طریق سلطان الاذکار کہ چند طرقے ہے اُنکو اپنے موقع پر سالک جب چاہے تو کر سکیگا مگر جسکی حالت ہین کہ طالب کا مرشد موجود ہے کتاب کی ضرورت نہین اُس سے حسب خواہش تعلیم لے اور سوائے اسکے بہت شغل اور ذکر ہین کہان کیا کریگا غرضکہ ضرورت کے امور اسمین تحریر ہین ہان مگر جناب مبتدی کو جلسۂ عام بنظر گرم بازاری واسطے قائم ہونے دل اور صفائی دل اور بیعلاقہ ہونے خطرات دنیا سے بعض امور کہ جو تحریر ہوئی مرید کو سیکھنا بہتر ہے تاکہ کسی طرح کی جھجک نہ رہے ان مقامات کے اکثر کے نزدیک تعلیم قبول کرنا ضرور ہے مبتدیونکو تاکہ اُنکے خیالات سکون کرکے مشقت کو باقاعدہ اختیار کرین یعنے اول دل نیلوفری مقام اُسکا زیر ناف اور صورت اُسکی مانند گل نیلوفر کے ہے اور تعلق اُسکا نفس سے ہے اور دوسرا دل صنوبری مقام اُسکا زیر پستان اور دائما متحرک اور شکل اُسکی مثل گل صنوبر کے ہے اور تعلق اُسکا ساتھ وسوسہ اور ذکر اور فکر و مراقبہ وغیرہ اور وہ گھر سے اعتقاد اور خیالات ہر قسم کی ہے اور تیسرا دل عنبری مقام اُسکا میان دو ابرو کے اور شکل مثل گل یاسمین کے ہے اور رنگ اُسکا زرد ہے اور وہی نور نگاہ کا منبع ہے اور صوفیہ ایسے مقام کو سلطاناً محمودہ کہتے ہین اور چوتھا دل مدوری ہے مقام اُسکا ام الدماغ ہے مثل قرص آفتاب رنگ اُسکا مانند برق درخشندہ کے ہے اُسیکو مقام عرش کہتے ہین اور مقام انتہائی بھی کہتے ہین ہرگاہ سالک بتصور بحتہ اس مقام تک پہونچا اور مستقل

لا انتہا بگوش سالک ایک آواز آویگی کہ اُس آواز کو اہل سلوک صوت صمدی کہتے ہین
اور یہ مقام حقیقت معرفت کا ہے سالک کو بیچ اسمقام کے لازم ہے کہ بجمیع حواس
خمسہ حبس دم کرے اور متوجہ بدماغ رہے اور مشتاق آواز کا ہو - اور چھ لطیفے
اسطرح سے ہین کہ لطیفہ اول نفس لطیفہ دوسرا قلب لطیفہ تیسرا روح لطیفہ چوتھا سر لطیفہ
پانچوان خفی لطیفہ چھٹا اخفی چنانچہ مقام اول کا ناف مقام دوسرےکا زیر پستان مقام
تیسرےکا قلب خاص مقام چوتھے کا روح مقام پانچوین کا پیشانی مابین دو ابرو مقام
چھٹے کا اوپر ہے بیچ ہوا بیرون دائرہ جسد عنصری کے ہے اور اصل ہر لطیفہ کی عالم
امر سے ہے وہ یون ہے کہ اصل نفس کی قلب ہی اور اصل روح کی ہوا ہی اور
اصل سر کی پانی ہے اور اصل خفی کی نار ہے اور اصل اخفا کی خاک ہی ہر گاہ کہ یہ
مقامات منکشف ہو گئے نور قلب زرد ظاہر ہوگا اور نور روح سرخ اور نور سر سفید اور
نور خفی سیاہ نور اخفی سبز اور نور بحت صرف بیکیف کہ اُسکا کوئی رنگ نہین اُسی
بیرنگی کہتے ہین واللہ یعلم بحقائق الامور کلہا اور مقام جبرئیل بیچ دلکے مقام اسرافیل
بیچ روح کے اور مقام عزرائیل بیچ ناف اور مقام میکائیل بیچ دماغ کے اور یہ
چارون فرشتے ہر انسان کیا نبی جان کیا ولی کیا کافر کیا دیندار کیا سبکے علیحدہ
علیحدہ ہین اور یہ مسئلہ بس دقیق تر ہے سوائے ذات عارف باللہ کے دوسرے کو
معلوم نہین اور یہ چار مقامات فقرا ہین کہانسے آئے جواب ہاہوت سی اور ہاہوت
بیچ لاہوت کے آیا ہین اور لاہوت سے بیچ جبروت کے اور جبروت سے بیچ
ناسوت کے پہونچا ہین اور ہاہوت خلوت خانہ ہے اور لاہوت ایک آشیانہ ہے
کہ بیچ اُسکے شاہ حسن نے ساتھ خود نمائی کے خود دم مارا اور دعوی الوہیت کا کیا اور

جبروت مقام ہے کہ بیچ اُسکے شاہ حسن لاابالی نے وجود اپنے کو پہچانا اور با شتیاق اپنے ساتھ پیدا کی اور ملکوت دوسری جا ہے کہ وہان شاہ حسن شکوہ حسن اپنے کی دیکھکر ساتھ مدح اور ثنا اپنی تہلیل وتسبیح کرتا ہے اور یہ وہی مقام ہے کہ جناب محمدؐ کو معراج مین آواز آئی تھی کہ مین نماز پڑھتا ہون اور ناسوت ایک ہنگامہ ہے کہ ساتھ ظہور کثرت کے وہ اس عالم خلق مین ہر لباس مین خود نمودار ہوتا ہے تا انکہ ہیجدہ ہزار مخلوق اُسیکا ظہور ہی اور وہ اس ہیجدہ ہزار مخلوق کے لباس مین طرح طرح کے ساتھ جوش وخروش کے اپنے کو دیکھتا ہے اور دوسرا دیکھنے والا نہین درحقیقت وہ اپنے کو آپ ہی دیکھتا ہے اور وہ مقام نہ اوپر نہ نیچے ہے یہ سب طرز اُسکی وحدت کے ہین کہ جس سے ظہور کثرت ما و شما ہے مین ہزار چھپاتا ہون مگر بات کھلی ہے ہرگز چھپے چھپتے نہین زبان سے نہ کہو تو کیا مگر دل تو نہین سمجھو بوجھو تو اسمقام پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین رباعیات

در ذات حق اندراج شان معروفست
این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست
ای در تو عیان ما بہ بیانہا ہمہ ہیچ
از ذات تو مطلقاً نشان نتوان داد
ہستی کہ ظہور میکند در ہمہ شے
او بر سر می حباب را بین کہ چسان
یک خط بتر بکے بجیب اندر کش
چون جلوہ آن جمال بیرون ز تو نیست

شان چون صفت ذات حق موصوفست
نے جزو نہ کل نہ صرف نی معروفست
پندار یقین ما وگمانہا ہمہ ہیچ
کانجا کہ توئی بود نشانہا ہمہ ہیچ
خواہی کہ بری بجال وے در ہمہ پی
می وے بود اندر وی و در می می
وانگہ تتق از جمال غیب اندر کش
پا بہ داماان و سر بجیب اندر کش

در زندہ فقیر عیب پوشی بہتر — در نکتہ عشق ہنر نیوشی بہتر
چون ان برزخ مقصود نقابست سخن — از گفت و شنید ما خموشی بہتر

اور ایسے موقع پر حضرت محمد علیشاہ صاحب قادری کہ جد میرے پیر و مرشد کے ہین وہ فرماتے ہین

اخفا کی دل صاف کو برداشت کہاں ہے — شیشہ کی جو گرہ مین رہے باہر سے عیان ہے

خیر گذشتم ازان و آمدم بر مطلب سالک کو اسکا لحاظ دریافت کرکے اعتقاد رکھنا ضرور ہے کہ مراد برزخ سے واسطہ مرشد کا اور مراد ذات سے اسم ذات ہے کہ یعنی اُسکے خاطر مین موجود رہین اور مراد صفات سے صفات امہات ہین کہ اُسکو اسطرحکی ساتھ لحاظ معنی کے جانے۔ یعنے سننے والا ساتھ قول میرے کے۔ اور دیکھنے والا ساتھ افعال میرے کے۔ اور جاننے والا ساتھ احوال میرے کے۔ اور کلام کرنیوالا ہے ساتھ میرے اور زندہ کرنیوالا ہے ہستی میری کو اور قدرت دینے والا ہے مجھکو۔ اور ارادہ قائم کرنیوالا ہے میرا۔ اور واضح ہو کہ ہمگی انواع مراقبہ باون ہین لیکن درحقیقت یہ ہے کہ جو سالک مراقبہ مکاشفہ وغیرہ کرتا ہے وہ بجاے خود شیخ محقق ہوگیا درویش ہونا وہ دوسری بات ہے یعنے جو سالک بعد محقق ہونیکے دلکو اپنے مثل سیماب ساکن کرلے مراد ساکن کرلینے سے یہ ہے کہ تصرف کامل رکھتا ہو اور نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ مشاہدہ نور تنزیہ کہ جسکو بیرنگی کا خطاب کرتے ہین بارادہ اپنے کیا کرتا ہو یہ صفت درویشی کی ہے۔ اور طریق ذکر نفی و اثبات ساتھ تفصیل بمناسبت ان سات کی ہی مضغہ۔ قلب۔ فواد۔ روح۔ سر۔ نور۔ انا کی ہے اور یہ گیارہ کلمہ بھی ضرور خاطر گزار سالک کے رہنا چاہیے۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت۔ وقوف زمانی

وقوف عددی - وقوف قلبی - تعریف ان گیارہ کلمونکی دوسری کتابونمین ملاحظہ
کرلو اور ویسا ہی تنزلات ستہ کی تفصیل وتفریق دوسری کتب سے واضح ہوگی
وہ یہ ہین غیبت - وحدت - الوہیت - ارواح - مثال - اجسام - اور یہ خلاصہ رسالہ
سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بیچ بیان ان چھ مراتب کے اصطلاح اہل تصوف مین
اس نام سے پکارتے ہین - ھاہوۃ باھوۃ لاھوۃ جبروت ملکوت ناسوت
مختصر یہ کہ مراد ہاہوت سے مرتبہ ذات کا ہے اور باہوت سے تعین اول کی
مراد ہے اور لاہوت سے تعین ثانی کی مراد ہے اور جبروت سے جوہر اول کی
مراد ہے اور ملکوت سے عالم ارواح وعالم مثال کی مراد ہے اور ناسوت سے عالم
ملک وشہادت کی مراد ہے اور ہاہوت سے ذات احدیت کہ اسکو ذات بحت
کہتے ہین بیرنگی ہے اور باہوت حقیقت محمدی و وحدت عالم وبرزخ البرازخ و وحدت
ذات ہی اور لاہوت واحدیت وحقیقت انسانی والوہیت وربوبیت ہے مگر
ایک دوسرے سے فرق کرتے ہین جبروت عالم ظہور جوہر اول وعقل اول وروح
اعظم عبارت اُس سے ہی ویہی اسم مرتبہ کے حضرت حق وعلیم مطلق ومصور اولی بھی
عالم صفات کہتے ہین کہ تعین اول سے تا بمرتبہ ربوبیت ہے اور ملکوت جوہر اول
وعالم ارواح وعالم مثال عبارت ہے ارواح انسانی وملکی علوی وسفلی سے
اور یہ عالم مرکز ہے عناصر لطیف سے اور ناسوت عالم حس وشہادت ہی کہ عرش
رحمن سے مرکز خاک تک اور اسکو عالم کون وفساد کہتے ہین بس جو کچھ کہ بیچ ذات
معدن صفات حضرت خالق کائنات کی مخفی اور جمع تھا وہ بیچ اک مرتبہ کی سبکو
بقدرت اپنی عیان کیا اور یہ بھی واضح ہو کہ اکثر بزرگ اس مقدمہ مراتب تنزلیت ۴۰۰

ستہ مین بہت اختلاف فرماتے ہین مگر طالب کو عمل غلبہ پر کرنا ضرور ہی بشرط تلاش دوسری کتب سے واضح ہوجائیگا اور کچھ شرح اسکی مولانا عبد العلی نے بھی اپنے رسالہ تنزلات ستہ مین لکھے ہین۔ اور ضرور تر ہے کہ سالک شائق ان چھ پر قادر ہوجاے اور قادر ہونا موقوف ہی اوپر محنت اور شقت و ریاضت و مستعدی و استقلال طالب کے وہ یہ ہین اول مجاہدہ دوسرے مراقبہ تیسرے مشاہدہ چوتھے محاربہ پانچوین محاسبہ چھٹے مواعظہ اس معنی مختصر سے مجاہدہ وہ ہے کہ طالب اپنے اوپر محنت اور ریاضت شاقہ گوارا کرے کہ بھی تخم محبت ہی اور مراقبہ وہ ہے کہ نگہبانی دل طالب کی کرے اسکے باون قسم ہین شرح اور ترکیب اسکی دوسری کتابون سے منکشف ہوگی اور مشاہدہ وہ ہی کہ سالک کل اشیا کو آئینہ حق کا جانے اور بعد تکمیل اس تصور کے اپنا آئینہ حق کو جانے اور حق کا آئینہ اپنے کو جانے اور محاربہ وہ ہے کہ طالب اپنے گناہون پر نادم ہو اور استغفار کرے گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے پھر کبھی ان گناہون کا پیرو نہو اور محاسبہ وہ ہے عمل نیک اور بد کو شمار کرے اور میزان عقل سے تولے اور ظاہرا کوئی بات خلاف شریعت کی نکرے تاکہ صحبت جلسہ اہل دنیا طالب سے نفرت اور گریز اور طعنہ زنی نکرسکے وہ دوسرے لوگ بیفائدہ کی محبت پیش کرکے اوقات طالب خراب وضائع کرینگے اور انکی اداے جواب مین طالب کو الجھنا پڑیگا کہ اس سے اپنی عبادت مین ہرج اور ضرر پہونچیگا کہ اس ضرر اور ہرج سے جمعیت خاطر طالب کی منتشر ہوگی ایسے موقع پہ ہمنشینان ظاہر کے ساتھ آشتی اور اتفاق ضرور ہے اور مواعظہ وہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو وعظ اور نصیحت کرے ساتھ ضبط یاد مطلوب کے مع ذکر اور شغل اور فکر کے جبکہ طالب ان

سب اتو پیر قادر ہو چکا پھر اور منازل کا طے کرنا طالب کو اور نقطہ کا نکتہ بتانا مرشد کو سہل اور ضرور ہوا اب اسصورت مین مرید بیڈھڑک بقوت تمام عشق صادقہ سے بخوبی اپنے مقصد سے فائز ہوگا اور جبکہ طالب اپنی ذات سے بتوجہ پیر ایسا بنگیا تو یہ خود آپ اپنا پیر ہو گیا کہ جو کچھ سالک پہلے اسکے کر چکا تھا گویا وہ تعلیم مثل مدرسہ ملا کی تھی اور دستور ہے کہ مدرسہ مین کسیکو تحصیل کامل ہو جاتی ہے اور کوئی ناقص رہتا ہے چنانچہ مدارس صوفیہ مین لاکھون ہین نا قابل رہے و ہزارون قابل بھی ہو گئے کہ اکثر پیرونسے مراج ان کے بڑھ گئے ویسا ہی اب بھی ہے اور پیر کی تو یہی خواہش رہتی ہے کہ مرید میرا مجھسے بہتر ہو مگر جسکو خدا چاہے سواے اسکے مرید مستعد بھی پیر کو کم میسر آتے ہین سستی اور کاہلی اور تساہلی اور آرام کو دخل دیتے ہین ایسا خیال مرید ذاتکا بکار آمد نہین ہوتا آیہ کریمہ ہے تلک الایام نداولہا بین الناس اور محب فقیر کے شفیق و مہربان حکیم محمد یعقوب اعجاز یہ فرماتے ہین رباعی

ہوتا ہے دن کبھی کا بڑا اور کبھی کی رات ۔ دستور یہ سلف سے ہی لیل و نہار کا
کل پر نہ چھوڑ آج ہی کرلے جو ہو سکے ۔ کیا اعتبار زندگی مستعار کا

فی زمانہ طالبونکو بہت غفلت ہے نا قابلونکا بازار موجود ہے دیکھ لو اگر میرے کلام باور نہین تو مجھے سناؤ دکھاؤ بتاؤ کہ کون کون ہین کہ جنھون نے مستعد ہوکر کیا اور وہ کامل ہو گئے ہان البتہ الٹی بات یہ ہے کہ جنھون کچھ نکیا ہو اور وہ سب کچھ ہو گئے برادرمن وہ ایسے مدرسہ والونمین نہین تھے انکا دل ہی من جانب اللہ مدرسہ تھا کہ جسکا معلم عشق ہوا وہان مرشد کا کچھ دخل نہین وہ فیض وہبی کہلاتا ہے صدہا کو ایسا بھی ہوا ہے وہ عنایت ایزدی ہے مگر ان طلبا کو جو بیعت مرشد سے

کرتے ہین کسب درکار ہے کہ حسب فرمان مرشد کے عمل کرین مگر تاہم عشق مطلبت ہونا ضرور ہے چاہئے کہ طالب کسی بدرقہ عشق سے مطلوب کو ڈھونڈھے جبکہ طالب عشق کو اپنا یار بنائے تو مطلوب حقیقی کو پائے شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمن فرماتے ہین

سعدیا کنگرۂ عشق بلنداست بلند
تا زسر پا نکنی پائے تو انجا نرسد

واضح ہو کہ جس طالب کو جو کچھ ضرورت غیر درج اس کتاب پیش ہو حسب خواہش وہ [illegible] کتابون سابق سے خود تلاش کر کے اخذ کر لے وہ باتین اس قبیل کی کہ جیسا چند نمازین طلب حاجت کی حسب موقع و ضرورت معین ہین و اور اصطلاحات صوفیہ اور طریق اربعین یعنے چلہ و بیان مانع راہ سلوک واسطے دفع کی ترکیب اور تکبیر عاشقان اور ختم خواجگان و طریق نماز استخارہ و طریق صلواۃ کن فیکون اور طریق صلوات معکوس اور طریق حصول زیارت جمال مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور طریق کشف وقائع آئندہ اور طریق پانے نسبت اہل اللہ کا اور طریق ظاہر ہونے خطرہ اور اسکے دفعیہ کا و طریق سلب مرض کا اور سب قسم کے مراقبونکا اور ذکر حاجات اور ذکر کشف روح اور ذکر حاجت روائی اور طریق کشف ارواح ملائکہ اور روحانیات سائر اولیاء اللہ کا و اوتاد و ابدال وغیرہم اور ذکر شفاء مریض اور ذکر حل امور مشکلہ اور کیفیت دریافت انوار و انکشاف آثار محمودہ و مذمومہ اور سوائے اسکے جو طالب کو ضرورت ہو مثلاً بنائے عالم ایجاد مرتبہ اول لاتعین اطلاق ذات بحت و مرتبہ دوم تعین اول و مرتبہ سوم تعین ثانی و مرتبہ چہارم مدارج ارواح اور یہ جز [illegible] عبارت ہے اشیاء کونیہ مجرد و بسیط سے سابق کی کتابونمین مفصل مرشدان طریقت نے سب کچھ لکھدیا ہے طالب معائنہ کر لے اور یہ لحاظ فرماوے کہ اس رسالہ مختصر مین تکرار

نفی واثبات مین اکثر تفرقہ پریشانی کثرت فراق سے پیدا ہوتا ہی پس اُسکی ارتفاع واسطے جلسہ سماع مناسب جانا اور یہ تو خاص اور عام کو تحقیق ہوچکا کہ جب روح قالب آدم مین نہ آتی تھی تو فرشتونکو ارشاد ہوا کہ لحن پاکیزہ مین مصروف ہوجاؤ ارشاد رب الارباب کی وہ ساتھ ان الفاظ کے مصروف یاہو یاہو یا من ہو لیس سواہ الا ہو اگر یہ اعتراض کرے کہ کیا اُسوقت پہلے آدم کے فرشتونکی زبان عربی تھی نہین اون فرشتونکی گویائی سے ان الفاظونکے معنی اور مطلب سے مراد ہی اُسوقت مین کسی قسم کی بھی زبان فرشتونکی ہو چنانچہ اس بنا پر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ رباعی فرماتے ہین

آنروز کہ روح پاک آدم بہ بدن
از بیم گنہ نمیشدے اندر تن
گفتند ملایکان بہ لحن داؤد
در تن در تن درآ درآ در تن

اور درحقیقت کہ سماع ذوق وشوق کو بڑھاتا ہی اور مسافر عشق کو منزل پہونچاتا ہی اور سبع سنابل کے سنبلہ ہفتم مین مقام سیزدہم مین جو قصہ شیخ ابو احمد چشتی اور فضیل تکی کا ساتھ صراحت کی اور ہدایت فرمانا جناب رسول اللہ کا درباب جواز سماع عالم خواب مین تحریر کردکہ کیا ہی اور مولانا محمد عبداللہ شاہ قادری چشتی صابری اپنے رسالہ شراب معرفتین نہایت شرح وبسط سے بحوالہ کتب مبید سماع کا کہ بسبب حدیثین حلت اور حرمت کی مشکوۃ شریف مین متعارض وارد ہوئین اُنسے واور کتابون نفحات الانس اور مکتوبات قدوسی عبدالقدوس گنگوہی سے اور امام غزالی کیمیا سعادت سے اور امام شافعی کتاب سراج السالکین سے اور کتاب نغمہ عشاق مفتی محمد نوراللہ بچھرایونی سے اور کتاب طنطنہ صابری مولوی عمر صاحب سے اور مولوی نغمۃ اللہ

لتانی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھے ہین کہ سماع العارفین فرض وسماع الطالبین سنۃ وسماع الغافلین بدعۃ نہایت خوبی سے لکھا ہے کہ کتب مرقومہ بالا کو ملاحظہ کرو اور سب حضرات صوفیہ اپنا دین و مذہب کل مذاہب ظواہر سے علیحدہ سمجھکر اسکی پیروی کرتے ہین انکو دوسرے کچھ بحث نہین بلکہ انکا یہ مقولہ ہی کہ ہماری دین کے شجر کی شاخین دوسرے مذاہب اونپر سایہ گستر ہین بلکہ یہانتک نشان دہی کرتے ہین کہ جب ہمارے یہانکے شاخ نکلکر پیوند دوسرونکے دین اشجار مین پیوند دیا جاتا ہے تو اچھا ثمر آتا ہے کہ ہر ہر مذہب مین صوفی ہین اگر بینائی ہی تو چشم دل سے دیکھ لو اور یہ دونون آنکھین ظاہری کی ایسی ہین کہ جورو اور دنیا دونون دکھائی دیتے ہین اور چشم باطنی دل کے وہ ہی کہ ماسواہ اللہ کے کچھ نہین معلوم ہوتا اصل یہ ہی کہ جسکو جیسا اعتقاد ویسا اسکو توشہ معاد مولانا مولوی محمد عبد اللہ شاہ صاحب پشوری عاشق صادق کہ جنکو نہ خوشی بہشت اور نہ غم دوزخ ہے اپنی ذات کو مطلوب محبوب کی رضا پہ چھوڑدہ بحالت جذب یہ مثنوی فرمائی ہے

پلا ساقی مئی عشرت پسندان — نشاط افزای گلرنگ چندان
کہ کھینچون یک نشید عاشقانہ — کرون آغاز آہنگ ترانہ
سناؤن نغمہائے وحشت انگیز — سرود عشق افزا و جنون خیز
بشور بربط و چنگ و چغانہ — بر آسایم ز غوغائے زمانہ
بناؤن استخوان جسم کا ساز — ملاؤن نغمہائے دلکی آواز
کرون مین قصہ ہجران حکایت — لقا یارے فرقت کی شکایت
کرون مانند موسیقار فریاد — کہ عقل و ہوش ہووین جس سے برباد
سناؤن لحن داؤدی کی آہنگ — کہ جس سے موم ہووے آہن و سنگ

جیسے انسان سنکر وجد مین آئین
وحوش وطیر سنکر جمع ہوجائین
حدی سے جسطرح ناقہ بیہوش
اسیصورت سے ہو انسان مدہوش

اور ظاہر ہی کہ زمانہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک کسی عورت نے پیش نمازی بنکے امامت نہین کی کہ شرعاً جائز نہین ہے اور بھی کسی ولیہ طائفہ النسا سے سلسلہ بیعت بھی جاری نہین ہوا اور ابتک اسقدر طائفہ النساء سے ولیہ کاملہ ہوئی ہین **فہرست اسماے ولیہ طائفہ النساء** - مامونہ مادر اویس قرنی ملک یمن فیض وہبی - حضرت رابعہ بصری - انبارہ از اہل بیت المقدس - مریم بصریہ - ریحانہ بصری - معاذہ از اقران رابعہ بصری ادویہ - غفیرۃ العابدہ از بصرہ - شعوانہ از اہل عجم - کردیہ از بصرہ - حفصہ بنت سیرین خواہر خواجہ محمد سیرین رابعہ شامعہ زوجہ احمد بن ابوالحو حکیمہ دمشقی از سادات شام - ام الحسان از زہاد اہل کوفہ - فاطمہ نیشاری از قدماے خراسان بودہ است - زیتونہ نام وی فاطمہ - فاطمہ البروعیہ عربی - ام علی زوجہ محمد خضرویہ - ام محمد والدہ الشیخ ابوعبداللہ بن خفیف - فاطمہ بنت ابی بکر الکتانی وقصہ عربی حضرت خدیجہ واعظہ وی عمہ والدہ ماجدہ شیخ عبدالقادر جیلانی - تلمیذ بنیری - تحفہ سقطی - ببیکہ دختر کعب عربی - فاطمہ بنت المثنی - امرہ مصریہ آخری امرہ اصفہانیہ - امرہ فارسیہ - امرہ مجہولہ وہم ذوالنون گویند - اسارہ خوارزمیہ - جار جلبیلہ - جاریہ سودانیہ - جاریہ مجہولہ - بی بی فاطمہ شام - بی بی ماج - بی بی تاج - بی بی حور - بی بی نور - بی بی گوہر - بی بی شہباز بی بی جوہری - بی بی مستورہ - بی کسلی مجذوبہ از دہلی - بوڑھی بی مجذوبہ از حیدرآباد دکن + اور مخفی نہین یہ بات مثل آفتاب روشن ہی کہ ابتداء طریقہ

سلامت روی کا پابندی شرع شریف کی بہت خوب اور بہتر ہے کہ اِس خراد سے بگڑا
بن جاتا ہی ٹیڑھا سیدھا ہوجاتا ہے کہ جیسا میل آلود کپڑا صابون سے صاف ہوجاتا ہی
یا کہ جیسا آتش سے جلکر سفال پاک ہوجاتا ہی کہ جیسا کہ غسل پانی سے دیا تو نجاست دفع
ہوجاتی ہی یا کہ جیسا شورہ نوشادر ڈالنے سے چاندی سونا نکھر کر میل سے خالص
رہجا ہے یہ شرع وہ چیز ہے اگر کوئی شخص کعبہ کی طرف دھوکے سے بھی نہین گرا اور
پابند صوم وصلواۃ ومنہیات شرع شریف پر نہین تو وہ طریقت مین قبول نہ ہوگا
کہ ابتدا اُسنے رکن اسلام کا ارادہ سے ترک کیا تو وہ مسلمان نہ ہوا وہ ملت
مصطفوی سے علحدہ رہا ایسے شخص سے ہمین کچھ بحث نہین خواہ کوئی میرا عزیز ہو
یا بعید مرشدان طریقت اُنپر توجہ نہین کرتے کسواسطے کہ دین انبیا کے چار تھم ہین
شریعت طریقت حقیقت معرفت جب کسینے ایک تھم کو گرا دیا تو وہ تین تھم کام مین
نہین آتے اور جبکہ چار و تھم برابر ہوے تو مسافر گرتے پڑتے اُترتے چڑھتے ان
تھمونکی آسرا اور سایہ مین بام عدم پر ساتھ اپنے توشۂ اعمال دنیا کے بدرقہ رہنمائے
عشق اور ہدایت مرشد سے بُری بھلے حال کسی نہ کسیطرح سے پہونچ جاکر جو مزرعہ اِس
عالم مین لگایا تھا اُس زراعت کو باطنمین دیکھ لیگا دوزخ یا بہشت یا دونون کی نافی
یا کوئی تیسری حیرت بیرنگی ہو کیفیت اُسکی معلوم ہوگی اور جو دیوانی ذلیل خوار دنیا دین
دونون سے بیخبر راتدن اپنے تصور مین گرفتار عاشق اللہ کے ہین اُنکی خیالی کارروائی
ہی شب و روز اُنھین آرام نہین بہشت اور دوزخ سے اُنکو کام نہین نہ اُنکو مرشد سے
غرض اور نہ مرید سے واسطہ اُنکا مرشد عشق ہی اُنکا مرید دل ہی اُنکی دیوانی منزل ہی
ظاہر مین جسکا کچھ حظ اور نشا نہین وہ تصور پختہ سے زمین سے اُچھلے ایک من سیر

بلند

آسمان پر پہونچے آسمانسے کودے صفحہ زمین پر قدم مارا چشم زدن مین جو چاہا کیا و شیر صفت ڈکارتے ہین سامنے اُنکے کوئی دم نہین مارتے وہ عاشق آبادانی خواہ پہاڑون یا جنگلون مین سر جھکائے مشاہدہ محبوب مین پڑے ہین شب و روز دنیا مافیہا سے مطلق بیخبر نہ کھانیکا ہوش نہ بستر پر نظر اُنکو تجلی معشوقنے اسدرجہ گھیر لیا ہے کہ جیسا بیل عشق پیچان کسی درخت کو لپیٹ لیتی ہے اُنکا یہ حال بھی از سر تا پا یونہین وصال ہے اب زبان گویندہ لال ولبس۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ منازل کونی آلسیات مقدسہ وحدت مین مجذوب کا قدم بڑھا ہوا ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ سالک عاشق صادق کا قدم بڑھا ہوا ہے اب مناظرہ دلچسپ مجذوب اور سالک کا بگوش ہوش دربار عشق مین اور فیصلہ کرنا حضرت عشق میر دربار کا سنیے اسطرح سے ہے

فریق اول	فریق ثانی
قلم وکیل مجذوب کہ مقام سکر و فنا مین اور بعد فنا لقا مین نہ پہونچا ہو	شمع وکیل سالک کہ سلوک مین قید سے ساتھ اطلاق کے جاوے یعنے ممکن سے ساتھ واجب کے ممکن ہو۔

دعوی ہمسری مقابل ایکدوسریکا

چنانچہ وکیل فریقین دربار عشق عدیم النظیر مین واسطے اظہار دعوی بامید دادخواہی اپنی اپنی کے دونون باہم سرشام کہ دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی دست گریبان ہو رہی تھی حاضر آئے حسب دستور ناظر دربار نے اظہار نویس کو حکم دیا کہ وکلائے فریقین سے اظہار لیکر مثل مرتب کرو باہم دونون نے بیان کیا کہ ایک مقابل دوسریکے دعوی ہمسری کرتا ہے ہر واحد اپنی اپنی لاف زنی پر مرتا ہے پیشگ

اظہار نویس نے فہمائش کی کہ تم باہمدگر صلح کرلو جواب دیا کہ باہمدگر صلح محال ہوتا اگر
غیرون نے سمجھایا فریقین کے خیال مین نہ آیا درحقیقت کہ بلندی اور پستی کی کسیکو
خبر نہین منصف کے دلمین کسیکا گھر نہین غور فرماو جبکہ فریقین نفسانیت کی تابع
ہوے تو وہان صلح کا کیا اجارہ ہے اگر آپسمین مصالحت ہوجاتی تو اس دربار تک
نفسانیت کیون لاتی ہر فریق اپنی اپنی کامیابی کی صورت چاہتا ہے اس غرض سے
حاضری دربار کا اتفاق ہوا ہے یہ سنکر اظہار نویس نے قلم آبنوس دست راست مین
لیکر لاجوردی کی دوات مین سیاہی شبگون بھرا پھر بائین ہاتھ مین تختی بلور کو لیا شمع کافوری
آتش نور سے جلا دیا اور دربار مین چرچا پھیلا کہ آج تحویل آفتاب برج حمل مین ہے
عجب قسم کا دعوی پیش ہوا غرضکہ قلم مجذوب نے بیان کیا کہ جذب میرا نام ہے
کہ قلم قدرت لوح محفوظ پہ لکھ چکا ظاہر کرنا اسکا میرا کام ہے میدان عشق مین ایک
خلوت خانہ ظلمت مشہور ہے اسی سے انوار تجلیات کا ظہور ہے جذب خیالات تجسس کے
ساتھ مجھے نسبت تام ہے دائرہ عدم کے گرد اگرد مجھکو پھرنا مدام ہے جو شمع بدیدہ
اپنی روشنی پر نظر کرکے سالک کیطرف سے جواب گذار ہے اظہار ہمسری اسکا بیکار ہے
یہ میرے توکل کی شان ہے وہ اسکی غیر امکان ہے شمع سالک نے سنکر یہ جواب دیا
کہ شمع میرا نام ہے اپنی کو سوخت دوسرونکو دید کا مقام ہے مینے اپنی راست قامتی
سے عالم مین اختیار کیا آبادی ہر خاص و عام مین میرا مقام ہے نمایش گاہ ہر
بصیرت تجلی میری زیب وہ ظلمت ہے میرے مقابل قلم کی کیا قدرت ہے محض
بے حقیقت ہے ہان وہ مستحق ندامت ہے دو عالم مین فیض میرا جاری و ہر جگہ
فیض بخشی سے جاری ہے قلم دو زبان میرے سامنے سر اٹھاے کیا مجال بس صلح

خام خیال ہے وہ میری روشنی مین نگون رہتا ہے اُسکے مُنہ سے خون سیاہ بہتا ہے
غور فرماؤ کہ جہان مین ایک زبان کا اعتبار دو زبان [illegible] کاذب ناہموار مکار صفحہ
کاغذ پر ہمیشہ خوار ہے لحاظ ہو کہ رہنمائی کی خدمت مجھے حاصل مقام میرا ہر طالب کا دل آگے
گر کسی طرح جسنے کسیکو زحمت نہ پہونچے چور اُچکا بھاگے صاحب مقام کو میری روشنی سے
سب طرح راحت ہو۔ یہ سنکر قلم مجذوب نے بجواب گزارش کرتا ہے کہ حضور اگر ہزار
شمعین جلاوین ظلمت عدم کی انتہا نہ پاوین اُسکو لحاظ ضرور ادب کا چاہیے کہ ظلمت
ام النور ہے کہ ظلمت عدم سے نور کا ظہور ہے بے ادبی اولاد اسیکو کہتے ہین کہ جیسا شمع
احسان فراموشی کر رہی ہے اور دعوی بے اصل پیش کر رہی ہے رات کو جو
انکو نسے مُنہ دہوتی صبح تک وہ گُھل گُھل کر تحلیل ہوکے خاموش ہوتی ہے

میرے رشتۂ دوانی کا اُسکو کھٹکا تار نفس پیچیدہ اُسکے حلقوم مین اٹکا ہے تا آنکہ وہ
رشتۂ حیات اُسکا جسم کے ساتھ جلکر نابود ہو جاتا ہے میرا لکھا تا ابد کام آتا ہے۔ یہ سنکر
شمع سالک نے یہ جواب عرض کیا کہ حضور یہ الا عالم ظلمت مین پہلے خود ہی ظلمت کو
تمیز نہ تھی کہ مین کون ہون اور کہان ہون اور کیسے ہون میری روشنی کی سبب
ظلمت نے اپنی ذات کو جانا پہچانا کہ یہ مین ہون وہ خانمان ہے یہ تیر ہے اور وہ
نشانا ہے یہ اپنا ہے اور وہ بیگانہ ہے یہ مسجد ہے اور وہ بتخانہ ہے میرے سبب سے
سبکو دید کائنات نصیب ہوئی اب وہی دید میری رقیب ہوئی غور فرماؤ کہ ظلمت کو
کب دید تھی اور روانی قلم تو ناپدید تھی۔ یہ سنکر قلم مجذوب نے یہ جواب الجواب عرض کیا
کہ کاتب تقدیر مین ہون حاکم کے ہاتھ کا وزیر مین ہون لوح محفوظ پر میری روانی کہ
جس سے انکشاف ضمیر یزدانی ہے اس شمع بیہودہ کی ہٹ دہری بیجا گرمی ہے مین

شہر خموشان مین ہم جلیس ظلمات مین فکر اثبات کا رافع شبہات ہون مین
سویداے دل کا یار مین نافۂ مشک کا غبار مین نیلم کا افتخار ہون اور مین زحل کا
سردار مین سیاہی مردمک کا مددگار ہون مین مخمل بنفشہ اور سوسن مین شب
بیدارونکی عبادت ریاضت کا معدن ہون اور اکثر موقع پر راہزن ہون پس
یہ حیلۂ اخیر شمع سلوک سنکے کہلکہلا کر ہنسے اور یہ رد جواب الجواب عرض کیا کہ اے
سپہر مشعشع کائنات بس یہی حیلۂ اخیر فریق اول کا قابل دار وگیر ہے کہ شب بیدار
بیچارہ اُچکّا اور زاہد و عابد و فقیر ہے اگر وہ رہزن مانع حال اُن بداعمالونکا ہوا تو وہی
کارروائی اُنکی قوت بشری کی تھی نابود ہوئی کہ ایسے حیلہ سے پروردگار انھون کا
رزق رسان ہے اور زاہد و عابد و فقیر مقام قیام سے دور لیجا کر اپنا اپنا کام
کرتے تھے سبب ظلمات سے تجلی نور کی مسدود ہوئی وہ نیک ترین سے معطل
رہی بیچارونکی طلب اور عبادت مین بڑا نقصان آیا تو غرض بجز ضرر کے کسی فریق نے
نفع نہ پایا اور جس لکھنے پر کہ قلم کو اغماض ہے کوئی بغیر روشنی کے لکھ نہین سکتا
اور کوئی بغیر میری روشنی کے اُس لکھے کو پڑھ نہین سکتا وہ دعوی اُسکا محض
بیکار ہر کس کام کا اور مین صبح رنگ آئینہ دار ساکنان ملاء الاعلی میری تجلی سے
سرشار مین سبکی نور نگاہ کی ہمجلیس آب الماس کی انہین مین تجلی افزاے تجلیات
زیبندۂ قند و نبات مین مروارید کی آب و تاب مردمک دید کی ہمکنار سفیدی
حلقۂ چشم مجھے دو چار قلم حبشی بچہ ہمدوش شگاف خط مین غیرت نسرین و
نسترن وہ پردہ ظلمت مین پنہان اور مین ہر قلب فانوس مین جلوہ کنان وہ سیاہ رو
دھوان دھار مین تجلی طور موسی کی یادگار وہ سکر مین چور بدست بے خبر مین

ہے

شاہد الست پیش نظر وہ جذب شوق سے لطف منزل پر اٹکتا ہے جبتک مین سالک رہنما اُسکی نہون وہ راہ بھٹکتا ہے۔ غرض فریقین کے سوال وجواب اظہار نویس نے لکھکر مناظرہ ہذا کا یہ خلاصہ لکھا کہ نہ قلم کی بقا ہے اور نہ شمع کی فنا ہے مگر ہان دیکھنا کہ دونون کے دلونکا ناخدا عشق کا یار ہے تو بحر فیض وہبی سے بیڑا پار ہے مثل مقدمہ تیار ہے واسطے حکم قطعی کے آنحضرت عشق پیر دربار کا اختیار ہے پس سنکر پیر دربار نے فریقین کو سامنے بلا مثل منگا کر دونونکا دعوی دیکھ سن لیا شمع کو جانب مشرق بحوالات آفتاب اور قلم کو طرف مغرب بحوالات زحل کھڑا کر کے اور چشم نیم خواب کا پردہ درمیان کر کے حضرت پیر نے تبسم فرماکر یون فہمائش وکلاے فریقین کی کرتے ہین کہ تم مجھکو دونون پیارے الّٰہم بے نیاز لاپرواہ ایک کو بگاڑتے اور دوسرے کو سنوارتے ایک کو اندھے کنوئین مین گراتے دوسرے کو بام فلک پر چڑھاتے ہین ایک کو پاس بٹھاتے دوسرے کو غمزہ دکھاتے ہین ایک کو رولاتے دوسرے کو ہنساتے ہین ایک کو غفلت سے جگاتے دوسرے کو راحت سے سُلاتے ہین ایک کو وصل کا انتظار دوسرا ہمکنار ہے کسیکو پاس بلاتے ہم پاس کسیکے خود جاتے ہین ایک کو آنکھ دکھاتے دوسرے کو سینہ سے لگاتے ہین ایک کو خوار کرتے دوسرے کو پیار کرتے ہین ایک کا مقام فصل دوسرے کو موقع وصل ہے ایک بُعد سے رنجور دوسرا دید سے مسرور ہے ایک غائب دوسرا حاضر ہم دونونکے ناظر یہ سب پوشیدہ راز اور دونون سے ساز باز یہ عاشق و معشوق کا ناز و نیاز ہے گل گشت کائنات مین لیل ونہار سیاہ اور سفید کی بہار حیات مستعار مین ہر کسیکو قضا انتظار ہی درباب اطاعت نشان ہمسری تم دونونکا غلط اظہار ہے۔ حکم قطعی سُنو میرے ہاتھ سبکی تدبیر اور تقدیر ہے غرض اسوقت بجز میزان عمل مین تم دونون کو

دعوی کو تولا تو سیاہی مردمک اور سفیدی حلقۂ چشم دونونکو ہم پلہ پایا اب وکلاے فریقین رخصت میدان عدم مین آخری دربار کی صحبت ہی اس روز تجویز ثانی مین نتیجہ دونونکے دعوی کا کھل جائیگا ہر ایک عوض اپنی مشقت کا پائیگا - یہ حکم میر کا سنکر وکلائے فریقین نے متفق اللفظ عرض کیا کہ آپکی ذات بی نیاز ہے گو کہ چھپا راز ہو مگر یہ کیسی مروت کہ دوسری صحبت پر تجویز ثانی قرار پائی اس صورت مین ہمکو انواع و اقسام ننگ گذرے ہم اب یہان نہین رہتے اور نہ وہان تو جاتے آشیانہ اپنا درمیان دو عدم کے بناتے ہین واہ بقول کسی کہ صلاح نشد بلا شد اب ہم فیصلہ اپنا خود کر لینگے دوسرے دخل نہ دینگے میر صاحب سلام لو ہم جاتے ہین آپ کیون آنکھ چرا کر غریبونکا دل دکھاتے ہین یہ سنکر میر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سپیدی سحر نمود ہوتی ہے قلم منہ کے بل گر گیا اور شمع خاموش ہو گئی میر نے بچشم خود دیکھا کہ قلم کی تاب اور شمع کی اب دونون میان دو عدم کے اپنے اپنے مقام پر پہونچکر تحلیل ہو گئین - انا للہ وانا الیہ راجعون

تقریظ

ادیب فراجہان عبارت و انشا - نبض شناس عبارت و املا - شمع کاشانۂ فراست و دانائی شجرۂ سینائے فرہنگ و روشنائی سحبان اشعار - روح افکار - طبع نژاد بطون فی کا دستہ باہرہ - نتیجہ انفعال خیال و فکرت باکرہ - بمصداق ع سخن گفتن و بکر جان سفتن است نسیم سحرگاہ اختصاص - سجادہ نشین محراب بارگاہ اخلاص - مرزا آغا علیصاحب جگر بہ تسطیر در آمدہ ؎ خوش الحان عندلیبے کہ بر شاخسار گلبن ترانہ سازی - و رنگین نوا بلبلے کہ در گلستان شوق نغمہ پردازی کند بسپاس نعت محمودیت مستغنی الحامد کہ بسر بگوش ہر کہ سرے بردہ باز بیرون نیاوردہ - ہر سبزہ کہ از گل زمین چمن بر سر برآرد - حاشا کہ جز بکلمۂ طیبہ وحدہ لب کشاید - و ہر غنچہ کہ بر شاخ گل شگفتہ گردد کجا دہان خود را جز بتحمید [illegible]

بانگے غلغل چمن غلغلهٔ ذکر وان من شیء الا یسبح بحمده بصوامع ساکنان صوامع
ملکوت در انداخته و زمزمهٔ عطران گلشن نواے اذکارش بلند ساخته از
عقعقهٔ عنعق در لقلقهٔ لقلق ۞ از ززره زر زر و رو رو شقشقهٔ صعصعه پیداست
که در ذکرش هستند۔ نواگرشان مدام درین بستان استماز و در شور لراقمه
نغمتش برتر از قیاس منست ۞ عاجز از قمریان میکنند برلب جو ۞ نغمهٔ لا اله الا هو ۞
عشق را داد کار فرمائی ۞ حسن را داد جلوه پیرائی ۞ جواهر زواهر نعوت متکاثره و
مثالیه نثار کرباس گردون مماس سید الانامی است افضل التحیة والثنا که بلب
شیرین شور ازلی انا افصح انگیخته۔ و بسخن شکرین نمک در جگر انا املح ریخته
صلی الله علیه وعلی آله واصحابه وسلم۔ لراقمه شاهنشه مسند نبوت گنجینهٔ فضل و
کان رحمت ۞ ختم رسل و شفیع عالم ۞ ظل کرمش پناه آدم ۞ خود گفت بوصفش
آئینه پاک ۞ لولاک لما خلقت الافلاک ۞ سلطان رسل پناه دارین ۞
سر بر خط اوست حلقهٔ کونین ۞ گنجینه کشاے فیض سرمد ۞ او بر همه محرمان سرآمد
دریاے رموز لی مع الله ۞ سرخیل مقربان درگاه ۞ گنجور خزانهٔ الٰهی ۞ اندر کف او
کلید شاهی ۞ اما بعد جوهریان رسته بازار معانی را صلا ۞ و صیرفیان دار العیار
سخندانی را مژده باد۔ که درین زمان نصرت توامان خدیو گیتی ستان۔ سیف
مسلول بلندی کشور کشائی صمصام مصمصم معرکهٔ فرمان روائی۔ نفس خاتم اقبال
آب گوهر اجلال۔ آصف سلیمان صولت۔ خاقان جمشید مرتبت۔ فلاطون فطنت
سکندر در۔ فریدون فر۔ کاؤس کوس۔ سیاوش وش۔ تهمتن تن۔ منوچهر چهر
خورشید رشید۔ عطارد قلم۔ برجیس حشیم۔ خورشید کمال۔ ماه جمال۔ کیوان ایوان

صح

نغمتش برتر از قیاس منست
عاجز از شکر او سپاس منست
عقل در ذات او رسا نبود
معرفت غیر [illegible] نبود
قمریان میکنند برلب جو
نغمهٔ لا اله الا هو

بهرام پاسبان - عرش خرگاه - فلک بارگاه - نواب میر محبوب علیخان بهادر
نظام الملک آصفجاه - بسط الله ظلکم ابداً آنکه بعلوے مرتبتش اگر آسمان را زمین انگارند
فلک را افتخارست - و بدرپاشی ابر سخایش اگر دریا را قطره شمارند آبروی سحاب
لراقمه زهی کریم نهادی که روز بذل نماند ؞ بکان و معدن و دریا یکے نهان گوهرش
فلک ز روز ازل تا ابد کهان شهی ؞ بصد تلاش نیابد دگر چنان گوهرش
تو از براے دو عالم چو قرة العینی ؞ چنانکه دیده جگر گوشه بهر کان گوهرش ؞ تو گوهر شرف
درج خسروی و شهی ؞ که مثل تو نتوان یافت در جهان گوهرش ؞ جهان به مهر فشاندی
گهر که می چینند ؞ بجاے دانه بمنقار طائران گوهرش ؞ وزیر صائب تدبیر فلاطون نظیرش
که مقنن قوانین عدل و داد - و مقوم عماد صلاح و سداد - بانی مبانی جهانبانی -
قاعد مقاعد قاعده دانی - مهر سپهر دانش و بینش - سپهر مهر بینش و دانش -
اعتضاد الممالک العظمی - اعتماد الخلافة الکبری - رکن دولت - عماد السلطنت
مربع نشین چار بالش عزت و شان - نواب مستطاب معلی القاب جناب میر لائق علیخان
بهادر مدار المهام سرکار عالی است - دام اقباله را نازم که بسرگرمی شعلهٔ عدالتش
خس و خاشاک شر و فساد پاک سوخته - و بدستگیری دست کرمتش گدایان اطراف
و اکناف هر بلاد و امصار مایهٔ شادمانی اندوخته - صیت اقبال عالمگیرش چون مهر
در نصف النهار ظاهر - و آوازه اجلالش چون ماه منیر در وسط ماه باهر لراقمه
آنکه گر خاکپاے او بوسد ؞ تابش مهر و مه فزون گردد ؞ رایت قهر او شود چو بلند
سنجق مهر سرنگون گردد ؞ گر باعرش دهم نسبت ؞ چرخ از حد خود برون گردد
بعد نقش قضا چو فرماید ؞ کاف را شکل عقده نون گردد ؞ این کتاب کرامت مآب
مخزن اسرار غیبی مطلع انوار لاریبی - لآلی متلالی درج عرفان - اختر تابنده برج الفضائل

شمع شبستان پیروان حقیقت - رهبر راه حق - مصدر فیض مطلق - در برج عرفان درخشنده تری - اصل مادهٔ الفقر فخری - المسمی به خلوت محبوبیه ۱۳۱۰ مصنفهٔ زبدة الابرار - قدوة الاحرار - واقف رموز القان - فاتح کشور عرفان - سنجیده افکار - پسندیده ادراک - ره نورد وادی حقیقت - زنگوله بند مراحل معرفت - حائز اصناف کمال تازه - حاوی انواع هنر بی اندازه - قدوة المحققین - پیشوای سالکین - وساده طریقت زیب و زین - جناب حکیم **جعفر حسین** الملقب به محبوب شاه که بیعتش به سه طریقه حاصل - و خلافتش درین ثلاثه سلل کامل است - همچو شاهد رعنا از مکمن خفا به عرصهٔ شهود خرامید - حبذا کتابیکه اگر اعمی فطری به چشم خیال سوادش روشن نماید نور از دیدهٔ خورشید می رباید - و اگر کور بصری بدیدهٔ معنی درآید - زبان بیچاره سیر ضیاء ماه منیر گشاید - شاهدیست سراپا نور و جمال که هر که او را یک نظر بیند دل از دیدار شمس و قمر برچیند - هر الفش به چشم نازک خیالان خبر از عالم وحدت الوجود می دهد - تو گوئی که معنی لا اله الا هو همین است - همانا هر نقطه اش غیرت نافهای چین است - چه طور محبوب القلوب نگردد - که وجه تسمیه اش به چهار محبوب شامل است نخستین سلسله اش از حضرت شاه نظام الدین احمد خلف حضرت سید قطب الدین احمد ابن حضرت عبدالله الحسینی بغدادی تا به محبوب سبحانی غوث صمدانی میرسد که قدوة الاقطاب جهانست - دومین تا به محبوب الهی بخشندهٔ فیض نامتناهی که در چشت سرخیل همه بزرگانست - سومین خلاصة الکبری - زبدة العظمی مسند نشین ریاست حیدرآباد فرخنده بنیاد دکن سرور گیتی ستان محبوب علیخان ادام الله سلطنته و اقباله که صاحب الزمانست - چهارمین خود مؤلف این کتاب بابرکات مرشد بزرگوار خود محبوب شاه که

لقب یافتہ - وبدین نام بزرگ در دل عالم جاے خویش ساختہ - بنازم ہمتش را تا چہ خون جگر خوردہ کہ این لآلی آبدار از صدف سینہ برون آوردہ اگر طالبان طریقت کہ تشنۂ این معنی دارند بچشم غور وارسند - بازدیدۂ خود را از وی بگیرند سبحان اللہ ہر حرفش طلسم گنجینۂ اسرار الٰہی - وہر لفظش معدن فیوض نامتناہی - دیدہ ورکجاست تا داد این سخنہاے بلند دہد - وشناساوری کو کہ چشم انصاف برونہد - ہر عبارتش سرچشمۂ عین الیقین فنا فی اللہ گفتم دریائیست کہ غواصان بحر عرفان لآلی متلالی ازو بدست آرند - اگر سالکان مسالک معرفت بر جادۂ این قدم رانند ہمانا برہنماے خضر ہدایت بمنزل مقصود خویش برسند - گلزاریست پربہار کہ گلہاے گوناگون سر از شاخسار حقیقت برآوردہ اند - و بہشتی است نزہت فزا کہ حوریان معنی در رقص وطرب سرکردہ اند - عندلیبان حرفش تا بزمزمۂ دلکشا نغمہ پردازی کنند - دل از دست می ربایند الراقمہ نثر چہ نثریست کہ نثرہ نثارۂ شعر چہ شعریست کہ شعری شعارۂ الٰہی تا چمنستان گیتی برنگارنگی گلہائی بوقلمون نظارت آگین باشند این روضۂ بستان معرفت را بآبیاری فیض گوناگون مطراو وازنکہت گلہایش مشام شمیم آشنایان رنگ وبوی حقیقت را معطر کن بحری علیہ الرحمہ

یارب این نوباغ را از باد صرصر دور دا		روز و شب از نغمۂ بلبلان معنوی معمور دار

ذکر فکر شعرا در باب مادۂ تاریخ - اور برادران طریقت اور گفتار گیان خلوت

پوشیدہ نہ رہے کہ حسب قال مؤلف تاریخ اس کتاب کی گویا پیش از پیش تالیف کے قول رسول مقبول سے استخراج ہوچکی تھی درحقیقت کہ یہ بات مسرت آیات اس تالیف کی سلف سے آجتک کسیکی تالیف وتصنیف کی نسبت اس مجلس نے نہ کانونسے سنی اور نہ آنکھونسے کہین لکھی دیکھی کہ کسیکو کبھی ایسا مادۂ تاریخ میسر ہوا ہو

الحق کہ یہی رسالہ وہی مطالب مندرجہ اُسکے کہ جو حدیث نبوی سے چسپان ہوا الغرض جب جا یہ مادہ پیش نظر نظما گذرانا تو سبنے بہت فکر اور کوشش کی کہ ایسا مادہ دوسرا [illegible] میسر نہ آیا تو سب باتفاق بیساختہ پکار اُٹھے کہ دوسرے کسیکا کیا مقدور ہے کہ معنًا و مناسبۃً مثل اسکے مادہ پیدا کرکے سبقت لیجائے اور لاشک یہ تالیف لاجواب مقبول ہوگئی چنانچہ اُن سب شعرا کو خواہ مخواہ لازم ہوا کہ اسی مادۂ شریف کو اپنے اپنے طور پر عربی فارسی اردو مین بقید نظم گرہ بند کرین لیس ویسا ہی عمل ہوا سب تاریخین ذیل ہذا مین درج ہوئین ملاحظہ ہو۔ جناب فضائل مآب کمالات انتساب جامع علوم معقول و منقول عالم نکات فروع و اصول اشہر فی الناس مولانا مولوی علی عباس دام برکاتہم ساکن قصبہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڑہ ملک مشرقی نے رطب اللسان گہر فشان سے بتصدیق مسائل مندرجہ رسالہ ہذا کی یہ قطعہ تاریخ فرمایا

كَأَنَّ ذَا الْكِتَابَ مُلِينٌ لِصَخْرٍ — مُحْيِيَةٌ مِنْ عِظَامٍ لِنَخْرٍ
گویا یہ کتاب گداز کرنیوالی سنگ کی ہے — زندہ کرنیوالی ہڈیون بوسیدہ کے تئین
وَجَدْتُ لِتَارِيْخِهٖ بَعْدَ فِكْرٍ — حَكَيْتُ رَسُوْلَ الْهُدٰى اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ
۱۳۰۱
پایا مینے واسطے تاریخ کے بعد اندیشہ — سخن رسول ہدا کی تئین کہ وہ الفقر فخری ہے

اور یہ قطعہ تاریخ شیرین زبان جادو بیان حدیقۂ بوستان فہم حاذق غنچۂ گلستان عقل صادق موضوع حاملہ ادراک آسمان رسا محمول قیاس اندیشہ فلک پیما مراتب ظاہری و باطنی را تحقیق مناسب صوری و معنوی را محل تطبیق زہوق امور باطلہ بے تحقیق قاتل ہر ملحد و زندیق جناب مولوی ابو البرکات صاحب دام فیضانہم قادری نقشبندی کالپی سے موشح ہوا

لله در مؤلف قد اتقنا سفرا يسر الى النهى وذوى الفكر
بخداست نکوئی مؤلف تحقیق که استوار کرد کتابرا که روشن کنند صاحبان عقل را و صاحبان فکر

ابدى من الاخلاق كل دقيقة تزهو لطائفها فتبهر بالزهر
ظاهر کرده است از اخلاق هر دقیقه را روشن میشوند لطائف آن پس خیره کنند گوئی بگلها

فادم مراقبة له والنظر الى ما فيه من حكم تسر ذوى النظر
پس مدام کن مطالعه آنرا و به بین جانب آنچه دران است از حکمت که خوش میکند صاحبان نظر را

الفقر فخرى قد اتى تاريخه قول جليل قاله خير البشر
۱۳۰۱
الفقر فخری آمده است تاریخ آن آن قول بزرگ است که فرموده است آنرا خیر البشر

یہ قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سے مولانا فاضل اجل شاعر اکمل قرین دلہا اصحاب خلت و وفا جاگزین قلوب ارباب صدق و صفا ثمرہ درخت فصاحت میوہ نخل بلاغت سراپا احسان عمیم الامتنان مولوی شیخ عبد اللہ بن فضل المکی ادیب صفحہ سینہ مصدقان سخنوران عصر کے منقش ہوا

ايا طالبا سر الاله القادر وحقيقة خفيت لاهل الظاهر
اے خواہان اسرار خدائے قادر کے اور حقیقت کہ چھپی ہے اہل ظاہر سے

فانظر كتاب اللوذعى ابى الذكا ذى الفضل والمجد الاثيل الفاخر
دیکھ کتاب عالم فراست مند کی جو صاحب فضیلت ہیں اور عمدہ بزرگی فخر کرنیوالے

تظفر بكل خبية فى خلوة محبوبة لذوى الضمير الزاهر
فتح پاتو ساتھ ہر باریکی کے جو پوشیدگی میں ہے دوست ہے واسطے صاحب ضمیر روشن کے

ابدى مؤلفه لطائف حكمة ومعارفا ومظاهرا للناظر

ظاہر کی ہیں اسکے مولف نے حکمت کی باریکیاں
لله در منظوم و ما علت
خدا کیلیے ہے نیکی اس نظم شخص کی
هو عمدة للسالكين و علة
وہ عمدہ ہیں سالکوں کیلیے اور منتخب ہے
فطوبى لكم سرّوا و هو الفكر
خوشی ہو تمھارے لیے تم خوش کرو اپنے نفس کو
فقد جاء قول المصطفى تاريخه
تحقیق قول مصطفی اسکی تاریخ ہوئی

اور پوشیدہ ہیں اور ظاہر کرنیوالے بھید
واستخرجت من بحر علم زواخر
جو نکالی گئی ہیں دریاے علم و خبرت
للكاملين و بهجة للخاطر
کاملین کیلیے اور خوشی ہے خاطر کیلیے
فاستبشروا اهل الزمان الآخر
اور بشارت دو اہل زمانہ آخر کو
الفقر فخري للحكيم الماهر
الفقر فخری حکیم ماہر کے لیے

اس قطعہ تاریخ کو سخنور باکمال نکتہ پرور عدیم المثال مولوی محمد سکندر علیخان نقشبندی المتخلص بواصل ساکن قصبہ خالص پور ضلع لکھنؤ ملک اودھ سمت شمالی نے اپنے ذہن رسا خامہ جودت سے بہیئت خالص صفحہ امتیاز پر نقش کیا

لقد صنف الحبر سفرا انيقا
تحقیق کہ تصنیف کیا کتاب اچھی کے تئیں
لتاريخه غصت في لجج فكريا
واسطے تاریخ اسکی کے غوطہ مارا میں نے بیچ دریاے فکر کے

معين لديني و زين لفقري
مددگار ہے واسطے دین میرے کے اور زینت ہے واسطے فقر کے
لنا واصل قال الفقر فخري
واصل نے مجھسے کہا الفقر فخری

دبیر عطارد رقم منشی طوطی قلم مولوی محمد صدیق حقانی ادیب لاثانی محسن بہادر ساکن قصبہ کوہیر ضلع بدر واقع دکن ملک جنوبی معتمد دفتر ملکی سرکار آصفیہ نے قلم عنبرین سے یہ قطعہ تحریر کیا

چو جعفر حسین خجستہ شیم
نبشتہ کتاب بہ بخش علی

چنین گفت هاتف بتاریخ آن   شد الفقر فخری لقبول نبی

مولوی شکر شکن حافظ منشی محمد جعفر صاحب نقشبندی المتخلص بہ جوہری مستوطن قصبہ خیرآباد واقع ملک اودہ سمت شمالی نے یہ قطعہ تاریخ مشتمل بر تقریظ قلم طراز سے تحریر کیا۔

گزیده وفا شد محبوب شاه   که مثلش در اخلاق گویند کم
کند لطف پرسش ز دل غم غلط   شود دل چو غمگین به هجر صنم
چه نزدیک و از دور بر جان دوست   همه مهر گستر به چشم کرم
اگر بر جنان نشست دل در نماز   گزد لب خنده کند صبحدم
بهشت که موج از دلش میزند   نه سامان ز شادی نه نقصان ز غم
اگر از مهر یاران حکایت کنند   کنم چتر مهرش بگیتی علم
به مهرش نیاز دلم در وجود   نباشد غم از سینه اندر عدم
نشاط دل از می بیادش کنم   بدست من آید اگر جام جم
درین دور کز جلوهٔ شه تخت   بصفحه ز هر دست رفته قلم
نوشته بعلم تصوف کتاب   بکوزه تو گوئی که گرداب یم
ز خلوت بمحبوب نامی بنام   به جلوت چو گل از چمن مبتسم
ز هر نکته مکشوف صد سر غیب   بعرفان که در صفحه اش مرتسم
اگر گویش از گل معرفت   همه دل ربا باغ رنگ ارم
بهر کنج سیرش بهار جمال   بهر دشت چینش غزال حرم
به بستان تاریخ بردم دماغ   که چینم گلش عطر بخشم به شم
که چون بنه هرگونه گلشن سرودش   بگفتا چو گشتم من و او بهم

نہان ز بہری گو کہ ز القای رب — مولف ز دہ الفقیر فخری رقم

بانیٔ فرخ آئین نصیر الملة والدین حضرت سید [illegible] قادری نے یہ قطعہ تاریخ رقم فرمایا

مرتب گشت چون این نسخهٔ فیض — مفخم راز الانسان سری
رقم محبوب شہ فرمود معروف — سن تاریخ آن الفقیر فخری

وحید اوان فرید جہان مولوی محمد عبد اللہ صاحب نقشبندی قادری ساکن ملک برار نے یہ قطعہ تاریخ توشیح کہ مصرعۂ اول سے تاریخ اور مصرعۂ ثانی سے نام مولف ظاہر ہوتا ہے رقم فرمایا ہے

ا	این طرفه کتابیست که در هر سخن او	ج	جمعیست ز جز تا بکل اسرار الهی
ل	لامع ز حروفش که بود لمعهٔ توحید	ع	عکسیست نه آئینهٔ انوار الهی
ف	فیض ازلی هست ز هر نقطه هویدا	ف	فیاض جهانست چو گفتار الهی
ق	قاری بدم خواندن الفاظ فصیحش	ر	راز ازلی یابد و اسرار الهی
ر	رخشنده تر از مهر درخشنده حروفش	ح	حیران دل ازین مرآت انوار الهی
ف	فهم همه در معنی او گاه رسانیست	س	سربسته نکاتیست ز گفتار الهی
خ	خیر دو جهانست نهان در همه لفظش	ی	یعنی که صفاتیست ز کردار الهی
ر	رحمت بسرش هر که ز دل بشنود او را	ن	نشنید هر آنکس که گنهگار الهی
ی	یابد همه دم فائده از معنیش آنکس	+	سرشار بود از می سرشار الهی

قطعہ تاریخ مولف کتاب

ہوئی جب خلوت محجوبیہ رونق دہ جلوت — کہ ہے سر تا بہ پا گنجینۂ اسرار ما اوحی
بفیض شمع بزم سوختہ جانان [illegible] — بہار گلشن امکان فروغ ملت بیضا

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

چراغ بزم دانش کیا تازہ گل ایقان
عنیبہ عطر [illegible] زبان ہوتا رہے دوران
خیال فیض سال اسکا ہوتا جعفر [illegible]

گل گلزار محبوبی محیط گوہر معنی
حسن بصری وقت نظام الدین فی الدنیا
ہوا الفقر فخری سیدہ فیاض [illegible]

اللّٰهم اخلصنا من اهل التقلید واجعلنا من اهل التحقيق
واحشرنا من اهل التصديق و
انت ولي
التوفيق

[illegible]

۵۵۷۰
الف ۲۶

کتابی کز معانی با گهر سنج
شده است از فضل یزدان طرز مطبع

در دستر الٰهی گنج در گنج
بسال یکهزار و سه صد و پنج

بقلم شکسته رقم حقیر سید علی رضا عفی عنه جامۂ تحریر پوشید

NOT TO BE ISSUED

۱۰